سیدی اعلی حضرت قدس سرہ کے روحانی بیٹا وخاتم الخلفا حضور برہان ملت جبل پوری نور اللہ مرقدہ کی تفصیلی سوانح حیات طباعت کے تقریباً بیس سال بعد "حنیف ملت لائبریری" کے زیر اہتمام مولانا نعیم الدین قادری کنز مصلحی کی شاندار تزئین وخوبصورت سرورق کے ساتھ Pdf فائل میں پہلی بار منظر عام پر از۔ سمیع الدین برہان القادری

خلیفہ اعلیٰ حضرت

برہان ملت کی حیات و خدمات

روضہ برہان ملت
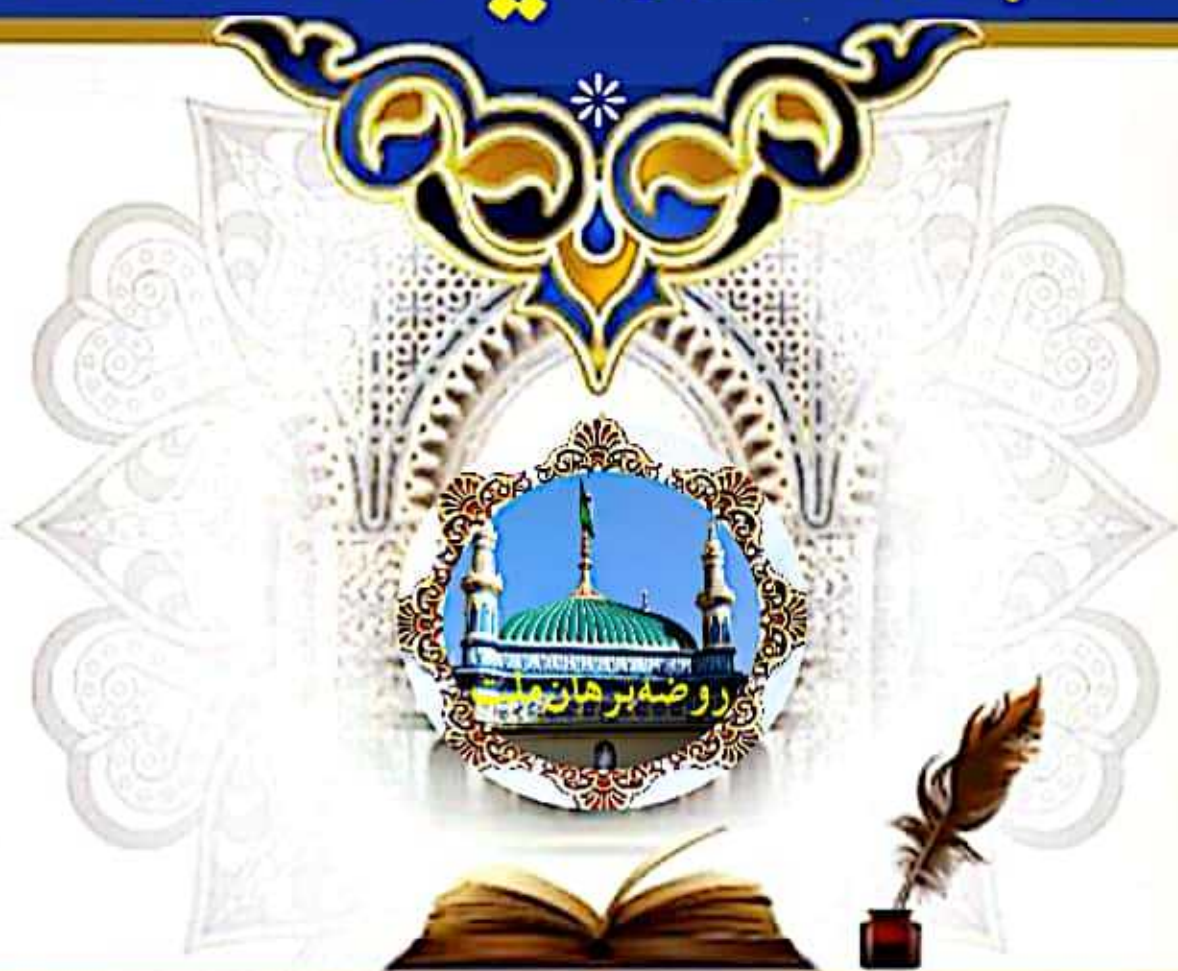
مصنف

حضرت مولانا عبد الوحید مصباحی علیہ الرحمہ

سابق استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت کی

حیات وخدمات

تالیف

مولانا عبدالوحید مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

ناشر
ادارہ ضیاء البرہان دارالسلام اپرین گنج
جبل پور ایم،پی،

نشاط آفسٹ پریس ٹانڈہ امبیڈکر نگر

نام کتاب : خلیفۂ اعلیحضرت برہان ملت کی حیات وخدمات

نام مصنف: مولانا عبدالوحید مصباحی

کمپوزنگ : قادری کمپیوٹرس گھوسی ضلع مئو

تصحیح : جناب حاجی محمد رمضان عبد العزیز سلامی

ناشر : ادارہ ضیاء البرہان دار السلام اپرین گنج جبلپور

سن اشاعت: سنہ ۲۰۰۱ء

صفحات : ۲۴۶

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۸۰؍روپیہ

باهتمام

نبیرۂ برہان ملت حضرت مشاہد میاں صاحب صدیقی، وحضرت الحاج صوفی عیسیٰ نوری صاحب، مخیر قوم جناب سیٹھ ابراہیم خاں صاحب، مخیر ملت جناب حاجی محمد سراج احمد صاحب

ملنے کے پتے

(۱) جامعہ رضویہ گلشن برکات قصبہ کدورہ جالون

(۲) دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی

(۳) مکتبہ رضویہ رفاعیہ پھریندا جاگیر بستی

(۴) المجمع المصباحی مبارکپور اعظم گڑھ

(۵) حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڑھ

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو حضرت برہان ملت کے خواجہ تاشہ، رہبر شریعت وطریقت

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت **علامہ امجد علی** اعظمی مصنف بہار شریعت

اور

ان کے ہونہار تلمیذ رشید، علماء اہلسنت کے سر کے تاج، ابو الفیض جلالۃ العلم

حضرت علامہ الشاہ **عبد العزیز** محدث مراد آبادی

بانی الجامعۃ الاشرفیہ کے نام نامی اسم گرامی سے معنون ومنسوب کرتا ہوں

یا خدا ہم جماعت اہلسنت کو ان بزرگوں کے فیوض وبرکات سے

ہمیشہ ہمیش مستفید و مستفیض فرما۔ آمین بجاہ النبی الکریم

گدائے اولیاء

عبد الوحید مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

نذرانۂ عقیدت

بارگاہ برکاتیت کے روحانی پیشوا امام الاتقیاء احسن العلماء

حضرت علامہ الشاہ حافظ وقاری مفتی حیدر حسن میاں قادری برکاتی قدس سرہ

جن کے فیوض و برکات اور روحانی تصرفات واثرات سے اہل عشق ومحبت اور ارباب شریعت وطریقت مسلسل بہرہ مند ہو رہے ہیں۔

وہ ذات بابرکت جس کے تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت کا خطبہ بڑے بڑے اتقیاء واصفیاء نے پڑھا جس کی شیریں کلامی، حسن اخلاق، بے تکلف زندگی، خوردنوازی کا چرچہ آج بھی اہل علم وفن کے اصاغر واکابر کی زبانوں پر جاری ہے اسی بارگاہ ناز میں خلوص عقیدت کی یہ بے قیمت کوشش نذر ہے۔

گدائے برکات عبدالوحید مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

احوال واقعی

الحمدلله لا شریک له والصلوٰۃ علی نبیه لانظیر له

وعلی آله واصحابه اجمعین

یہ کتاب جو خلیفۂ اعلیحضرت حضرت برہان ملت کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے اس میں میں نے مختصراً حضرت کے صحیح ومستند اور معتبر حالات کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے بہت سے وہ واقعات جو مجھے کچھ لوگوں کی زبانی معلوم ہوئے لیکن راویوں کی روایت ودیانت وثقاہت پر اعتماد واطمنان نہ ہونیکی وجہ سے میں نے ان کو شامل کتاب نہ کیا۔ جبکہ بعض لوگوں کا مزاج ہوتا ہے کہ بزرگوں سے اندھی عقیدت کی بناپر یا کتاب کی ضخامت وطوالت کو بڑھانے کی غرض سے صحیح وغلط، معتبر وغیر معتبر، مستند وغیر مستند کی پرواہ کئے بغیر بزرگوں کی طرف ایسے واقعات کو بھی منسوب کرنے میں دریغ نہیں کرتے کہ جن کا ان بزرگوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور اس میں اپنی سعادت مندی وفیروز بختی تصور کرتے ہیں جب کہ یہی چیزیں آگے چل کر پوری جماعت کے لئے بدنامی ورسوائی کا سامان بن جاتی ہیں، اغیار کو زبان درازی کا موقع فراہم ہوتا ہے. اور ان کو بھولے بھالے سنی مسلمان بھائیوں کو ورغلانے اور بہکانے کا بہترین ہتکنڈہ ہاتھ آجاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ہم کو صحیح وسقیم غلط وصحیح کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

اس کتاب کی صحت وثقاہت کو بایں وجہ اور بھی استحکام حاصل ہوجاتا ہے کہ پوری کتاب کو جگر گوشۂ برہان ملت محمود ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمود احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ برہانیہ سلامیہ نے از اول تا آخر سماعت فرمالیا ہے ان کی تائید وتصدیق کے بعد یہ کتاب اہل علم وقلم کے لئے خانوادۂ برہانیہ سلامیہ کے تعلق سے سند وماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ارباب حل وعقد اور اصحاب قلم سے گزارش ہے کہ وہ حضرات خانوادۂ سلامیہ برہانیہ کے تعلق سے اپنی معلومات قلم بند کر کے عوام اہلسنت تک پہنچائیں کیونکہ یہ خاندان دور قدیم ہی سے عظمت وفضیلت اور شرافت کا حامل رہا ہے۔ ایک طویل عرصہ سے اس خانوادہ کے افراد تقوی وتقدس اور شہرت وبزرگی کے منصب پر فائز رہے، عوام وخواص میں مقتدیٰ وپیشوا کی حیثیت سے جانے اور مانے جاتے رہے، ان حضرات کو مدھیہ پردیش کا مفتی اعظم اور پورے غیر منقسم ہندوستان کا مفتی شرع تسلیم کیا جاتا رہا ارباب عقل ودانش انکی عقل وخرد کا لوہا مانتے رہے، طالبان علوم نبویہ ان کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ تہ کرتے رہے، اصحاب فتوی اہم مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے رہے، اور تزکیہ وطہارت کے طالبین ان کی تربیت میں ریاضت ومجاہدہ کر کے اپنی روحانیت کو تازگی وتابندگی بخشتے رہے، بڑے بڑے حکمراں ورؤساء ہزارہا رعب ودبدبہ اور شان وشوکت کے باوجود اس آستانۂ عالیہ پر جبین سائی کرتے رہے چودہویں صدی کے مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ان حضرات کی عقیدت ومحبت اور سعادت مندی کی بنیاد پر جبل پور کو ثانی بریلی فرماتے رہے اور شاہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتی اعظم ہند مصطفے رضا خاں رضی اللہ عنہ ایک ایک ماہ سے زائد قیام فرما کر ان کو شرف بخشتے رہے اور پوری زندگی جبلپور کو اپنا دوسرا گھر بتاتے رہے بحمدہ تعالیٰ خانوادہ سلامیہ برہانیہ کو خانوادۂ رضویہ سے جو قرب وفضل حاصل ہوا اور ہے وہ اور کسی فرد اور گھر کو حاصل نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ ایک مقام پر پروفیسر مسعود احمد صاحب پاکستانی رقم طراز ہیں۔

”یہ امتیاز صرف آپ کے خاندان کو حاصل ہے کہ آپکے خاندان کی تین جلیل القدر شخصیات کو امام احمد رضا سے خلافت حاصل ہے اور آپ کے خاندان کو یہ بھی امتیاز حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر آپ کے پہلے خلیفہ حضرت عبدالاسلام مولانا عبدالسلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے

،جبکہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں
قادری رضوی کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ ہوئے اور حضرت مفتی اعظم
ہند محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے''

(جذبات برہان ص ۱۲)

میں ان اہل علم حضرات کا انتہائی شکر گزار رہوں گا۔ اور مواد و معلومات فراہم کرنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا کہ جو لوگ اس خانوادہ کے تعلق سے کچھ لکھنا چاہیں یا کوئی فاضل محقق ان پر پی ایچ ڈی وغیرہ کی ڈگری حاصل کرنا چاہیں یوں ہی مکتبوں اور مجمعوں کے ذمہ داروں کو بھی اس طرف اپنی توجہ مبذول کرنا چاہئے کہ وہ لوگ اپنے اپنے کتب خانوں سے حضرت عیدالاسلام و حضرت برہان ملت علیہما الرحمۃ کے فتاوی جو ہزاروں صفحات اور لاکھوں مسائل و ضروریات دین پر مشتمل ہیں نیز ان بزرگوں کے انتہائی قیمتی، معلوماتی اور بصیرت افروز رسائل کو طبع کرا کے عوام اہلسنت تک پہنچائیں۔

مجھے حضرت برہان ملت کی ذات ستودہ صفات سے واقفیت تو ایک زمانہ سے تھی ،احباب واغیار سبھی کی زبان سے ان کی علمی و سماجی خدمات کا شہرہ سنتا تھا ان کے علم و فضل ،زہد و ورع ،خلوص وللّٰہیت ،تواضع وانکساری اور خدمت خلق کے جذبۂ بحر بیکراں کے بہت سے واقعات و شواہد سے مطلع تھا لیکن ان پر کچھ لکھنے کی تڑپ اس وقت پیدا ہوئی جب برادر دینی جناب محمد ابراہیم خانصاحب برہانی ممبئی کی ہمراہی میں سال گذشتہ ممبئی کے سفر کے دوران پہلی بار جبل پور حاضری کا شرف حاصل ہوا وہاں ان کی شخصیت کے تعلق سے جو معلومات فراہم ہوئی تو محسوس ہوا کہ ابھی تک جو کچھ اور جتنا سنا و پڑھا تھا وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

معاً یہ خیال آیا کہ جب ہماری معلومات کا یہ حال ہے تو نئی نسل تو یقیناً ان کی شخصیت اور حیات و خدمات سے ناواقف ہوگی لہٰذا ضروری ہوا کہ ان کے تعلق سے کچھ لکھا جائے تا کہ عوام اہلسنت ان عظیم شخصیتوں کو پہچانیں رضویت و برکاتیت کے ان عظیم ستونوں

کو مانیں ان کے بتائے ہوئے نقوش وخطوط پر چلیں اور ان سے عقیدت ومحبت کا رشتہ جوڑ کر اپنی قسمت کو سنواریں۔

ارادہ تو یہ تھا کہ اولاً کم از کم پانچ سو صفحات کی کتاب منظر عام پر آتی لیکن مفتیٔ اعظم مدھیہ پردیش حضرت محمود میاں صاحب اور حضرت حامد میاں صاحب دام ظلھما العالی نے فرمایا کہ امسال عرس عیدالاسلام ۱۳؍ جمادی الاولی ۱۴۲۲ھ تک جو کچھ ہو سکے اسکو منظر عام پر لے آیا جائے کہ کہیں طلب الکل فوت الکل نہ ہو جائے نیز عوام وخواص کو اتنے سے بھی بہت کچھ جانکاری حاصل ہو جائیگی اسکی اشاعت کے بعد ضخیم سوانح جو خانوادۂ صدیقی کریمی کے حالات وخدمات پر مشتمل ہو اسکو منظر عام پر لایا جائے۔

اس کتاب میں مضمون کی فراہمی اور مشکل ومبہم مقامات کی زبانی وقلمی توضیح وتشریح میں برادر دینی ویقینی حضرت حاجی محمد رمضان صاحب دام لطفہ نے از اول تا آخر اپنا قیمتی وقت عنایت فرمایا اور جبلپور کے قیام کے دوران موصوف مکرم پوری ذمہ داری ومستعدی سے میرا ساتھ دیتے پھر ہم دونوں کے مخدوم ابن مخدوم شہزادۂ گرامی ولی عہد آستانۂ سلامیہ حضرت مولانا مشاہد میاں صاحب دام لطفہ وفیضہ کی عنایتیں شامل حال رہتیں کہ حضور والا اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود رات کے بیشتر حصہ تک ہم لوگوں کو مناسب اور مفید مشوروں سے نوازتے اور موقعہ بہ موقعہ چائے نوشی وغیرہ سے ہماری سستی کو دور فرما دیتے پھر صبح میں حضرت حضور مفتی اعظم مدھیہ پردیش ونائب مفتی اعظم مدھیہ پردیش حضرت علامہ محمود میاں صاحب اور حامد میاں صاحب دام ظلھما النورانی کی ڈھیر ساری دعائیں مزید حوصلہ بخشتیں اس طرح یہ کتاب چند ماہ کی محنت ومطالعہ کے بعد قارئین کے ہاتھوں میں ہے اگر کہیں کوئی خامی ہو تو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

میں انتہائی شکر گذار ہوں مفتی اعظم مدھیہ پردیش جانشین برہان ملت محمود ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمود احمد صاب دامت برکاتہم القدسیہ کا جنھوں نے ہزار ہا مصروفیتوں کے باوجود وقت نکال کر اس کتاب پر اپنی قیمتی تقریظ تحریر فرما کر مجھے عزت

وسرفرازی بخشی، اور خلوص وللّٰہیت کے پیکر، محسن اہلسنت خلیفۂ برہان ملت حضرت علامہ محمد عبدالمبین صاحب نعمانی رکن المجمع الاسلامی ملت نگر مبارکپور نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود پورے مسودہ کو از اول تا آخر مطالعہ فرمایا، اپنے مفید اور بہتر مشوروں سے نوازا پھر اس پر انتہائی جامع مقدمہ تحریر فرمایا، اور پھر عمدۃ الاذکیا حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری برہانی صاحب استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ نے اپنے وقیع تاثر سے نواز کر کرم فرمایا اور محب مکرم ... مبارک حسین مصباحی صاحب چیف ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کیلئے گراں قدر تاثر تحریر فرمایا اور ابواب وعنوان کی ترتیب میں بہت مناسب و معقول مشورہ سے نوازا خدائے قدیر ان تمام اساطین ملت، قوم کے رہبروں، شریعت و سنت کے علمبرداروں اور علمائے ربانین کا سایا تادیر جماعت اہلسنت پر قائم و دائم رکھے اور ان کے فیوض و برکات کو امت مسلمہ پر عام و تام فرمائے اور انکی زندگی میں برکتیں عطا فرما (آمین)

خدائے ذوالمنن والکرم ہمارے برادر دینی صوفیٔ باصفا جناب الحاج محمد عیسیٰ نوری مہائمی اور مخیر قوم وملت جناب سیٹھ محمد ابراہیم خاں صاحب برہانی کے علم وعمل اور کاروبار میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے انکو اعدا و شیاطین کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے، ان حضرات نے کتاب کی طباعت کی ذمہ داری قبول فرما کر ہمارے بار کو ہلکا کر دیا رب قدیر ان کو صحت وامان عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ دین کا کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔

عبدالوحید مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ گلشن برکات قصبہ کدورہ ضلع جالون یوپی

۹ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ بروز جمعہ مبارکہ

۴ رمئی ۲۰۰۱ء

تقریظ جلیل

از مفتی اعظم مدھیہ پردیش جانشین برہان ملت محمود ملت علامہ الشاہ
مفتی محمود احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

الحمدلله اسلام المنان الذی ارسل رسوله بالبرهان و
الفرقان والصلوٰة علی نبیه محمد سید الانس والجان.

امابعد! فقیر نے زیر نظر کتاب ''حضرت برہان ملت کی حیات و خدمات'' کا از اول تا آخر مطالعہ کیا، یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ خانوادۂ کریمی صدیقی اور حضرت والد ماجد قدس سرہ کے احوال وکوائف کا بہترین مجموعہ ہے۔

مدت دراز سے میری بھی خواہش تھی کہ اس طرح کی کتاب لکھی جائے بہت سے علماء واحباب نے لکھنے کے لئے کہا بھی اور بہت سے منصوبے بھی بنائے اور بتائے لیکن ان کی باتیں، نشستند، گفتند و برخواستند کی منزل ہی میں رہ گئیں۔

خدا بھلا کرے محبی العزیز حضرت علامہ مولانا عبدالوحید صاحب مصباحی سلمہ المولی القوی کا کہ جنھوں نے سال گذشتہ مجھے اپنے اس ارادہ سے مطلع فرمایا اور بہت ہی کم وقت میں بہترین سوانح تیار کر دی۔ رب قدیر ان کی عمر دراز فرمائے انہیں دارین کی سعادتوں اور بزرگوں کے فیضان سے مستفیض فرمائے اور اس کتاب کو عوام وخواص میں قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

دعا گو

فقیر قادری محمد محمود احمد قادری سلامی برہانی

۱۴ ربیع الآخر بروز جمعہ مبارکہ ۱۴۲۲ھ

تقدیم

از متبع سنت و شریعت خلیفہ برہان ملت حضرت علامہ الحاج محمد عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ
رکن المجمع الاسلامی ملت نگر مبارکپور
و مہتمم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم و آله وصحبه اجمعين.

برہان ملت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ عیدالاسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالباقی، برہان الحق صدیقی قادری رضوی جبلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان۔ اپنے اندر گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے جہاں فقہ وفتویٰ میں کامل دست گاہ کے حامل تھے وہیں دوسری طرف حکمت و طبابت میں بھی نہایت کامیاب طبیب ساتھ ہی سیاسی بصیرت بھی خوب رکھتے تھے صرف گوشہ نشین مولوی نہ تھے بلکہ فکر ونظر میں انقلاب برپا کردینے والے اور حکومت کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر باتیں کرنے والے سیاسی مفکر اور نڈر قائد بھی تھے، ایک صوبائی الیکشن میں حصہ لیا کامیاب ہوئے اور پانچ سال تک ایم، ایل، اے، بھی رہے، پورے صوبۂ مدھیہ پردیش میں سیاسی طور پر نہایت بااثر شخصیت مانے جاتے تھے، بڑے بڑے سیاسی لیڈر آپ کی بارگاہ میں عقیدت مندانہ حاضری دیتے، سیاسی لوگ مشورے لیتے اور آپ کی رائے سے استفادہ کرتے لیکن ان سب کے باوجود آپ نے کبھی بھی ملک کی گندی سیاست میں حصہ نہیں لیا نہ ہی کسی سیاسی سودے بازی میں کبھی ملوث ہوئے اور نہ وقار و تمکنت اور عالمانہ شان کو کبھی ہاتھ سے جانے دیا گویا آپ نے سیاست کو مسلمان کرلیا تھا یا اسلام سے بہت قریب۔

آپ کا نظریہ غالباً یہ تھا کہ مسلمان سیاست سے کٹ کر آبرومندانہ زندگی نہیں گزار سکتا جس ملک میں ہمیں رہنا ہے وہاں کی سیاست میں شریک ہونا ضروری ہے، البتہ سیاسی سودے بازی مفاد پرستی چاپلوسی اور خوش آمدانہ پالیسوں سے ضرور دور رہنا چاہیے اس سے مسلمانوں کا وقار مجروح ہوتا ہے البتہ ملک وقوم کی خدمت نیز آوزۂ حق کی تبلیغ واشاعت میں سیاسی اثر ورسوخ کو کام میں لانا چنداں برا نہیں بلکہ بسا اوقات ضروری ہے۔

سیاسی سرگرمیوں اور طبابت سے کچھ وقت نکال کر قوم کی روحانی تربیت بھی فرماتے اور شرعی مسائل میں ان کی مکمل رہنمائی کرتے۔ اس اعتبار سے آپ ایک زبردست مفتی بھی تھے اور مرشد طریقت بھی، نہ تو آپ نے فتویٰ نویسی کو ذریعہ معاش بنایا، نہ ہی بیعت وارشاد کو۔

ملک کے بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں بھی آپ کی شرکت ضروری سمجھی جاتی، چنانچہ آپ حسب فرصت شریک ہوتے اور پر مغز بیانات بھی فرماتے آپ اپنے ہم عصروں میں نہایت عمدہ مقرر اور سلجھے ہوئے خطیب تھے، زبان و بیان کے اعتبار سے آپ کی تحریر ہو یا تقریر نہایت معتدل، اور حشو وزوائد سے پاک ہوتی انتہائی شستہ اور جامع ہوتی۔ انداز بیان علمی ہوتے ہوئے بھی عام فہم ہوتا۔ بالعموم سفید عمامہ سر پر زیب تن فرماتے، چہرہ نہایت درجہ نورانی تھا، بات کرتے تو معلوم ہوتا کہ پھول جھڑ رہے ہیں۔ گستاخانِ رسول کا معاملہ آجاتا تو مداہنت کو راہ نہیں دیتے، مسلک اہلسنت و جماعت کے نہایت معتبر اور مستند ترجمان کی حیثیت رکھتے تھے، تحریر و تقریر، مجلس و محفل ہر جگہ فکر رضا کے امین و پاسباں ہوتے

سیدی مرشدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے رشتہ یگانگی و بھائی چارگی اس حد تک تھی کہ اسکی مثال ملنی مشکل ہے، ہر ایک دوسرے کا خوب خوب احترام کرتے، سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آپ دونوں کو ایک ساتھ مفتی شرع مقرر کیا اور احباب و خلفاء کے منظوم ذکر میں دونوں کو صرف یہی نہیں کہ ایک ہی شعر میں رکھا بلکہ ایک ہی مصرع میں دونوں کے اسمائے مبارکہ کو پرو دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

آل الرحمٰن برہان الحق شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

چورانوے سال کی طویل عمر پائی اور پوری زندگی ملک وملت اور قوم و مذہب کے نام وقف کر رکھا تھا، پیشہ طبابت کے تھوڑے اوقات کے علاوہ تمام اوقات کو فی سبیل اللہ قومی امور کی انجام دہی میں صرف فرماتے، اوقات زندگی پورے طور پر منضبط و مرتب تھے، باہر کے دورے پر بہت کم نکلتے، نہایت اہم کاموں یا بڑے جلسوں میں ہی باہر تشریف لے

جاتے، خدام کے ساتھ سفر فرماتے، فرمائشات اور مطالبات سے اجتناب فرماتے، استغنا کو شعار بنائے ہوئے تھے، اتباع سنت اور شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، لومۃ لائم کا خوف کئے بغیر آپ اظہار حق فرماتے، جبلپور اور قرب و جوار کے غیرمسلم بھی آپ کے عقیدت مند اور مداح تھے۔ خلفائے اعلیحضرت میں بعض حیثیتوں سے آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ حضرت صدرالافاضل اور حضور برہان ملت علیہما الرحمۃ سیاسی بصیرت اور اثر ورسوخ کے اعتبار سے نمایاں تھے۔ آپ دونوں ہی پاکستان کے مؤید تھے لیکن پاکستان کے بننے کے بعد سے اس کے حالات سے نالاں تھے اور کبھی وہاں رہنے کی خواہش نہیں کی، یوں سمجھئے کبھی اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، اپنے ملک ہندوستان ہی کے قانون کے موید رہے۔

افسوس کہ آپ کی سوانح حیات اور قومی وملی اور دینی خدمات پر مشتمل کوئی ضخیم تو کیا کوئی متوسط کتاب بھی اب تک منظر عام پر نہ آسکی نہ ہی کسی رسالے میں آپ کے بارے میں کوئی خصوصی شمارہ ہی شائع ہوا، غالباً اس سرد مہری کی وجہ یہ رہی ہو کہ آپ نے تلامذہ کی لمبی قطار نہیں چھوڑی نہ ہی آپ کے مریدین کی کوئی زیادہ تعداد تھی یا اس صورت حال پر آپ کے استغنائی مزاج نے اثر ڈالا ہو، بہر حال اسباب جو بھی رہے ہوں اعلیحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے روحانی فرزند چہیتے شاگرد اور آخری خلیفہ ہونے کے اعتبار سے آپ کی شخصیت کے ساتھ جو اعتناء ہونا چاہئے تھا نہ ہوا۔ وقت اب بھی نہیں گیا ہے۔ آپ کے تلامذہ، خلفاء، مریدین، معتقدین، متوسلین کی بھاری تعداد ابھی موجود ہے آپ کا علمی سرمایہ بھی مطبوعہ وغیر مطبوعہ محفوظ ہے، آپ کی ذاتی خصوصیات، علمی کمالات، سیاسی افکار اور علمی و دینی خدمات پر تو باضابطہ پی ایچ ڈی کی جاسکتی ہے، کسی فاضل کو اس کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہئے، مواد کی فراہمی چونکہ آسان ہے اس لئے یہ کام بھی زیادہ مشکل نہیں، کاش یہ جمود بھی ٹوٹتا، اہلسنت اور امام اہلسنت کی تاریخ کا یہ باب بھی وا ہوتا

خدا بھلا کرے محبّ گرامی مولانا عبدالوحید مصباحی صاحب کا جنھوں نے جمود

توڑنے کا کام شروع کردیا ہے اور ایک مختصر سوانح حیات حضور برہان ملت علیہ الرحمہ کی لیکر سامنے آگئے ہیں۔ جونذر قارئین ہے، مولانا نے جو کچھ محنتیں کی ہیں کتاب کا ہر قاری اس کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ کی حیات ہی میں آپ کی قلم سے ایک کتاب ''اکرام امام احمد رضا'' مجلس رضا لاہور سے شائع ہوئی تھی جس کا دوسرا ایڈیشن الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ پٹنہ سے شائع ہوا، جس کی ترتیب وتہذیب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے فرمائی ہے اور اس پر مقدمہ بھی لکھا ہے، اس کتاب میں حضرت نے اپنے خاندان کے تعلق سے حضور سرکار رضا رضی اللہ عنہ کی یادداشتوں کو جمع کردیا ہے اس میں آپ کے جد کریم اور والد گرامی کا بھی ذکر ہے اور خود حضرت برہان ملت کا بھی، اور بہت سے مکتوبات رضا بھی۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کی مزید تصحیح کے ساتھ پھر سے اشاعت ہو کہ اس کی حیثیت دستاویز کی ہے۔

اس کے علاوہ ایک کتابچہ ''تذکرۂ برہان ملت'' کے نام سے عالیجناب حاجی محمد رمضان صاحب سلامی برہانی دام ظلہ نے مرتب کر کے چھپوایا۔ یوں چند مضامین پر مشتمل ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا ایک شمارہ بھی مولانا شہاب الدین رضوی نے مختص کیا جس میں اپنے طور پر انھوں نے خلفائے برہان ملت پر بھی مختصر روشنی ڈالی ہے۔ ''برہان ملت سے ایک انٹرویو'' کے نام سے ایک مختصر تحریر بھی، رضا اکیڈمی ممبئی کی طرف سے الحاج محمد سعید نوری صاحب بانی رضا اکیڈمی نے شائع کی، البتہ اعلیحضرت امام احمد رضا کے تذکروں میں مختصراً بہت سے اہل قلم نے حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ ضرورت ہے سب کو سمیٹنے اور نئی معلومات حاصل کر کے تصنیف وتالیف کے جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مبسوط وضخیم ''حیات برہان ملت'' کی تدوین وترتیب کی۔ اور یوں ہی حضرت کے فتاوی مبارکہ کی ترتیب واشاعت بھی ایک اہم کام ہے۔ کاش کوئی فاضل محقق اس کار جانکاہ کی انجام دہی کا بھی حوصلہ پیدا کریں تو انشاء اللہ ضرور یہ کام بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے، کہ

مشکلے نیست کہ آساں نشود

محمود ملت حضرت علامہ مفتی حکیم محمد محمود احمد قادری (جانشین برہان ملت) دامت برکاتہم العالیہ کا خدائے تعالیٰ سایہ دراز فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے سنیوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔ یوں ہی فدائے برہان ملت جناب الحاج محمد رمضان صاحب سلامی کی عمر میں بھی رب کائنات بے پناہ برکتیں عطا فرمائے کہ آپ کی ذات سے بھی خانوادۂ سلامیہ و برہانیہ کے بہت سے کارنامے اور یادگاریں وابستہ ہیں۔

آخر میں مصنف کتاب حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مصباحی کا بھی میں پوری جماعت کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ موصوف نے محنت کر کے اس قرض کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو عرصہ دراز سے ہم وابستگان سلسلہ عالیہ برہانیہ پر خصوصاً اور پوری جماعت اہلسنت پر عموماً عائد ہے۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی ملت نگر۔ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی، پن ۲۷۶۴۰۴

۲۹ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۴ر اپریل ۲۰۰۱ء

تقریظ

از خلیفہ تاج الشریعۃ عمدہ الاذکیاء حضرت الحاج علامہ مفتی محمد معراج القادری صاحب

دامہ ظلہ العالی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور

بسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ممدوح اعلیحضرت مظہر شریعت برہان دین وملت علامہ مفتی عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی سلامی شریعت وطریقت، حقیقت اور معرفت کے ایسے بحر بیکراں تھے جن سے علمی روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے والے حضرات جہان علم وفن اور گلستان اہل عرفان کے سدابہار پھول بن گئے، آپ وقت کے ایسے فقیہ اعظم تھے کہ اہل فقہ وافتا کی نظر میں بھی آپ کا فتوی تو فتوی، عمل بھی فتوی تصور کیا جاتا تھا اور کیوں نہ ہو مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے جنکا ذہنی علمی عملی جائزہ لے کر اطمینان کا اظہار فرما دیا ہو جس کے اخلاق، تقوی، افتاء، اتباع سنت اور شریعت کی تصدیق کی ہے بلکہ جسے برہان الحق برہان الدین برہان السنۃ بن جانے کی دعائیں فرمادی ہوں کہ وہ دنیا کی نظر میں برہان شریعت و قابل حجت کیوں نہ ہوگا۔

حضور برہان ملت علیہ الرحمہ والرضوان اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ایسے محبوب معتمد تھے کہ آپ انہیں روحانی فرزند فرمایا کرتے تھے اور حضور برہان ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے روحانی باپ کے جملہ افکار و خیالات جذبات اور احساسات، خدمات وتحریکات نقوش وخطوط پر پوری زندگی گزار کر فرزند سعید ہونے کا ثبوت فراہم کردیا آپ نے اپنی پوری توانائی مسلک اعلیحضرت کے فروغ وارتقاء اور بریلی مشن کی تبلیغ وتشہیر میں صرف فرمادی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری قوم آپ کے پیچھے دوڑ پڑی اور آپ کو متفقہ طور سے امام

شریعت وطریقت تسلیم کرلیا، سچ فرمایا تھا ممبئی باندرہ کے جس مجذوب کامل بزرگ صادق نے جب برہان ملت علیہ الرحمہ نے بعد قدم بوسی دعا کی درخواست کی تھی تو انھیں بزرگ نے اعلیٰ حضرت کے طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا۔

اسکے پیچھے چلتا جا تیرے پیچھے سب چلیں گے

حضور برہان ملت علیہ رحمتہ الرضوان نے عصری و مذہبی تقاضے اور ضرورت کے مطابق مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، ندرت، قوت استدلال و تنقیح کے اعتبار سے اپنے موضوع پر فیصلہ کن ہیں، نو پیدا بہت سے الجھے مسائل پر نہایت محققانہ بحثیں قلم بند فرمائی ہیں جو دلائل و براہین کے لحاظ سے مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں نو پیدا مسائل میں لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ بھی علماء عصر کے مابین بحث کا موضوع بنا تھا کہ اسکی آواز پر رکوع وسجود مفسد نماز ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا شرعی، فنی، اصولی تجزیہ فرما کر نہایت مدلل بحث فرمائی اور یہ ثابت فرمایا کہ اس کی آواز پر رکوع وسجود مفسد نماز ہے آپ نے اس مسئلہ میں ایک کتاب مسمی بہ ''صیانۃ الصلوٰۃ عن حیل البدعات'' تصنیف فرمائی، ماضی قریب کے اکابر علماء کرام نے بھی یہی نظریہ پیش فرمایا اور پوری زندگی اسی پر کاربندر ہے موجودہ دور کے اکابر علماء کرام ومفتیان عظام یہی فتویٰ اور اسی عمل پیرار ہے بلکہ ہندوستان کے جتنے بھی اہم اور مستند دارالافتاء ہیں ان سب کا فتویٰ یہی ہے کہ اس کا استعمال نماز میں ناجائز ہے اسکی آواز پر رکوع وسجود کرنے والوں کی نماز فاسد ہوگی فرض ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

ہندو پاک کے اسی مسلم الثبوت امام مجذوب کامل کی پیش گوئی کے مصداق مجدد دین وملت ممدوح معتمد کی حیات طیبہ کے خدو خال احوال کوائف نشیب وفراز تجزیاتی مطالعہ دائرہ تحریر میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، زیر مطالعہ کتاب کے مؤلف عزیز اکرم حضرت مولانا حافظ عبدالوحید مصباحی، جامعہ اشرفیہ کے ایک مقبول استاذ، متعدد کتب کے معتمد مصنف اور مشہور خطیب ہیں، ذہین فطین اور اعلیٰ درجہ کی قائدانہ صلاحیت کے مالک ہیں آپ نے حضور برہان دین وملت علیہ رحمہ کے حالات اور شخصیت پر جو کچھ بھی قلمبند کیا ہے

وہ اپنی نوعیت کی اگر چہ ایک انتہائی قابل تحسین کوشش ہے، تاہم ابھی آپ کے افکار اور کارنامے، حالات وواقعات کے مختلف گوشوں، گونا گوں موضوعات کو باضابطہ حیطۂ تحریر میں لانے کی ضرورت ہے۔

محمد معراج القادری

خادم افتاء جامعہ اشرفیہ

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

تقریب

از: فخر صحافت خلیفہ تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مبارک حسین صاحب مصباحی
استاذ و چیف ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

شب تاریک کا گھنا سایہ آہستہ آہستہ سمٹ رہا تھا اور صبح صادق مطلع کا ذب کا آنچل سرکاتے ہوئے نمودار ہو رہی تھی بھینی سہانی صبح کی مخمور فضاؤں سے جگر ٹھنڈے ہو رہے تھے مست خرام جھونکوں سے دل کی کلیاں کھل رہی تھیں اور ہر نفس فرح و انبساط کی دل آویز کیفیت سے سرشار نظر آرہا تھا۔ نور و نکہت بھری ان پر کیف ساعتوں میں شہر جبلپور کی ایک خانقاہ سے ابھرنے والی تلاوت قرآن کی صدائے دلنواز کانوں میں رس گھول رہی تھی مسند سجادگی پر جلوہ افروز خدا رسیدہ بزرگ آج خدا جانے عشق و عرفان کی کس منزل میں تلاوت فرما رہے تھے کہ ان کی شیریں اور پرکشش آواز پر بے نیازانہ گزرتے ہوئے راہ گیروں کے قدم بھی لڑکھڑا کر ٹھہرے بغیر نہیں بڑھتے تھے جب وہ مرد حق آگاہ عالم ربانی سورۃ نساء کی تلاوت کرتے ہوئے ''قدجائکم برھان من ربکم '' پر پہنچا تو اہلیہ نے عین اسی وقت یہ مژدہ جانفزا سنایا، میاں! بلند اقبال پوتے کی ولادت مبارک ہو، یہ سن کر سفید ریش بزرگ نے قرآن عظیم سے نظریں ہٹائے بغیر پر اسرار لہجے میں ارشاد فرمایا ''الحمد للہ برہان آگیا '' اس کلمہ کو سنکر مزید کسی توضیح کے بغیر حاضر باشوں نے اس کلمہ مسرت کے تیور سے اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لیا کہ ہمارے بزرگ کو جس خوش بخت فرخندہ روزگار کا انتظار تھا وہ آگیا۔

یہ شہر جبلپور کی خانقاہ سلامیہ کی ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء کی مبارک صبح صادق تھی اور یہ عارف باللہ بزرگ حضرت علامہ شاہ محمد عبدالکریم حیدرآبادی (م ۱۶ ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) تھے اور چمنستان سلامیہ کا یہ گل نوخیز خلیفہ امام احمد رضا برہان ملت حضرت علامہ شاہ عبدالباقی برہان الحق جبلپوری (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) تھے اور آپ کے والد بزرگوار مسیحا نفس، شریعت و طریقت کے پیکر جمیل نور نگاہ اعلحضرت حضرت علامہ شاہ

عبدالسلام (عیدالاسلام) (م ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) جن کی عظیم اور بلند قامت شخصیت جہانِ رضا کے کسی گوشے میں محتاج تعارف نہیں۔ انھوں نے اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کی تاریخ ولادت قرآن عظیم کی آیت "وسلام علی عباده الذین اصطفی" (۱۳۱۰ھ) سے تخریج کی۔ جب اس فرخندہ آثار حق وسلام کی خوش کن خبریں مرکز عشق وارادت بریلی شریف پہنچیں تو امام احمد رضا قدس سرہ نے حفظ وامان کی ڈھیر ساری دعائیں فرمائیں اور ایک مجدد کے قلم نے بروقت شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ کے نام جو دعائیں اور مبارکبادیاں رقم فرمائیں ان کا ایک اقتباس یہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ برہان میاں کو برہان سنت، برہان اسلام، برہان الدین کرے"۔

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ حضرت علامہ شاہ عبدالسلام جبلپوری علیہ الرحمہ کو اپنے شیخ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سے مثالی ارادت ومحبت تھی اسی طرح ان کے شیخ کی نوارشات خسروانہ کی داستان بھی ایک عاشق مہجور کی شب دراز سے درازتر ہے۔ ایک بار امام احمد رضا نے خانقاہ سلامیہ میں ایک ماہ چار دن قیام فرمایا اور واپسی کے بعد ۲۲رجب ۱۳۳۷ھ کو شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ کے نام ایک طویل مکتوب ارسال فرمایا جو بجائے خود اکرامات ونوازشات کا مرقع جمیل ہے مکتوب میں بطور سپاس ارتجالاً ایک نظم بھی تحریر فرمائی تھی جو بلاشبہہ امام احمد رضا کی خوردنوازی کا شاہکار ہے چند اشعار ذیل میں پڑھئے۔

سپاس بہر عبدالسلام ایں سپاس ۔۔۔ کہ از شکر خالق بود شکر ناس

وطن گرچہ آرام رادر خورست ۔۔۔ جبلپور مارااز وخوش ترست

نہ از خود شد او فرحت افزا مقام ۔۔۔ کہ از عیدالاسلام عبدالسلام

الٰہی نگہدار برہان حق ۔۔۔ بود دائماً از وے اعلان حق

برائے تو ونسل تو دائماً ۔۔۔ بود از احد، لطف ز احمد رضا

ذرا ہیف نگاہ تصور اٹھا کر ان مبارک ایام کا نورانی منظر نگاہوں میں بسایئے کہ کشور عشق کے تاجداروں کی فیاضیاں ایک بچے پر کس طرح ابر کرم بن کر برس رہی تھیں اس فرخندہ

اقبال اور فیروز بخت کی علمی اٹھان اور روحانی سرفرازیوں کا نوک قلم سے نقشہ کھینچنا آسان نہیں

زر بکف، گل پیرہن، رنگین قبا، آتش بجام

ایک قطرہ سو طرح سے سرخرو ہو کر اٹھا

تاریخ گواہ ہے کہ امام احمد رضا کے لبہائے مبارک سے جو دعائیہ کلمات صادر ہوئے تھے مستقبل کی آنکھوں نے ان دعاؤں کو پیکر محسوس میں منتقل ہوتے ہوئے دیکھا بلا شبہ وہ دعائے رضا اور چشم و چراغ سلام رضا علم و حکمت، فکر و فن، دین و دانش اور عرفان و تصوف کا نیر تاباں بن کر ابھرا اور برصغیر کا گوشہ گوشہ ان کی علمی اور روحانی کرنوں سے مستنیر ہوا جماعت اہلسنت نے انھیں برہان سنت کہا، قوم و ملت کے دھڑکتے دلوں نے برہان ملت کہہ کر پکارا، اسلامیان ہند نے انھیں برہان اسلام تسلیم کیا اہل دین و دانش نے انھیں برہان الدین کہہ کر سرخم کر دئے اور امام احمد رضا نے جب انھیں اپنے لخت جگر (حضور مفتی اعظم ہند) کی ہم رکابی میں شرق پر برق گراتے ہوئے دیکھا تو عالم سرمستی میں پکار اٹھے۔

آل الرحمٰن برہان الحق   شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

عالم میں ایسی شخصیتیں کم پیدا ہوتی ہیں جن پر خود عالم کو ناز ہو حضرت برہان ملت کی عظیم شخصیت ''پدرم سلطان بود'' کے دائرے میں محبوس نہیں تھی بلکہ وہ بجائے خود جہان علم و معرفت تھے وہ فکر بلند، ہمت مرداں کے حامل اور عمل پیہم اور جہد مسلسل کے عادی تھے انھوں نے فلک پیما تدبر، علمی وجاہت اور دست محنت سے اپنے بزرگوں کی علمی روایات کو باقی بھی رکھا اور کئی اہم ابواب کا اضافہ کیا، انھوں نے ''زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ ستیز'' کے مصداق وقت کے دھاروں کو موڑ کر ملت کی ڈوبتی ہوئی نبض پر دست مسیحائی رکھا اور اہلسنت و جماعت کو فکر و عمل کا ولولہ تازہ عطا کیا۔

حضرت برہان ملت نے دین و ملت کی فلاح اور ناموس اسلام کے تحفظ کیلئے بڑے کارہائے گرانمایہ انجام دیئے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات میں امام احمد رضا

کے نظریات کی بھرپور حمایت کی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے اور ابوالکلام آزاد سے دوٹوک باتیں کیں۔ "تحریک رضائے مصطفےٰ" اور " آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ" کے پلیٹ فارم سے بھی یادگار خدمات انجام دیں ۷/۸/۹/دسمبر ۱۹۶۱ء کو پریڈ گراؤنڈ جامع مسجد دہلی میں آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ کے زیر اہتمام کل ہند سنی اوقاف کانفرنس منعقد ہوئی اس تاریخ ساز کانفرس کی صدارت حضرت برہان ملت نے فرمائی اس کانفرس میں آپ نے جو خطبۂ صدارت پڑھ کر سنایا تھا وہ اتنا وقیع، معلوماتی، تاریخی، فکرانگیز اور پرکشش ہے کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اس کے مدلل پیرایۂ بیان کی دلکشی ورق الٹنے والے کا ہاتھ تھام لیتی ہے۔ "قوموں کی تاریخ میں اوقاف کی اہمیت" کے زیرِعنوان چند سطریں ملاحظہ فرمایئے۔

> "اوقاف دراصل کسی قوم کے اسلاف کی دریادلی، خوشحالی، ماضی اور مذہبی امنگوں کی روشن یادگار ہوتے ہیں، پس جو لوگ ان اوقاف پر اپنی اجارہ داری قائم کرکے ان میں بے جا تصرف کرتے ہیں وہ نہ صرف اس قوم کے مستقبل کو نقصان پہنچاتے ہیں اور انھیں ایک ایسے حق سے محروم کردیتے ہیں جو انھیں کیلئے مخصوص تھا بلکہ وہ ان کے اسلاف کی پر عظمت اور نیک نام زندگی پر پردہ ڈال کر ان کے شاندار ماضی کو بھی مسخ کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا کے بدترین اخلاقی مجرم ہیں جن کی دست درازیوں سے قوموں کا نہ ماضی محفوظ رہتا ہے نہ مستقبل"

حضرت برہان ملت بے پناہ جماعتی اور ملی خدمات کے ساتھ مسند تدریس پر بھی فائز نظر آتے تھے اور طالبان علوم نبویہ کو علوم وفنون سے سیراب کرنے کے ساتھ ملک و بیرون ملک سے آنے والے سوالات کا شرعی حل بھی رقم فرماتے ہوئے نظر آتے تھے۔ آپ نے لگ بھگ ۵۷ برس تک فتویٰ نویسی کی گرانقدر خدمات انجام دیں آپ کے فتاویٰ کے قلمی ذخائر بفضلہ تعالیٰ محفوظ ہیں مگر افسوس غیر مطبوع ہیں۔ آپ کی چند تصانیف بھی ہیں، ان میں اکثر مطبوعہ

ہیں۔ان گونا گوں خوبیوں کے ساتھ آپ ایک نعت گوشاعر بھی تھے ایک بار امام احمد رضا نے برہان ملت کا لکھا ہوا سلام سن کر ان کے سر پر اپنا عمامہ شریف سجادیا تھا اس سے ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کی تقویٰ شعار زندگی اور بے پناہ نوازشات رضا کی روشنی میں اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ برصغیر میں ایک عظیم مرشد طریقت کی حیثیت سے بھی مقبول انام تھے ان کے ہزاروں مریدین اور خاصے خلفاء آج بھی بقید حیات ہیں راقم نے پہلی اور آخری بار شریعت وطریقت کے اس رجل عظیم کی زیارت حضور مفتی اعظم ہند کے عرس چہلم کے مبارک موقعہ پر بریلی شریف میں کی تھی چوٹی کے علماء ومشائخ کے درمیان ان کی ممتاز اور یگانہ روزگار شخصیت کا نقش آج بھی دل ودماغ میں بطور تبرک محفوظ ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت برہان ملت کی حیات وخدمات اور افکار وکارناموں کا گرانقدر مرقع اور احوال وقائع کا انتہائی جامع اور پر مغز دبستاں ہے۔اس رجل کبیر کی علمی اور آفاقی شخصیت اور اس کی فکری، تبلیغی اور فقہی خدمات کا تقاضا تھا کہ ان کے حوالے سے مختلف جرائد ورسائل کے وقیع وضخیم نمبر نکلتے مصنفین تفصیلی کتابیں لکھتے اور ارباب قلم سوانحی خاکے مرتب کرتے مگر افسوس کہ قریب ۱۶ ربرس کی طویل مدت میں کچھ نہیں لکھا گیا اور جو کچھ لکھا گیا اس کی حیثیت نہ لکھنے کے برابر ہے جس کے نتیجے میں یہ اہم شخصیت بھی جماعت اہلسنت کی اکثر شخصیات کی طرح گمنامی اور بے توجہی کے دبیز پردوں میں روپوش ہوتی چلی جارہی ہے مقام مسرت ہے ادھر چند برسوں سے مصباحی جیالے سوانح نگاری کا روایتی جمود توڑ رہے ہیں اور اکابر اہلسنت کی شخصیات کے اجال کے لئے قلمی مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلسل پیش قدمی کرتے رہے ہیں۔

اس وقیع اور خوبصورت سوانحی مقالے کے مصنف محبّ گرامی حضرت علامہ عبد الوحید مصباحی نوجوان فاضل ابھرتے ہوئے قلمکار وخطیب اور الجامعۃ الاشرفیہ کے ہر دل عزیز استاذ ہیں انھوں نے یہ دستاویزی کتاب لکھ کر ملت کے سر سے کسی قدر بوجھ ضرور ہلکا کیا

ہے۔اس اہم پیش رفت کے لئے وہ ہماری بلکہ پوری جماعت کی جانب سے بے پناہ مبارکبادیوں کے مستحق ہیں اس سے قبل بھی موصوف درجنوں مضامین اور متعدد کتب ترتیب وتصنیف کر چکے ہیں اگر ان کے فکر وقلم کا یہ برق رفتار سفر اسی طرح جاری رہا تو وہ ایک دن ملک کے صف اول کے قلمکاروں میں دور سے پہچانے جائیں گے ماشاءاللہ ان کی پر کشش اور علمی شخصیت کی طرح ان کی تحریریں بھی وقیع اور دل آویز ہوتی ہیں۔دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اس تصنیف اور اس کے مصنف کو قبول عام عطا فرمائے اور بلند پہاڑوں کے دامن سے ابلتے ہوئے چشمے کی طرح ان کا فیض عالم عالم جاری وساری ہو۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

ناچیز مبارک حسین مصباحی

خادم التدریس والصحافہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

برہان ملت ماہ وسال کے آئینہ میں

نام: عبدالباقی محمد برہان الحق۔ **القاب:** برہان ملت، برہان الاسلام، برہان الطب والحکمۃ، برہان السنۃ، مجدد اعظم بریلوی کے عطا فرمودہ القاب ۔ ناصر الدین المتین، کاسر رؤس المفسدین۔

ولادت: پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء بعد نماز فجر شہر جبلپور میں ہوئی۔

خاندان: آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق سے ملتا ہے لہذا آپ نسباً صدیقی ہیں۔

ہندوستان میں آمد: آپ کے اجداد کرام میں نویں پشت کے بزرگ حضرت مولینا شاہ محمد عبدالوہاب صدیقی علیہ الرحمۃ آصف جاہ اول قمر الدین خاں کے عہد حکومت میں طائف (عرب کا ایک خطہ) سے حیدرآباد تشریف لائے۔

آغاز تعلیم: ۱۳۱۵ھ میں رسم بسم اللہ خوانی کے ساتھ تعلیم کا آغاز ہوا۔

اساتذۂ کرام: جدامجد حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب والد ماجد عیدالاسلام حضرت علامہ عبدالسلام صاحب عم محترم حضرت قاری بشیر الدین صاحب امام اھل سنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

تکمیل تعلیم: ۱۳۲۹ھ میں آپ نے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت وکمال پیدا کرلیا

فتویٰ نویسی کی ابتداء: ۱۳۲۹ھ سے فتوی لکھنا شروع کردیا اور ۱۳۳۵ھ سے دارالافتاء عیدالاسلام کی پوری ذمہ داری سنبھال لی۔

آغاز شاعری: آپ نے نوسال کی عمر میں پہلی نعت بارگاہ رسالت مآب میں تحریر کی، مجدد اعظم کی بارگاہ میں علوم شریعت وطریقت کے حصول کے لئے آپ کم وبیش تین سال اعلیحضرت امام احمد رضا کی بارگاہ میں رہے یعنی ۱۳۳۲ھ میں جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ تک

بریلی شریف میں آپ کا قیام رہا۔

شرف بیعت: ۱۳۲۵ھ میں اعلیحضرت امام احمد رضا سے بیعت کی سعادت حاصل کی

سند حدیث وخلافت: ۲۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ میں جبل پور کے جلسۂ عام میں مجدد دین وملت نے ۴۵ رعلوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔

زیارت حرمین پہلی بار: ۱۳۴۱ھ میں پہلی بار حضرت شاہ عبدالسلام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج وزیارت سے شادکام ہوئے۔

تقرر بحیثیت مفتی شرع: ۱۳۳۹ھ میں اعلیحضرت نے بریلی شریف میں مفتی شرع کے منصب کے لئے آپ کی تقرری فرمائی۔

سجادہ نشینی: جمادی الاولی ۱۳۷۱ھ میں حضرت عید الاسلام مولانا شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کے سوئم کے دن آپ مسند سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔

زیارت حرمین طیبین دوسری بار: ۱۳۷۶ھ میں دوسری مرتبہ آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

سنی جمیعت العلماء کی صدارت: ۱۳۷۷ھ میں آپ آل انڈیا سنی جمیعت العلماء کے صدر منتخب ہوئے۔

جماعت رضائے مصطفیٰ: ۱۳۷۹ھ میں جماعت رضائے مصطفیٰ کے صدر منتخب ہوئے

مسلم متحدہ محاذ: ۱۳۸۵ھ میں مسلم متحدہ محاذ چھتیس گڑھ کے صدر ہوئے۔

بہار صوبائی کانفرنس: ۱۳۷۸ھ میں بہار صوبائی کانفرنس منعقدہ سیوان کی صدارت فرمائی۔

تحریک ترک موالات: ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس میں بریلی تشریف لے گئے اور ابوالکلام آزاد سے دوٹوک باتیں کیں۔

تحریک پاکستان: ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول وعرض

میں دورے کئے، سرحد پنجاب سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جد و جہد کی
قائد پاکستان محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو بہت سراہا اور شکریہ کا خط بھی تحریر کیا لیکن
باضابطہ پاکستان بن جانے کے بعد اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

ایم، ایل، اے، اور پارلیمنٹ کے ممبر رہے: ۱۹۴۴ء میں سی، پی، لیگ پارلیمنٹری
بورڈ کے ممبر رہے۔ صوبائی اسمبلی کے جداگانہ انتخاب میں جبل پور اور منڈلا سے الیکشن لڑکر
کامیاب ہوئے اور مسلسل پانچ سال ایم، ایل، اے، رہے۔

دورۂ پاکستان: ۱۹۴۹ء میں پہلی بار پاکستان کا دورہ کیا اور دوسری مرتبہ ۱۹۵۵ء میں دورہ
فرمایا۔ یہ تمام دورے غیر سیاسی تھے محض اقربا، احباب اور عقیدت مندوں سے ملنے کے
لئے مختص تھے۔

وصال ۔ ۲۶/ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۰/دسمبر ۱۹۸۵ء جمعہ کی شب میں آپ نے داعیٔ
اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے مختصر خاندانی حالات

خاندان: حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر سے یار غار مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اس بنا پر آپ صدیقی اور اجداد کرام کی نسبت سے عربی النسل ہیں۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی نویں پشت کے جد اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صدیقی طائفی سلطنت آصفیہ کے ابتدائی دور حکومت میں نواب صلابت جنگ بہادر کے ساتھ طائف شریف مکہ سے ہندوستان تشریف لائے، اور حیدرآباد میں سکونت اختیار کی، یہاں آنے کے بعد حکومت آصفیہ کی جانب سے حضرت مولانا شاہ محمد عبدالوہاب صدیقی مکہ مسجد کی امامت اور محکمہ امور مذہبی کے جلیل القدر عہدہ پر مامور ہوئے یہ عہدہ اور منصب آپ کے خاندان میں مسلسل پانچ پشتوں میں پانچویں آصف جاہ کے زمانے تک برابر قائم رہا ہے۔

۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں حکومت آصفیہ کے خاندان میں کچھ برسر اقتدار افراد میں شیعی مذہب وعقیدے کے دخل کے سبب پہلی بار حکومت آصفیہ میں علانیہ تبرا ہوا جس سے ایک عظیم فتنہ پیدا ہوا، اس فتنہ کے خلاف اور سدِ باب کے لئے علم جہاد بلند کیا وامور مذہبی کے قاضی شرع، مفتی شہر اور تمام علماء اہل سنت اور جملہ ائمہ مسجد نے مکہ مسجد میں جمع ہوکر تبرا بند کئے جانے کا مطالبہ کیا لیکن حکومت کی حکمت عملی کہ اس وقت عام بلوا ہوگیا، مگر علماء اہلسنت اپنے مطالبہ پر قائم رہے، بالآخر وہی مظفر ومنصور رہے، اور علانیہ تبرا کا سدِ باب ہوا۔

لیکن علماء اہلسنت کا یہ اتحاد اور عوام پر ان کا یہ اعتماد ارباب حکومت کو ناگوار گزرا، اور وہ علماء اہلسنت کے درپئے آزار ہوگئے علماء کے اثر واقتدار اور قوم کے جاں نثارانہ اعتماد کی بنا پر وہ فوری طور پر علماء اہلسنت کا تو کچھ نہ کرسکے اور کوئی گزند نہ پہنچا سکے، مگر اندر ہی اندر ان کا استیصال جاری رکھا اور حکمت عملی کے ساتھ دھیرے دھیرے علماء اہل حق وصداقت کی جگہ ابن الوقت اور علماء سوء نے رواج پانا شروع کیا جو ارباب حکومت کے چشم وابرو کے

اشارے پر حکومتی مقاصد کو پورا کرنے لگے، اس زمانہ میں حضرت برہان ملت کے اجداد میں مولانا شاہ محمد عبد الرحیم مکہ مسجد کی امامت پر مامور تھے، ارباب حکومت کے طرز فکر اور اطوار سے وہ بخوبی واقف تھے، انھوں نے اپنی عمر شریف کے آخری ایام میں اپنے بیٹے مولانا شاہ محمد عبد الرحمٰن اور اپنے پوتے حضرت مولانا شاہ محمد عبد الکریم کو نصیحت و وصیت فرمائی کہ اب اپنے خاندان صدیقی کے کسی بھی فرد کو حکومت حیدر آباد کے طرف سے کوئی بھی دینی، مذہبی یا دنیاوی عہدہ ہی کیوں نہ پیش ہو اسے ہرگز قبول نہ کیا جائے، کیونکہ حاکم وقت کے خاندان اور اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے افراد کے عقیدے متزلزل اور خراب ہوتے جا رہے ہیں اور اب تو صورت حال یہ ہے کہ اصلاح حال کی بھی کوئی گنجائش نظر نہیں آ رہی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ دنیاوی جاہ و حشمت کو چھوڑ کر اپنے دین و مذہب اور عقیدے کی حفاظت کی خاطر اس حکومت کے اثر اور حاکم وقت سے دوری ہی پر عمل پیرا رہنا ہر حال میں بہتر ہوگا اور ذریعہ معاش کی کوئی دوسری راہ متعین کر لینے میں بھلائی ہوگی۔

حیدر آباد سے جبل پور آمد:

حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم صاحب کے سانحہ ارتحال کے بعد مولانا شاہ محمد عبد الرحمٰن اور مولانا شاہ محمد عبد الکریم نے انکی وصیت و نصیحت کے مطابق حیدر آباد سے ترک سکونت اختیار کر کے سکندر آباد میں جوان دنوں انگریزی حکومت کے زیر اقتدار علاقہ اور برطانوی فوجی ہیڈ کوارٹر کا صدر مقام تھا سکونت اختیار کی اور وہاں پہنچتے ہی ذریعہ معاش کیلئے حضرت مولانا شاہ عبد الکریم نے مذہبی مدرس میر منشی اور کوتوال کے عہدے پر مدراسی فوج میں ملازمت اختیار کی وہاں سے کچھ ہی مدت کے بعد مدراسی فوج مکمل تشکیل پا کر فوجی چھاؤنی ناگپور کے پاس آگئی پھر جلد ہی ناگپور سے یہ فوج ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ھ میں جبل پور فوجی چھاؤنی میں منتقل ہو کر آنے کے بعد حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحمٰن صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا انہیں صدر بازار میں ملٹری سپلائی ڈیو جسے کمسریٹ کہا جاتا ہے پھر اصل صدر بازار اور

مداسی فوج کے مسلمانوں نے سپرد خاک کیا مکسریٹ میں آج بھی ان کا مزار اقدس باعث فیوض و برکات اور مرجع خلائق ہے مداسی فوج میں ملازمت کے فرائض منصبی کے ساتھ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم اپنے فرصت کے اوقات میں دینی مذہبی تعلیم کا درس بھی دیتے مریضوں کو دیکھ کر دوا تجویز فرماتے حاجتمندوں و پریشان حال افراد کی حاجت روائی اور سکون و آسودگی کے حصول کے لئے نقوش و تعویزات مرحمت فرماتے تھوڑے ہی عرصہ میں شہر و صدر کے علاوہ اطراف و اکناف کے لوگ بڑی تعداد میں بلا تفریق مذہب و ملت دکھ درد کے مارے حاجت روائی کے لئے حاضر ہونے لگے۔

۱۲۸۲ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم کے پیر و مرشد حضر مولانا یوسف حسن بخاری نقشبندی سفر حج کو جاتے ہوئے براہ جبل پور گذرے اور انہوں نے مدراسی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے مرید و خلیفہ حضرت مولانا صاحب کے یہاں چند دن قیام فرمایا دوران قیام انہوں نے جن حالات کا مشاہدہ فرمایا جبل پور سے روانگی کے وقت ارشاد فرمایا ''عبد الکریما! بصد افسوس من بینم کہ الماس در آب و گل مخلوط است کے بود کہ ایں جوہر قیمتی از آب و گل بروں آید'' ''اے عبدالکریم میں نے بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کو دیکھا کہ ہیرا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے وہ وقت کب آئے گا کہ یہ قیمتی جوہر کیچڑ سے باہر نکل آئے گا''

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم قادری نقشبندی نے اپنے پیر و مرشد کا یہ اشارہ پا کر ملازمت سے استعفا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اپنے اس ارادے سے اپنے ایک انگریز آفیسر جو آپ کا شاگرد تھا اور اردو و فارسی آپ سے پڑھتا تھا اسے مطلع کیا اس نے ہر چند حضرت مولانا صاحب کو اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی اور دوسرے افسران بالا اور مدراسی فوج کے بااثر مسلمانوں کے ذریعہ بھی اس نے استعفا نہ دینے کی گذارش و سفارش کروائی مگر یہ فیصلہ مرشد کا اشارہ پا کر کیا گیا تھا اس کے ساتھ ہی استعفا دے کر حیدرآباد مراجعت کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر ان دنوں تک شہر و صدر کے مسلمانوں کے دلوں میں حضرت مولانا

صاحب کی محبت وعقیدت کے جو جذبات گھر کر چکے تھے اس کے سبب بعض نے انفرادی طور پر اور کچھ نے اجتماعی طور پر حیدر آباد مراجعت فرمانے کے ارادہ کو ترک کرنے کی گذارش کی لآخر حضرت مولانا شاہ عبدالکریم نے حیدر آباد مراجعت کے ارادہ کو ترک فرمادیا اور جبل پور شہر میں آکر سکونت اختیار کرنے کے لئے رضا مندی کا اظہار فرمایا

محلہ کارم گنج اندھیر دیو میں ملٹری ٹھیکہ دار سید اسمٰعیل شاہ کے یہاں قیام کیا اور ان کے ٹھیکے کے کام کی نگرانی وحساب وکتاب کی ذمہ داری قبول کرلی انھیں دنوں میں سید اسمٰعیل شاہ کو اپنی توقعات سے کہیں زیادہ خیر وبرکت نظر آئی جس کا اظہار کئی بار سید اسمٰعیل شاہ نے بطور تشکر کیا اس طرح کے اظہار تشکر کی بنا پر حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم علیہ الرحمہ نے سید اسمٰعیل شاہ کو مشورہ دیا کہ صحیح اظہار تشکر تو یہ ہوگا کہ ایک بڑی مسجد تعمیر کرادو اس نیک مشورے کو سید اسمٰعیل شاہ نے قبول کیا اور مسجد کی تعمیر کا سارا کام بھی حضرت مولانا صاحب کے سپرد کردیا بفضلہ تعالیٰ بہت قلیل مدت میں ایک شاندار مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی اس کی تعمیر کی تکمیل کا قطعۂ تاریخ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم نے جو تحریر فرمایا وہ مسجد کی محراب والی دیوار پر آج بھی نصب ہے

مصدر خیر سید اسمٰعیل — کرد مسجد بنا بفیض اید

فکر تار بخش ایں چنیں گفتا — شدہ معمور سعید ارشد ۱۲۸۶ھ

مسجد کی تعمیر کے لئے حضرت مولانا صاحب اسی مسجد میں امامت فرماتے اور دینی ومذہبی ابتدائی تعلیم سے منتہائی تعلیم تک تشنگان علوم کی سیرابی فرماتے، اور وعظ ونصیحت کی محفلیں بھی برابر قائم فرماتے۔

تعمیر مسجد کی تکمیل کے بعد ۱۲۸۸ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم نے حج و زیارت کے لئے عزم کا اظہار فرمایا۔ سید اسمٰعیل شاہ نے بھی اس مبارک سفر میں ساتھ جانا طے کیا۔

حضرت مولانا صاحب نے اس مبارک سفر میں اپنے سب سے بڑے فرزند جن کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی جو حافظ قرآن تھے اور فن قرأت کی تکمیل کر چکے تھے۔ گھر کے افراد نے اس بچے کو اس سفر میں ہمراہ نہ لے جانے کی درخواست کی مگر حضرت مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ بچہ بھی اس مبارک سفر میں ہمراہ سفر ہو۔ یہ مولوی حافظ قاری عبدالغنی علیہ الرحمہ تھے جو حضرت برہان ملت کے والد ماجد حضرت عبدالاسلام مولانا شاہ محمد عبدالسلام کے بڑے بھائی تھے۔

حضرت مولانا صاحب نے جدہ پہنچنے پر پہلے مدینہ طیبہ کی حاضری کا ارادہ فرمایا چونکہ حج کے لئے کافی وقت تھا اس لئے جدہ سے عازم مدینہ طیبہ ہوئے جب مدینہ طیبہ صرف دو منزل رہ گیا تو اس وقت حافظ قاری عبدالغنی صاحب علیہ الرحمہ کی طبیعت یکا یک ناساز ہوئی اور حضور آستانۂ رسالت میں پہنچنے کو چند ساعات ہی باقی تھی اور زائرین گنبد خضری پر نظر پڑتے ہی درود و سلام پڑھتے رہے کہ بیمار ہجر نے نظر اٹھائی جی بھر کر گنبد خضرا کا نظارہ کیا اور اسی حالت میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی، ہمراہیان قافلہ نے بقیہ سفر طے کرنے کے بعد جاں نثار دیار حبیب ﷺ کو جوار رسول علیہ التحیۃ والتسلیم میں جنت البقیع میں بوقت ظہر محاذی قبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپرد خاک کیا اور اس سعید و طالع فرزند کو ہمراہ سفر باوجود منع اعزہ و اقارب کے لے جانے کے راز سے آگاہی ہوئی کہ، یفعل اللہ مایشاء ویحکم ما یرید کی ہی یہ کرشمہ سازی ہے۔

سید اسماعیل شاہ کو سفر حج کے وقت جہاز میں ایسی جگہ ملی جہاں وہابیوں کی ایک ٹولی کا ساتھ ہو گیا اور سید اسماعیل شاہ پر ان کے ساتھ رہنے سے وہابیت کا رنگ چڑھنے لگا جہاز کے جدہ پہنچنے پر چونکہ ابھی حج کے لئے کافی وقت تھا اس لئے حضرت مولانا صاحب نے پہلے مدینہ طیبہ حاضری دینے کا ارادہ فرمالیا اور سید اسماعیل شاہ کو مدینہ طیبہ چلنے کا مشورہ دیا مگر بد قسمتی سے اس نے انکار کر دیا اسے ہر چند سمجھایا گیا مگر وہ نہ مانا، ناچار حضرت مولانا صاحب

اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوئے اور سید اسماعیل شاہ سیدھے مکہ معظمہ چلا گیا اور حضرت مولانا صاحب سے اس سفر میں علیحدگی اختیار کرلی اور حج بیت اللہ سے فراغ ہونے کے بعد بھی مدینہ طیبہ نہ جاکر سیدھا جبل پور واپس آگیا، ادھر حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ پندرہ دن سے زائد مدینہ طیبہ میں قیام فرمانے کے بعد حج کے لئے مکہ معظمہ کے ارادہ سے چلے ہوئے۔ ۶/ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ کو مکہ معظمہ حاضر ہوئے فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد مکہ معظمہ میں مولانا ممدوح نے علامہ زینی دحلان مفتی شافعیہ علیہ الرحمہ سے سند حدیث حاصل کی اور چند روز مکہ معظمہ میں قیام فرمانے کے بعد ملک ہند کو مراجعت فرمائی، سید اسماعیل شاہ چونکہ پہلے ہی جبل پور پہنچ چکا تھا اور اس نے بڑی مسجد کو وہابیہ کا اڈہ بنا رکھا تھا حضرت مولانا صاحب کو یہ دیکھ کر حد درجہ رنج ہوا اور انہوں نے طے فرمالیا کہ سفر حج سے واپسی کے بعد پہلا جمعہ پڑھانے کے بعد اس مسجد کو بھی چھوڑ دیں گے ہر چند سید اسماعیل شاہ نے چاہا کہ حضرت مولانا صاحب بڑی مسجد میں جمعہ نہ پڑھا سکیں مگر شہر صدر اور ملیٹری کے مسلمان اور جو حضرت مولانا صاحب کی امامت میں ہمیشہ نماز جمعہ ادا کرتے تھے اس وقت ان کے سفر حج وزیارت سے واپسی پر ایک بہت بھاری تعداد جمعہ پڑھنے کے لئے جمع تھی لہذا اس کی ایک نہ چلی اور حضرت مولانا صاحب نے جمعہ پڑھایا اور حضرت نے اسماعیل شاہ سے اور بڑی مسجد سے قطع تعلق کا اعلان فرمایا اور بعد نماز جمعہ اسماعیل شاہ کے مکان سے ترک سکونت اختیار کرکے تھوڑی ہی دور پر ایک دوسرے مکان میں عارضی قیام کا ارادہ فرمایا اور ایک بار پھر واپسی حیدر آباد کے قصد کا اظہار فرمایا اس ارادہ کے اظہار سے عقیدتمندوں میں مایوسی اور بے چینی پیدا ہوگئی، شہر وصدر بازار کے مسلمانوں نے اپنے اپنے علاقوں میں مستقل قیام فرمانے کے لئے اپنے اپنے رہائشی مکانوں کی پیش کش کی جو آپ نے منظور نہ فرمائی بلکہ جب تحصیل دار حذیر علی اور رئیس بہار شریف جو شہر کوتوالی کے قریب ایک گلی میں رہتے تھے ان کا ایک مکان جو ایک مدت سے

ویران پڑا تھا اس میں رہائش کی تجویز پیش ہوئی جسے حضرت مولانا صاحب نے منظور فرمالیا بعض معتقدین نے عرض کی کہ یہ وسیع مکان ایک مدت سے ویران پڑا ہے اور شیاطین و جنات کا مسکن ہے آپ اس میں سکونت نہ اختیار فرمائیں اس پر ارشاد فرمایا کہ وہ بھی خدا کی مخلوق اور میں بھی خدا کا بندہ میں نہ ان کے معاملات میں مخل اور نہ وہ میرے معاملات میں خلل انداز ہوں گے اسلئے اب میں کسی اور مکان کے تلاش کی ضرورت نہیں محسوس کرتا، چونکہ اس مکان سے مسجد کوتوالی بہت ہی قریب ہے لہذا یہی میرے قیام کے لئے بہتر ہے۔ اب جہاں سرشام اس مکان کے سامنے سے گذرنے کے لئے گلی کا راستہ بند ہوجاتا تھا آپ کے قدموں کی برکت سے رات دن کے لئے جاری ہوگیا اور آج اسی پرانے مکان کے قریب مغربی سمت میں آستانہ صدیقی کریمی سلامی برہانی کا بیت السلام اور محلہ دارالسلام واقع ہے جو مسلمانان اہلسنت و جماعت کا دینی مرکز اور دینی، دنیاوی فیوض و برکات کے حصول کے لئے مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم کے حالات کا مختصر خاکہ کچھ اس طرح ہے۔

پیدائش: حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم کی پیدائش ۱۲۳۳ھ میں تاڑبین حیدرآباد دکن میں ہوی جہاں ان کے آباء واجداد کو حکومت آصفیہ کی جانب سے معافی میں زمینیں ملی تھیں اور وہ وہاں سکونت پذیر تھے۔

سلسلہ نسب: حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم ابن حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحمن ابن حضرت مولانا شاہ محمد عبدالرحیم ابن حضرت مولانا شاہ محمد عبداللہ ابن حضرت مولانا شاہ فتح ابن حضرت مولانا شاہ محمد ناصر ابن حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صدیقی طاکھی۔

تعلیم واساتذہ: مولانا شاہ محمد عبدالکریم نے ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد مولانا شاہ محمد عبدالرحیم اور اپنے والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالرحمن سے ہی حاصل کی پھر بعد میں حضرت

مولانا شاہ ذُبلے محی الدین صاحب رائے ویلوری سے تعلیم حاصل کی اور فقہ وحدیث، منطق ،ادب، معانی، بیان، وغیرہ علوم حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب علیہ الرحمہ المتوفی ۱۲۸۴ھ فرنگی محل لکھنوی سے حیدر آباد میں حاصل فرمائے۔

شیخ طریقت: حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم نے اپنے استاذ مولانا دبلے شاہ رائے ویلوری سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کی اور حضرت مولانا شاہ سید ابوالقاسم یوسف حسن بخاری علیہ الرحمہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت سے سرفراز کئے گئے اور آپ نے طالبان حق وہدایت کو ہمیشہ سلسلۂ نقشبندیہ ہی میں داخل سلسلہ فرمایا۔

مشغلۂ حیات: آپ ایک جید عالم باعمل ہونے کیساتھ ساتھ طبیب حاذق بھی تھے۔ آپکا روزانہ کا معمول تھا کہ فجر سے کافی پیشتر مسجد کوتوالی تشریف لے جاتے تہجد ونوافل اوراد و اذکار سے فرصت پاکر نماز فجر جماعت سے ادا فرمانے کے بعد اکثر و بیشتر حالات میں اشراق سے فارغ ہوکر مکان میں واپس تشریف لاتے۔

یہاں مکان پر اس وقت تک مردوں وعورتوں کا ایک ہجوم ہوتا جو اپنے چھوٹے بچوں کو دروازے پر لئے ہوئے دوا کی غرض سے آتے آپ ان کی نبض یا قارورہ دیکھ کر دوا تجویز فرماتے جب مریضوں سے فرصت ہوتی تو دوپہر کا وقت ہوجاتا کھانے سے فارغ ہوکر قیلولہ فرماتے پھر اٹھ کر مسجد چلے جاتے اور اکثر مسجد سے مغرب کی نماز ادا کرکے واپس آتے کبھی عشاء کی نماز کے بعد ہی واپسی ہوتی۔

تجر علمی: فقہ میں آپ کو زبردست عبور حاصل تھا مسائل فقہیہ برجستہ کسی کتاب کی طرف رجوع کئے بغیر تحریر فرماتے اس وقت فتاوی کی باقاعدہ نقل کا کوئی انتظام نہ تھا اہم اور ضروری مسائل کسی کتاب کے اول وآخر کے اوراق میں تحریر فرمادیتے دونوں قسم کی تحریریں اب بھی دارالافتاء عیدالاسلام میں موجود ہیں۔

وعظ وتقریر فرماتے وقت تفسیر وحدیث میں دقائق نظری کے ساتھ نکات بیان

فرماتے ہر قسم کے نقوش وتعویذات کے لئے آپ کی ذات مرجع خلائق تھی مؤکلات پر بھی آپ کو قابو حاصل تھا، علم طب وحکمت میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی کہنہ سے کہنہ امراض والے مایوس العلاج مریض ہر طرف سے ناکام ہوکر خدمت میں حاضر ہوتے دعا ودوا لے جاتے شفا پاتے اور خوش وخرم رہتے۔

حضرت اقدس کو ڈرافس مین کے کام میں بھی اعلی درجہ کی مہارت حاصل تھی،

حضرت مولانا صاحب عربی فارسی، اردو انگریزی، مرہٹی، تیلگو، تمل، اور گانگری وغیرہ بلا تکلف بولتے اور لکھتے تھے ان سب باتوں کے باوجود آپ نے انتہائی سادگی پسند زندگی گزارنے کو اپنا معمول بنایا نام نمود اور نمائش سے ہمیشہ متنفر رہے عقیدتمند ومتوسلین سبھی مسجد کوتوالی میں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں باریابی پاتے اور اپنی حاجتوں کے مطابق عرض کر کے اپنے دامنوں کو مرادوں سے بھر کر لے جاتے۔

مشہور تلامذہ کے اسماء:

دوران قیام جبلپور ملازمت ملیٹری میں صدر بازار مکادم گنج اندھیر دیو کی بڑی مسجد اور مسجد کوتوالی حضرت مولانا صاحب کی دینی مذہبی درسگاہیں تھیں اور دار الافتاء کے فرائض بھی مسجد ہی میں انجام دیتے جن لوگوں نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت مولانا صاحب کی اولاد میں۔

مولانا مولوی قاری عبدالغنی صاحب، حضرت مولانا شاہ محمد عبدالسلام عبدالاسلام قادری برکاتی رضوی، حضرت مولانا حافظ وقاری محمد بشیر الدین قادری برکاتی رضوی، مولانا مولوی حافظ عبدالشکور صاحب، مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب، مولانا مولوی حافظ غوث احمد صاحب۔

ان ابناء حضرت مولانا صاحب کے علاوہ جن قابل ذکر تلامذہ کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے یہ ہیں۔ مولوی عبدالعزیز صاحب صدر بازار، مولانا خیر الدین صاحب نظامی، مولانا مرزا

عبداللہ بیگ صاحب ،مولانا محی الدین صاحب ،مولانا مولوی امانت خاں صاحب ،حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب (حضرت مولانا صاحب کے بھانجے) مولوی عظیم اللہ صاحب ،مولوی عبدالرحمٰن صاحب ردوہابی، ان کے علاوہ شہر اور اطراف و اکناف کے دیگر تلامذہ کے اسماء و احوال معلوم نہ ہو سکے۔

خلفاء کے اسماء گرامی: حضرت مولانا صاحب کی اولاد میں حضرت مولانا شاہ محمد عبدالسلام عبدالاسلام اور حضرت مولانا قاری بشیر الدین علیہ الرحمہ کے علاوہ اور خلفاء کے حالات و تعداد کا پتہ نہ چل سکا، حضرت مولانا قاری بشیر الدین صاحب علیہ الرحمہ لوگوں کو سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں داخل سلسلہ فرماتے مگر حضرت مولانا شاہ محمد عبدالسلام عبدالاسلام علیہ الرحمہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں ہمیشہ داخل سلسلہ فرماتے، جب کہ حضرت مولانا قاری بشیر الدین صاحب علیہ الرحمہ کو بھی امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت واجازت حاصل تھی۔

اولاد: حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے سات صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ جن میں چھ صاحبزادے بہترین عالم دین و حافظ قرآن ہوئے اور سبھی نے اپنے برادر اکبر حضرت مولانا عبدالسلام کے ساتھ ساتھ دینی خدمات انجام دیں۔

وفات:۔ ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو صبح آپ کی طبیعت کسی قدر مضمحل تھی آپ نے اپنے خلف اکبر مولانا حافظ عبدالسلام صاحب سے فرمایا اپنے تمام بھائیوں کو بلالو حسب ارشاد حافظ و قاری بشیر الدین صاحب حافظ عبدالشکور صاحب حافظ احمد سعید صاحب حافظ غوث احمد صاحب اور حضرت مولانا صاحب کے بھانجے حکیم سید عبدالرحیم صاحب حاضر ہو گئے، آپ نے سب کو نصیحتیں فرمائیں پھر مولانا حافظ عبدالسلام صاحب سے ارشاد فرمایا کہ لکھو۔

سر بدعت بریدہ بہر اللہ　　　　مات عبدالکریم فی شوقہ

بدعت کا سر کاٹ (ب) کر اللہ کے لئے عبدلکریم اللہ کے شوق میں انتقال کر گیا

اس شعر میں دوسرا مصرع تاریخ وفات کا ہے جس کے عدد ۱۳۱۹ھ ہیں اس میں صنعت تخرجہ کا استعمال کیا گیا ہے جس کا اشارہ پہلے مصرع میں ہے کہ۔ سر بدعت بریدہ بہر اللہ۔ یعنی پہلے مصرع میں بدعت کا سر حرف (ب) کاٹا جائے جس کے دو عدد ہوتے ہیں اور پھر تفریق کئے جائیں تو سال وفات ۱۳۱۷ھ نکل آتا ہے اور بدعت کا سر کاٹنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ زندگی اتباع شریعت و پیروی سنت میں گزاری جائے اور دنیا سے اس طرح جائے کہ دامن غبارِ بدعت سے آلودہ نہ ہو۔

مولانا حافظ قاری عبدالسلام صاحب نے یہ شعر حسب حکم تحریر فرمایا اور تحریر فرمانے کے ساتھ ہی ساتھ سبھی بھائیوں کے آنسو جاری ہو گئے۔

وقت دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ قریب آٹھ بجا ہے۔ ارشاد فرمایا بیٹا ہر ایک کا وقت مقرر ہے اور وقت پورا ہو کر رہتا ہے میرا وقت بھی پورا ہوا چاہتا ہے۔ اس لئے اب میرے خاص خاص مصاحبین کو فوراً بلواؤ اور ان کے نام لےلیکر یاد فرمایا سبھی فوری طور پر حاضر ہو گئے ہر ایک سے مصافحہ کیا حق العباد سے سبکدوشی کے لئے معافی مانگی اور سب کو دعا دی اور دعا کے لئے کہا، گھر میں کہرام مچ گیا حضرت مولانا صاحب نے سب کو تسلی دی اور رونے دھونے سے منع فرمایا۔

اپنے دفن کے لئے جو جگہ مقرر فرمائی تھی اس کے لئے سب کے سامنے نصیحت فرمائی پھر وقت دریافت فرمایا کہا گیا نو بج چکے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جائیں تمام لوگ باچشم گریاں واپس ہوئے، ادھر حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب اپنے دنیاوی رفیقوں سے اس طرح آخری ملاقات کر کے تقریباً دو گھنٹے بعد ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۸ء دوپہر گیارہ بج کر ۲۲ منٹ پر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

مدفن: حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمہ اکثر و بیشتر اپنی حیات طیبہ میں عید گاہ کلاں تشریف لیجاتے جو کہ اس وقت شہر کے باہر تھی اور آج کل تو شہر ہی میں شامل ہے، اور اس مقام پر کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھتے، جس جگہ انھوں نے اپنے دفن کئے جانے کی وصیت فرمائی جہاں آج حضرت کا مزار اقدس مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

حضرت مولانا صاحب کے سانحۂ ارتحال کے دن تمام شہر کے بازار بند رہے جبلپور کے ہر قوم و ملت کے لوگ شریک جنازہ ہوئے، جنازہ افطار کے وقت عید گاہ پہنچا، عید گاہ میں فرش بچھا کر خشک میوہ جات اور کھجور کا انتظام افطار کے لئے کیا گیا تھا، غروب آفتاب پر افطار ہوا نماز مغرب ادا کی گئی بعد نماز مغرب جنازے کی نماز پڑھی گئی، بعدازاں حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمہ کو ان کی ابدی آرامگاہ میں اتار دیا گیا اور مسلسل ڈھائی گھنٹہ چہرۂ مبارک کی زیارت کرانے کے بعد۔ منہا خلقنا کم وفیہا نعید کم و منہا نخرجکم تارۃً اخری ۔ پڑھ کر دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر دینے کا سامان کر کے تمام لوگ عید گاہ کلاں میں تراویح پڑھنے اور ایک تہائی رات گزارنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کو بذریعۂ تار وصال کی اطلاع دی گئی اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جو بیش بہا اور لاجواب قابل قدر قطعہ تاریخ وصال بریلی شریف سے تحریر فرما کر روانہ کیا، وہ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی سوئم کی فاتحہ کے وقت جبلپور پہنچا، قطعہ تاریخ وصال کیا ہے۔ فن تاریخ گوئی کا ایک عظیم شاہکار ہے اور کیوں نہ سچ فرمایا ہے کہ۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دئے ہیں

غرض یہ قطعہ تاریخ سوئم کی فاتحہ میں شرکاء جلسہ سوئم کو اسی وقت سنایا گیا بعدہ خانقاہ کریمی کے مغربی دروازے کی جنوبی سمت (دائیں جانب) دیوار میں سنگ مرمر میں کتبہ کرا کے لگا دیا گیا۔ قطعہ تاریخ وصال بزبان مجدد اعظم قدس سرہ

قیل مات الزکی عبدالکریم قلت کلا بل احتظی بدوام

کہا گیا نیک وصالح عبدالکریم کا انتقال ہو گیا میں نے کہا ہرگز نہیں بلکہ انھیں ہمیشہ کے لئے زنگی کا حصہ دیا گیا۔

حی عن بینۃ فکیف یموت انما المیت ھالک الا وھام

وہ اپنی نشانی کے ساتھ زندہ ہیں پھر کیسے مر سکتے ہیں، بیشک انکا جنازہ وہم کے صرف دبانیکے لئے ہے۔

ایموت الذی لہ خلف سلم اللہ مثل عبدالسلام

کیا ایسا شخص مرسکتا ہے جسکا جانشین ایسا ہو، اللہ سلامت رکھے مثل عبدالسلام کے ہے

جبل الدین راسخ بقیامہ فی جبلفور شامخ الاعلام

وہ عبدالسلام جو دین کا پہاڑ ہے اور اپنی مضبوط بنیادوں کے ساتھ قائم ہے اور جبلپور میں جس کی نشانیاں بہت بلند و بالا ہیں۔

قلت تاریخ عیشہ الابدی دام عبدالکریم خلد کرام

میں نے کہا ہمیشہ کے لئے آرام کرنے کی تاریخ ۱۳۱۷ یہ ہے، ہمیشہ کے لئے عبدالکریم عزت والوں کی خلد میں رہیں۔

والد گرامی کے مختصر حالات

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ ہندوستان کے ایسے علمی و روحانی گھرانے میں ہوئی جن کے علم و فضل اور عظمت و تقدس کا شہرہ دور دور تک تھا آپ کے جد کریم مولانا عبد الکریم صاحب چچا قاری بشیر الدین صاحب اور والد گرامی حضرت عید الاسلام صاحب یہ سبھی حضرات علم و فن کے آفتاب و ماہتاب تھے لہذا ان نفوس قدسیہ کی صحبت رنگ لائی اور آپ بھی برہان ملت و برہان سنت بن کر چمکے حضرت کے حالات سے قبل اجمالاً آپ کے والدین کریمین کے حالات بھی پڑھتے چلیں۔ آپ کے والد گرامی اعلم العلماء شیخ الاسلام والمسلمین خلیفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی حضرت علامہ الشاہ مفتی عبد السلام ہیں جن کا لقب عید الاسلام ہے۔

ان کی ولادت ۶ / جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۹ / ستمبر ۱۸۶۶ء میں شہر جبلپور میں ہوئی حضرت عید الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے وقت کے یگانۂ روزگار عالم تھے علم و فضل میں یکتا اور بے مثال تھے بہت سارے علوم و فنون پر انھیں دسترس اور کمال حاصل تھا لسانیات میں بھی آپ ماہر تھے تقریباً سولہ زبانیں آپ جانتے تھے اور ان سولہ زبانوں کے بولنے و سمجھنے میں عبور رکھتے تھے حضرت عید الاسلام علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی اسلام و سنیت کیلئے وقف فرما دی تھی۔

آپ کو فقہ و فتاوی سے گہرا شغف تھا بایں وجہ آپ نے ایک دار الافتاء کا قیام فرمایا جس سے امت مسلمہ کی مسائل شرعیۃ میں رہنمائی فرماتے اور آئے ہوئے مختلف فیہ مسائل کا صحیح حل نکال کر قوم و ملت کی ضرورت کو پورا فرماتے۔

حضرت عید الاسلام جہاں زبردست خطیب اور بالغ نظر و کہنہ مشق مفتی تھے وہیں بہترین طبیب حاذق بھی تھے، دعا کے ساتھ دوا بھی عنایت فرماتے،

آپ اپنے وقت کے اتنے زبردست حکیم تھے کہ بہت سے لا علاج امراض میں لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے اور شفاء یاب ہوتے جس مریض کو بڑے بڑے سند یافتہ ڈاکٹر ٹھیک نہ کر پاتے اور عاجز ہوکر جواب دے دیتے ان مریضوں کی آخری امید آپ ہی کی ذات ہوتی۔

آپ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکے کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ اچھا خاصہ تندرست و توانا اور ذہین و خوبصورت لڑکا روز بروز دبلا ہوتا چلا جارہا تھا اور کبھی اس کے پیٹ میں کبھی پیر میں تو کبھی سر میں شدت کا درد ہوتا بہت سے ڈاکٹروں کو دکھایا اور بہت سے جھاڑ پھونک کرنے والوں کی طرف بھی مراجعت کی۔ گاہے گاہے فائدہ بھی ہوجاتا لیکن جلد ہی دوبارہ مرض عود کر آتا اور مریض تکلیف کی شدت سے کراہنے لگتا آخر کار سبھی ڈاکٹر تھک ہار گئے اور معوذین نے بھی ہتھیار ڈالدئے جب مریض آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کو ام الصبیان (ایک بیماری کا نام) ہے اولاً آپ نے ایک کورے پیالے پر تعویذ لکھ کر اس کو پلایا اور متعدد نقوش تحریر فرمائے جو حسب ہدایت کام میں لائے گئے اور پھر دواؤں کے ذریعہ اس کا علاج مکمل فرمادیا دیکھتے ہی دیکھتے چند ہی دنوں میں لڑکا جوں کا توں ہوگیا وہی قوت و تندرستی واپس آگئی، اہل خانہ آپ کے شکر گزار ہوئے اور خدا کے حضور آپ کی درازیِ عمر کی دعائیں کیں۔

اس خوبی کے علاوہ آپ بہترین قلمکار اور مصنف تھے آپ کی تصانیف اور فتاویٰ آپ کی مہارت و صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جن سے آج بھی عوام و خواص استفادہ کر رہے ہیں اور نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ کو آپ کی تحریر پرتنویر سے صراط مستقیم ملی اور کتنے کافر دولت ایمان سے مالا مال ہوکر آخرت کی کامیابی حاصل کر کے مسرور ہوگئے شریعت ہو کہ طریقت دونوں ہی میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا اور اپنے زمانہ کے مشہور اولیاء اللہ اور باکرامت بزرگوں میں تھے۔

آپ کی ذات ستودہ صفات شریعت وطریقت کا سرچشمہ اور علم ظاہر و باطن کا سنگم تھی آپ کی تقوی و پرہیز گاری، دیانت و امانت، زہد وورع، خوف خدا، اتباع سنت و شریعت، جلوت وخلوت، تصلب فی الدین، تمسک بالسنۃ، محبت رسول اور عشق صحابہ کو دیکھ کر جہاں دوسرے بزرگوں نے اجازت وخلافت سے نوازا وہیں چودھویں صدی کے مجدد امام اہل سنت اعلیحضرت علی الاطلاق امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی خلافت واجازت عطا فرمائی بلکہ باستثنائے صاحبزادگان والاشان کے آپ کو اعلیحضرت کے اول خلیفہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی کے دست اقدس پر آپ نے ۳؍ذی قعدہ بروز جمعہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوئے اور اسی دن بعد نماز عصر مجدد اعظم نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

خلافت

اعلیحضرت کے دل میں حضرت عبدالاسلام کی محبت اور عظمت و بزرگی کا کس قدر لحاظ وخیال اور آپ کی ذات پر کسی درجہ اعتماد واطمینان تھا وہ ذیل کے سطور سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے اپنے ایک مکتوب میں جو حضرت عبدالاسلام کے نام سے تحریر فرمایا ہے اس کے شروع میں رقم طراز ہیں۔

بملاحظہ جامع الفضائل قامع الرذائل حامی السنن ماحی الفتن عمدۃ الکرام مولانا مولوی حافظ وقاری شاہ محمد عبدالسلام دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت سامی کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہوں اور مولی عزوجل سے جناب واولاد جناب کے لئے خیر و برکت ورفعت وعزت دارین رکھتا ہوں۔

ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

بملاحظہ عالیہ مولانا المکرّم ذی المجد والکرم واللطف الاتم مولانا مولوی شاہ محمد

عبدالسلام صاحب دامت فضائلہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولانا! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر و برکات دارین عطا فرمائے ،ایک مختصر فتویٰ دربارۂ اذان ثانی جمعہ تحریر فرمائیں اس کے کتبہ کے نیچے اپنی مہر لگائیں اور چھپوائیں۔

اپنے ایک مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

۹رجب روز پنجشنبہ سے ۱۴رجب سے شنبہ تک مارہرہ شریف میں حضرت سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کا عرس شریف ہے صاحب سجادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی بیحد خواہش ہے کہ جناب قدوم میمنت لزوم سے اتمام فرمائیں زبانی بھی فرمایا تھا پھر تحریر آگئی خط آگئے لہٰذا مستدعی ہوں کہ ضرور ضرور استدعا منظور فرمائی جائے۔

ایک دوسرے والا نامہ میں یوں رقمطراز ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

بگرامی ملاحظہ صاحب الفواضل القدسیہ والفضائل الانسیہ حامی السنن ماحی الفتن الدینیۃ مولانا مولوی حافظ محمد عبدالسلام دامت فضائلہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

صحت مزاج والا سے مطلع فرمائیں فقیر بے توقیر سوائے دعا کے کیا کرسکتا ہے، مولیٰ عزوجل آپ کے وجود مسعود کو اسلام اور سنیت کے حق میں محمود و مسعود رکھے آمین فقیر اپنے لئے بھی طالب دعا ہے عزیزی مولوی برہان الحق

صاحب بعد سلام بمضمون واحد سب احباب اہل سنت کوسلام سنۃ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۲۴؍رجب ۱۳۳۳ھ۔

مذکورہ خطوط سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ سرکار اعلیحضرت کو حضرت برہان ملت کے والد ماجد پر کس قدر فخر تھا آپ کے علم پر کتنا یقین و اطمینان تھا اسی سبب تو فرمایا کہ فتوی کے آخر میں اپنی مہر لگائیں نیز عرس مارہرہ مطہرہ کے لئے باصرار مدعو فرمانا آپ کی علالت سے پریشان ہو جانا آپ کے اہل خانہ کو دعاؤں سے نوازنا حضرت برہان ملت کو یاد فرمانا یہ سب باتیں نہایت درجۂ محبت پر دلالت کرتی ہے اور اس بات کو عیاں کر دیتی ہیں کہ سرکار اعلیحضرت کا خانوادہ برہان ملت سے گہرا لگاؤ و تعلق رہا ہے دونوں خانوادوں کے تعلقات کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ سطور میں پیش کی جائیگی حضرت برہان ملت کے والد ماجد کا لقب عید الاسلام بھی اعلیحضرت کا عطا کردہ ہے جس کا ذکر حضرت برہان ملت کے ایک قلمی مکتوب میں اس طرح ہے "۱۳۳۳ھ جمادی الآخرہ میں جب سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبل پور تشریف فرما ہوئے اور ایک ماہ سے زائد قیام فرمایا واپسی کے چند دن قبل عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں ارشاد فرمایا" اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبد السلام کی ذات ستودہ صفات صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عید الاسلام ہے اور میں آج سے مولانا عبد السلام کے القاب میں خطاب "عید الاسلام" کا اضافہ کرتا ہوں یہ خطاب آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ بولا اور لکھا جائے گا" ان مقدس کلمات کے سنتے ہی پورے مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند کر کے پر خلوص محبت کیساتھ مسرت کا اظہار کیا" اس کے بعد سے ہی سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہا ہمیشہ انہیں مولانا عید الاسلام سے خطاب فرماتے اور اپنی تحریروں میں بھی برابر اس کا التزام فرماتے۔ نیز اعلیحضرت نے آپ کو مندرجہ ذیل خلافت نامہ عطا فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی خصص هٰذه الامةالمرحومة ببرکاة الاسناد
وسلاسل الاولیاء الامجاد والصلاةوالسلام علی سید الاسیاد
سیدنا و مولانا محمد و اله وصحبه الکرام الی یوم التنادآمین
و بعد فقد سائلنی العا لم العامل الفا ضل الکا مل تقی الشباب
نقی الثیاب المحلی بحلیة الفضل المعنوی و الکمال الصوری
المو لانا المو لو ی محمد عبد السلام الجبلغو ری زین الله
وجهه و قلبه بالضیا ء النو ری اجا زة الصحاح السته و سا ئر
الکتب الا حادیث و الفقه و التفسیر و الکلام و غیرها من مرو
یاتی عن الجلة الکرام و اذن الوا عظ و التد ر یس والا فتاء
والا ر شاد الی طریقة العرفاء الاسیاد بتحسین ظن منه بهٰذا
الفقیر فی ذالک وان لم یکن اهلا لما هناک فاجبته الیه لما
رائیت فی اهلیة لدیه و اجزته کمااجاز نی به شیخی و سیدی و
مولائی و مر شد ی و کنز ی و ذخر ی یسری و غدی السید
الشاه ال الرسول الاحمدی المـا ر هر وی و شیخی فی
الحدیث الشریف العلامة احمد بن زین بن دحلان و سید ی
الجلیل حسین بن صالح جمل اللیل و المو لی العلامة
عبدالرحمن بن عبد الله السراج المکیونْ والشیخ الاجل
السید الشاه ابو الحسین احمد النوری حفید حفرة شیخی و
بجمیع ماذون به من السلاسل العلیة القآدر یه القدیمة والجد
یدـة والرزاقیةوالنو ریه والا هد یة والچشتیة والسهر وردیة

والنقشبندية القديمات والجديدات والبديعة والعلوية المنورية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب النور والبهاء فى اسانيد الحديث وسلاسل الاولياء فكل ما فيه عن حضرة شيخى رضى الله تعالیٰ عنه فانا ماذون به من لدنه و عن غيره مجاذبه عن حضرة حفيده وحامل خيره وكذا اجزته بالوعظ والافتاء والدرس بشرائطها المعلومه فليثبت و يخشى الخطاء والغلط والجرأة والشطط وليتقى الله به ولاينسانى ومن دعائه الصالح كان من الله وله فى الدنيا ولاخرة ومنحنا جميعا فى الدارين نعمة الفاخرة امين وكان ذالك لثلث خلون من ذى القعدة الحرام يوم الجمعة المباركة افضل لا يام ۱۳۱۳ھ من هجرة سيد الانام عليه و على آله افضل الصلاة والسلام والحمد لله رب العالمين

کتبة عبده المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنه بمحمد النبی الاکرم ﷺ

حضرت عید الاسلام مولانا شاہ عبدالاسلام علیہ الرحمۃ نے تحریک ندوہ کو سر کرنے اور اس کے فاسد افکار و نظریات سے عوام اہلسنت کو بچانے میں بڑا اہم اور تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ آپ نے بروقت ندویوں کی نیت کو بھانپ لیا اور بخوبی یہ محسوس کرلیا کہ یہ اتحاد کے نام پر مذہب و مسلک کو لے ڈوبیں گے اس سے حق و باطل کی تمیز مٹ جائیگی صحیح اور غلط کے اصول مسخ ہو جائیں گے حلال و حرام کی حد بندی ختم ہو جائے گی جیسا کہ اعلحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے تحریک ندوہ کا ذکر کرتے ہوئے الملفوظ میں ارشاد فرمایا۔

”ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہاں نیچری، قادیانی، رافضی، سب اہل قبلہ ہیں لہذا

سب مسلمان ہیں اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے
۔جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ہم
ایسے عقیدۂ وھابیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا
قرآن مجید فرماتا ہے'' افنجعل المسلمین کالمجرمین ما لکم کیف
تحکمون ''(الملفوظ حصہ دوم ص۲۰۶)

اسی اندیشۂ فساد کی وجہ سے حضرت عیدالاسلام اس فاسد تحریک کی بیخ کنی کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور جب شوال ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں شہر بریلی میں ندوۃ العلما کا اجلاس ہوا اور حضرت عیدالاسلام کے پاس اجلاس میں شرکت کیلئے دعوت نامہ پہنو نچا تو آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ سے اجازت طلب کی آپکے والد گرامی نے اجازت عطا فرمائی اور مندرجہ ذیل نصیحت بھی فرمائی۔

''ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خانصاحب سے ضرور ملنا اس وقت ان کا علم وفضل وکمال اپنی وسعت وتابانی اور تحقیق وتدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال اور انتہائی عروج کمال پر ہے جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کر سکو تمہارے خانداں کیلئے باعث رحمت و برکت وسعادت وسربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے مولانا احمد رضا خاں صاحب سے علم وفضل وسعادت حاصل کرنے کا انشاء اللہ ذریعہ اور سبب ہے''۔

حضرت عیدالاسلام جبلپور سے بریلی روانہ ہوئے، الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب بھی آپ کے ہم سفر ہو گئے دونوں بزرگوں نے اجلاس میں شرکت کی ندوہ مجلس مضامین کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصاب تعلیم کو آسان بنانے کیلئے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے درس نظامی کے نصاب پر حملہ کیا اور

کہا طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں اور عربی و فارسی کے ساتھ انگریزی کو بھی نصاب تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا نیز اپنی تقریر کے آخر میں علماء اہلسنت اور خصوصاً اعلی حضرت فاضل بریلوی کی ذات پر چوٹیں کیں جب شبلی کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت عید الاسلام نے درس نظامی کے نصاب اور علماء اہلسنت کے سلسلے میں شبلی کے انداز گفتگو اور طرز تقریر پر اعتراض کیا اور مولانا محمد حسین صاحب الہٰ بادی نے آپ کی بھرپور تائید کی اور چند کلمات بہترین انداز میں شبلی کی تقریر کے خلاف فرمائے جس پر شبلی بہت ناگواری حالت میں بڑے جذبہ کے ساتھ کھڑا ہوا اور سخت لہجہ میں دونوں بزرگوں پر برہم ہونے لگا اور مولانا محمد حسین صاحب کو ''چٹا دھاری اور حضرت عید الاسلام کو لونڈا'' کہہ ڈالا شبلی کا یہ انداز تمامی حضرات کو برا لگا اور یہ دونوں بزرگ واک آوٹ کر کے چلے آئے آتے ہوئے حضرت عید الاسلام نے فرمایا ''اگر علماء و مشائخ و اراکین کو ان کے اظہار خیال پر اسی طرح ذلیل کیا جاتا رہا تو کار ندوہ تمام خواہد شد''۔

چنانچہ یہ دونوں حضرات جلسے سے واک آوٹ کر گئے واپسی میں حضرت عید الاسلام نے مجدد اعظم کا رسالہ ''سوالات حقائق نما برؤس ندوۃ العلماء'' پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا۔

> ''اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا اخلاقی فرض ہے''

اس کے بعد حضرت عید الاسلام بارگاہ اعلی حضرت میں حاضر ہوئے اعلی حضرت نے آپ کو اپنے قریب بٹھایا اور والد گرامی کی خیریت وغیرہ دریافت کرنے کے بعد بریلی آنے کا مقصد دریافت فرمایا حضرت عید الاسلام نے ندوہ کی روداد شبلی سے گفتگو سوالات حقائق نما کے ٹائیٹل پر مجلس عاملہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات کہتے ہوئے شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ کہہ سنایا اعلی حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوری توجہ کے ساتھ تمام واقعات سن کر حضرت عید الاسلام کو سینے سے لگا کر فرمایا

"ماشاءاللہ آپ نے فقیر کی بہترین نیابت ووکالت فرمائی بارک اللہ۔

اب جبکہ آپ اجلاس ندوہ سے واک آوٹ کر کے چلے آئے اور اس کے فاسد افکار وخیالات کو اچھی طرح جان لیا تو ضروری سمجھا کہ آل انڈیا سطح پر لوگوں کو اس سے باخبر کیا جائے تاکہ عوام ان کے مکروفریب میں آکر اس میں شمولیت نہ اختیار کرنے لگیں لہذا آپ فاضل بریلوی کے حکم کے مطابق پٹنہ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا قاضی عبد الوحید صاحب فردوسی جو کہ اعلی حضرت کے نہایت معتقد اور وہاں کے بااثر بزرگ تھے جن کے زیر اہتمام مدرسہ حنفیہ چل رہا تھا حضرت عید الاسلام علیہ الرحمہ نے جناب قاضی صاحب کی رفاقت میں ندوۃ کے حالات کے پیش نظر انتہائی اہم تجویز منتخب کی اور وہاں تقریر وتحریر کے ذریعہ سے ماحول کو خوب سازگار بنایا وہاں کے عوام وخواص کو ندوہ اور اہل ندوہ کی گمراہ گری اور بے راہ روی سے آگاہ فرمایا اور اجلاس مدرسہ حنفیہ کیلئے لائحہ عمل، مجلس انتظامیہ کی ممبرسازی اور جلسہ کی تاریخ وغیرہ طے کر کے جبلپور تشریف لے آئے پھر جب رجب ۱۳۱۸ھ کو پٹنہ میں ندوہ کے عام اجلاس کا خصوصی دعوت نامہ آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپ اور آپ کے برادر قاری بشیر الدین بریلی شریف ہوتے ہوئے پٹنہ کے لئے روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی اور علمائے اہلسنت کا ایک بڑا قافلہ تھا، حضرت عید الاسلام جلسہ کے چار دن تقریر کے علاوہ اجلاس کے نظم وضبط اور تقریروں کی ترتیب کی ذمہ داری بھی سنبھالتے رہے۔ پٹنہ میں حضرت عید الاسلام نے تین تقریریں فرمائیں مولانا قاضی عبد الوحید صاحب صدیقی نے حضرت عید الاسلام کے مواعظ حسنہ کا خلاصہ ان الفاظ کے ساتھ لکھا "کہ اگر ہر وعظ کو لکھا جاتا تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جاتی" ہر چہار روز کا جلسہ بڑا کامیاب اور فائدہ مند رہا صبح ۱۲ ربجے تک اور رات میں دو بجے تک تقریروں کا سلسلہ چلتا رہا اور مجمع اتنا کثیر کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا پورا پنڈال کھچا کھچ بھرا رہتا سامعین تھے کہ از اول تا آخیر جمے رہتے اور بڑے ذوق وشوق سے سنتے ان اجلاس میں اجلۂ علماء اہلسنت نے شرکت کی تھی پیلی بھیت سے حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث

سورتی، بدایوں سے حکیم عبدالقیوم صاحب، اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب، الہ آباد سے مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی، سہسوان سے مولانا سید عبدالصمد صاحب سہسوانی، اعظم گڑھ سے صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب، بہار شریف سے مولانا سید سلیمان اشرف صاحب، بریلی شریف سے اعلیٰحضرت امام احمد رضا، پھلواری شریف سے حضرت مولانا بدر الدین صاحب، لکھنؤ سے مولانا عبدالوہاب صاحب، فتح پور سے مولانا سید ابو سعید صاحب خلیفہ حضرت فضل حق صاحب بنگلور سے، مولانا عبدالقدوس احمد آباد سے، مولانا نظیر احمد خاں رامپور سے، مولانا فضل حق مولانا فاضل تقوی ردولی شریف سے، ان حضرات کے علاوہ اور بھی مشاہیر علمائے اہلسنت نے شرکت کی تھی جن کا ذکر قاضی عبدالوحید صاحب نے اپنے قصیدہ آمال الابرار میں کیا ہے ۴۸ر اشعار میں ۶۰ر علماء کے نام ذکر کئے اور بعد میں ایک شعر میں معذرت کی کہ سب کے نام دینے کی گنجائش نہیں دیگر اشعار میں ندوہ کے فاسد مقاصد کا بھی ذکر کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی پہلی تقریر مسلسل تین گھنٹے کی ہوئی مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور دیگر علمائے اہلسنت نے اپنی تقریروں اور بیانات میں تحریک ندوہ کی اصلی تصویر پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اعلیٰحضرت نے بھرے اجلاس میں ''فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین'' پیش فرما کر ہر طبقۂ فکر و خیال کو اس پر غور و فکر کی دعوت دی اور اہل ندوہ کو افہام و تفہیم کیلئے بلایا مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ بات کر سکے اس موقعہ پر بہت سے علماء وعوام نے غیر جانکاری میں جو تحریک ندوہ میں شامل ہو گئے تھے ندوہ سے اپنی علٰحدگی اور جماعت اہلسنت میں اپنی شمولیت کا اعلان کیا۔

اس اجلاس کی مکمل روداد قاضی عبدالوحید صاحب صدیقی نے دربار حق ہدایت کے نام سے مرتب کی تھی جو ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں مطبع حنفیہ پٹنہ میں طبع ہوئی۔ اور تحفۂ حنفیہ میں اسکی تفصیل بھی شائع کی جب پٹنہ میں اہل ندوہ کو ناکامی ہوئی اور عوام و خواص ندویوں کی مکاریوں اور دسیسہ کاریوں سے واقف ہو گئے اور انہوں نے اس بات کو بخوبی جان لیا کہ اب یہاں کامیابی ملنا بڑا مشکل ہے تو پٹنہ سے نامراد ہو کر اپنی تحریک کے فروغ کے لئے کلکتہ

کارخ کیا۔اور ۱۳۱۹ھ میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے پوسٹر شائع کئے تمام لوگوں سے شرکت کی اپیل کی وہاں کے بااثر لوگوں کو مدعو کیا اور زوروشور کیساتھ اجلاس ندوہ کی تیاریاں شروع کردی گئیں کلکتہ کے ایک بڑے بااثر بزرگ مولانا حاجی لعل خاں صاحب جونہایت صحیح العقیدہ متصلب سنی تھے اور عبداللہ علی رضا فرم کے آفس میں جنرل منیجر تھے اور کلکتہ کے عوام و خواص میں بہت معزز و بااثر تھے انہوں نے ندوہ کے بالمقابل علمائے اہلسنت کے عام اجلاس کا اہتمام کیا بریلی لکھکر اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے تعاون کی درخواست کی۔

اعلیٰ حضرت نے حضرت عید الاسلام کی طرف رجوع کرنے کیلئے لکھا اور حضرت عیدالاسلام کو حاجی صاحب کے تعاون کیلئے فرمایا۔

حضرت عید الاسلام مجدد اعظم کی ہدایت کے مطابق اجلاس علماء اہلسنت سے تین دن پہلے کلکتہ پہونچ گئے اور وہاں جلسہ کے سب انتظامات درست کرائے تقاریر کی تربیت اور جلسہ کی تحریک میں زور پیدا کیا قرب و جوار اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو جلسہ میں شرکت کیلئے آمادہ کیا۔اہلسنت کے اجلاس کے فوائد اور اہل ندوہ کے اجلاس کے مضر اثرات اور گمراہ خیالات سے عوام کو آگاہ فرمایا وہاں کے باشندوں کا مزاج و ماحول خوشگوار اور سازگار بنایا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جلسے سے دو دن پہلے وہاں پہونچ گئے پھر تاریخ مقررہ میں تحریک مذکور کے رد میں دو دن اہلسنت کا شاندار جلسہ ہوا جس کی وجہ سے اہل ندوہ کو کلکتہ سے ناکام و نامراد جانا پڑا۔

اجلاس کلکتہ کی مختصر روداد ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ ۱۳۲۰ھ کے شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔

کلکتہ کے بعد اہل ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زوردار اجتماع کا اعلان ہوا اور بنگلور کے قاضی عبدالقدوس صاحب کو جو کہ نہایت بااثر صحیح العقیدہ متصلب سنی عالم تھے اس اجلاس کی دعوت صدارت دی گئی قاضی صاحب نہایت سادہ مزاج بزرگ تھے مگر اہل ندوہ و دیوبند کے خیالات فاسدہ سے بخوبی واقف تھے اس لئے انہوں نے اس دعوت نامہ کو رد کر

دیا اور عام مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا اعلیٰ حضرت نے حضرت عیدالاسلام سے رابطہ کے لئے لکھا اور حضرت عیدالاسلام کو بنگلور پہونچ کر قاضی کے تعاون کیلئے فرمایا چنانچہ حضرت عیدالاسلام کے پاس جب بنگلور سے دعوت نامہ آگیا تو آپ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے مطابق اجلاس ندوہ سے ایک ہفتہ پہلے بنگلور پہونچ گئے اور آپ نے اپنی تقریروں کا سلسلہ شروع کردیا جن میں آپ نے اہلسنت و جماعت اور مخالفین اہلسنت و جماعت کے افکار ونظریات کو بالتفصیل بیان فرمایا آپ اپنی تقریروں میں ہر روز احقاق حق وابطال باطل فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا تمام لوگ اہل ندوہ کے مکروفریب اوران کی حیلہ سازی وچال بازی سے واقف ہو گئے۔

اہل ندوہ کو پورے بنگلور میں سر چھپانے کو جگہ نہیں تھی چہ جائے کی وہ اپنے اجلاس کر تے بالآخر تنگ آکر اور شکست کھا کر انھوں نے اپنا اجلاس ملتوی کر دیا اس کے بعد قاضی سید عبدالقدوس کی صدارت میں اہلسنت کا کھلا اجلاس ہوا جو نہایت کامیاب رہا جن میں مخالفین کو باہمی افہام و تفہیم کیلئے دعوت دی گئی مگر کوئی نہ آیا قاضی صاحب ان اجتماعات کی کامیابی کی خبر بذریعہ تار اعلیٰ حضرت کو بھیجنے والے تھے کہ اعلیٰ حضرت کا بریلی شریف سے تار پہونچا جس میں حضرت عیدالاسلام کو ان اجتماعات کی کامیابی کی مبارک بادی اور فرزند کی ولادت کی بشارت دی گئی تھی سب لوگ حیران تھے کہ ابھی تو تار بھی نہیں دیا گیا اعلیٰ حضرت کو کیسے خبر ہوگئی اور یہ فرزند کی بشارت کیسی جب خود حضرت عیدالاسلام کو بھی ابھی خبر نہ تھی سچ فرمایا نبی ﷺ نے ''اتقو افراسة المو من فانه نظر بنور الله '' اعلیٰ حضرت کی فراست صادقہ نے اجتماعات کی کامیابی اور فرزند کی بشارت محسوس فرمائی اعلیٰ حضرت کے تار کے چند گھنٹے کے بعد جبلپور سے فرزند کی ولادت کا تار پہونچا۔

ان اجتماعات وتقاریر اور تحریک و تبلیغ سے اہل بنگلور کو حضرت عیدالاسلام سے ایسی والہانہ عقیدت ہوگئی کہ آپ کو اتنی جلد چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہ ہوئے بالآخر حضرت

عیدالاسلام نے قاضی صاحب اور اہل بنگلور کے بے حد اصرار پر بنگلور میں پونے دو ماہ قیام فرمایا اور برابر آپ کی تقریروں کا سلسلوں جاری رہا۔ روانگی سے قبل انجمن معین المسلمین بنگلور کی طرف سے نہایت شاندار الوداعی جلسہ ہوا جس میں سپاس نامے وغیرہ پیش کئے گئے اور آپ کی بے پناہ پذیرائی کی گئی آپ کی ان مساعئ جمیلہ سے ندویت کو بڑا دھچکا لگا اور جگہ بہ جگہ ندویت کو زیر ہونا پڑا اور ان کے غلط عزائم اور باطل خیالات تتر بتر ہو گئے رب قدیر حضرت عیدالاسلام کی اس جدو جہد و کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو ان کے طریقۂ کار پر چلنے اور تبلیغ وتحریک اور تقریر کی توفیق بخشے۔ آمین

وصال: بڑی کربناک تھی ۱۴ر جمادی الاولیٰ کی وہ تاریخ جس تاریخ کو علم وحکمت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا یعنی عیدالاسلام حضرت علامہ شاہ مفتی عبدالسلام علیہ الرحمۃ والسلام ۱۴ر جمادی الاولیٰ مطابق ۱۱ر فروری ۱۹۵۲ء کو طلوع آفتاب کے چند منٹ پہلے چھ بجکر چون منٹ پر اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے خالق حقیقی کے جوار خاص سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جانشین اعلیٰ حضرت حضور مفتئ اعظم ہند کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو بہت غمزدہ ہوئے اور بہت دیر تک حزن وملال کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں رہے، سرکار مفتئ اعظم ہند پر آپ کی موت کا صدمہ اس قدر تھا کہ فوراً تعزیت نامہ تک تحریر نہ فرما سکے بعد میں آپ نے حضرت برہان ملت کو تعزیت نامہ اور تاریخ وصال بصورت اشعار استخراج کر کے روانہ فرمایا۔

نقل تعزیت نامہ، منجانب حضور مفتیٔ اعظم ہند،

یکم مارچ ۵۳ء ۱۴ رجمادی الاخرہ ۷۱ھ:

حضرت گرامی منزلت دام فضائلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

خبر ارتحال حضرت عبدالاسلام موجب اندوہ وملال نے سخت صدمہ پہونچایا اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ان کا انتقال پرملال دنیائے سنیت کے لئے ایک سخت ترین صدمہ کا موجب ہے اور یہ خلا جوان کے انتقال سے ہوگیا ہے بظاہر اس کی تلافی ہوتی نظرنہیں آتی ویسے اللہ قادر وقدیر ومقتدر عز جلالہ کے کرم سے ضرور امید ہے کہ وہ آپ کوان کا ایسا جانشین فرمادے کہ آپ ان کے جمیع فیوض وبرکات بلکہ ان سے زائد کے حامل ہوں .اور اہلسنت کوآپ سے یہ نسبت حضرت مذکور مرحوم ومغفور بہت زائد فیض پہونچے .میری دلی آرزو یہی ہے اور میں اسی کی دعا کرتا ہوں۔

والسلام مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

سن وصال بزبان حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ،

۱ .قیل مات المولوی عبدالسلام	قلت ای واللہ حی بالدوام
۲ .مات قبل الموت ھو ففنائہٗ	ظھر بان لہٗ الحیاۃ المستدام
۳ .انہ قد کان فانٍ فی الرضا	وجد البقاء باللہ من منعام
۴ .فنی فی الحق فانٍ فی الرضا	فاستحق الوصل باقٍ بالتمام
۵ .خاض فی بحر الفناحتی وصل	اذرائی برھان ربہ فی المنام
۶ .ادخلوھا آمنین بالسلام	عند ربہ دار السلام

قلت ارخ وصلہ دار السلام ۱۳۷۱ھج

ازواج واولاد

حضرت عیدالاسلام کے چھ صاحبزدے اور دو صاحبزادیاں تھیں لیکن افسوس کہ پانچ صاحبزادگان اور ایک صاحب زادی بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

بچوں میں صرف حضرت برہان ملت اور بچیوں میں آپ کی ہمشیرہ عائشہ بی کو اللہ تعالیٰ نے عمر طویل عطا فرمائی. آپ کی ہمشیرہ حضرت عائشہ بی اہل خاندان میں صدر والی پھوپھی سے مشہور تھیں۔

(سجادہ نشینی) بتاریخ ۱۳ ر فروری ۵۲ءکو آستانہ سلامیہ پر ختم قرآن کا جلسہ ہوا جس میں شہر کے سات ہزار لوگوں نے شرکت کی بعد ختم قرآن حضرت عیدالاسلام کے چھوٹے بھائی جناب مولانا مولوی حافظ غوث احمد صاحب نے اپنے برادر اکبر کی نیابت وخلافت اور سجادہ نشینی کیلئے اپنے برادر زادے اور حضرت عیدالاسلام کے نور نظر اعلی حضرت امام احمد رضا کے روحانی فرزند حضرت مولانا الحاج مفتی محمد برہان الحق صاحب کو اس کا اہل اور جائز مستحق سمجھ کر انکی سجادہ نشینی کا اعلان کیا اور اپنے بھتیجے کو چند نصیحتیں کرنے کے بعد خرقۂ مبارکہ اور دیگر متبرک اشیاء جو حضرت عیدالاسلام علیہ الرحمہ کو اعلی حضرت فاضل بریلوی سے خلافت ونیابت کے وقت مرحمت ہوئی تھیں اور جوان کو والد گرامی شاہ عبدالکریم علیہ الرحمہ سے عطا ہوئی تھیں وہ سب دیں اور اسی دن سے حضرت برہان ملت نے مستقل طور پر دارالافتاء عیدالاسلام کے ذمہ داری بھی اپنے ہاتھوں میں لے لی اور شریعت وطریقت دونوں میں وہ اپنے والد کے سچے اور لائق وفائق نائب وخلیفہ ثابت ہوئے۔

والدہ ماجدہ کے مختصر حالات

آپ کی والدہ کا نام سکینہ خاتون تھا۔ جو اسم با مسمی تھیں یعنی واقعۃ ان کی ذات صبر وسکون کی آماجگاہ تھی، رنج وغم ہو کہ خوشی ومسرت ہمہ وقت خدا کے حضور صابرہ وشاکرہ رہتیں اور ہر حال میں خدا کی تعریف میں لگی رہتیں صوم وصلوٰۃ کی انتہائی پابند سخت سے سخت سردی میں بھی نماز یا دیگر معمولات میں کبھی سستی وغفلت نہ کرتیں اور نماز پنجگانہ کے علاوہ وہ ہمیشہ تہجد کی نماز بھی ادا فرماتیں ایام ممنوعہ کے علاوہ ہر روز ان کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد ہر کام سے پہلے پارہ دو پارہ قرآن شریف کی تلاوت کرتیں تب کسی دوسرے کام میں ہاتھ لگاتیں۔

ایسا نہیں کہ تلاوت وعبادت کے علاوہ انکے ذمہ کوئی دوسرا کام نہ تھا بلکہ بہت سی ذمہ داریاں ان کے سپرد تھیں امور خانہ داری کو وہ سنبھالتیں۔ شوہر کے حقوق واحکام کی بجا آوری کیلئے وہ کوشاں رہتیں اولاد کی تعلیم وتربیت میں وہ مصروف رہتیں آنے والے مہمانوں کی میزبانی ونگرانی کے فرائض وہ انجام دیتیں حاجت وضرورت مندوں کی ضرورت وہ پوری کرتیں۔

خدمت خلق ومہمان نوازی کا جذبہ تو ان میں اس قدر تھا کہ ہر روز آستانہ سلامی میں بے شمار لوگ آتے کوئی تعویذ کیلئے آتا تو کوئی دوا لینے کوئی فتوی لینے تو کوئی اپنا فیصلہ کرانے غرض کہ طرح طرح کے ضرورت مند آتے اور بسا اوقات رات میں قیام بھی کرتے لیکن انتظام وانصرام قیام وطعام کی مشقت کی وجہ سے کبھی کبیدہ خاطر نہ ہوتیں بلکہ بے حد خوش رہتیں اور مہمانوں کی میزبانی سے تو ان کو قلبی سکون میسر ہوتا تھا۔

انہیں کی تربیت کا اثر تھا کہ برہان ملت علیہ الرحمہ فطری طور پر نیک خصلت اچھی تربیت اور عمدہ طبیعت کے مالک تھے۔ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی علم سے لگاؤ برائی سے نفرت اور سچائی واچھائی سے محبت رکھتے تھے کیونکہ جب والدہ نیک خصلت ہوتی ہے تو

عموماً بچے نیک صفت اور تقویٰ شعار ہوتے ہیں ماں زاہدہ و عابدہ اور پارسا ہو تو اس کی عبادت وتقویٰ کا بچہ پر اثر پڑنا لازمی امر ہے مشہور اولیاء اللہ پر نظر ڈالئے تو یہ بات آشکارہ ہو جائیگی کہ ان کی ترقی و تربیت و تصفیہ قلوب اور مدارج کے حصول میں ضرور ان کی نیک صفات والداؤں کا دخل رہا ہے میر میراں پیر پیراں غوث اعظم، خواجۂ ہند حضرت معین الدین چشتی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، بایزید بسطامی، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ان تمام بزرگوں کی سیرت وسوانح میں یہ عنصر ضرور ملتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی تعمیر وترقی میں ان کی والداؤں کی بڑی قربانیاں و جانفشانیاں شامل ہیں بلا شبہ حضرت برہان ملت کی تعلیم وترقی میں آپ کی ہونہار والدہ کا بڑا دخل ہے آپ کی والدہ کتنی نیک صفت تھیں اور گھر میں ان کی کیا حیثیت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے والد گرامی شاہ عبدالسلام علیہ الرحمہ اپنی خود نوشت یادداشت میں ایک جگہ ان کی وفات پر افسوس کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''سکینہ خاتون اہلیہ فقیر عبدالسلام و چراغ خانہ او بمورخہ ۱۷؍ جمادی الاولیٰ ۲۹ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۱۱ء

بشب چہارشنبہ بعد عشاء ازیں جہان فانی بملک جاودانی انتقال نمود، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا و اسکنھا فی الجنۃ۔''

جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو ان کی وفات کا علم ہوا تو آپ کو بے حد رنج وغم ہوا اور آپ نے برجستہ اشعار میں ان کی تاریخ وصال استخراج فرمائی آپ کا مادہ استخراج مرحومہ کی عفت و پارسائی خدا ترسی اور مدحیہ کلمات پر مشتمل ہے۔

قطعات تاریخ وصال از مجدد اعظم رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفہ، امینہ، سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ۔ زوجہ مقدسہ جناب فضائل نصاب و فواضل مآب حامی السنن ماحی الفتن الدینیۃ جناب

مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب قادری جبلپوری ادام اللہ تعالی بالفیض النوری۔ آمین

حلّت عن عبد السلام حلیله فی العدن وھی حصینة و رزینة

ھی العفاف مدی الحیاۃ لزینة وبعفور بی فی المماۃ وزینة

سال الرضاعام الوفاۃ مع الدعاء

قلت ارحم التابوت فیه سکینه

۱۳۲۹ھ فقیر احمد رضا قادری

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس

ولادت باسعادت

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ والرضوان بروز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو بعد نماز فجر پیدا ہوئے آپ کے جد امجد حضرت مولانا محمد عبدالکریم صاحب قادری نقشبندی علیہ الرحمۃ نماز فجر کے بعد قرآن مقدس کی تلاوت فرمارہے تھے جب حضرت برہان ملت کی دادی جان نے ولادت کی خبر سنائی تو اس وقت آیۃ کریمہ "قد جاء کم برھان من ربکم" ورد زبان تھی سنتے ہی فرمایا الحمدللہ برہان آگیا اوراس کے بعد مندرجہ ذیل اشعار میں تاریخ ولادت نکالی جس کو حضرت عبدالاسلام علیہ الرحمہ نے اپنی یادداشت میں اس طرح تحریر فرمایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تاریخ ولادت برخوردار فرخندہ آثار قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق مدعمرہ"

جبذا مولود شد از فضل حق جلوہ تر شد از فضائے آب و گل
بست و یک از اول ماہ ربیع صبح روز پنجشبہ متصل
فکر تاریخ ولادت گفت ائے آمدہ برہان حق در خانہ دل ۱۳۱۰ھ
للہ الحمد پسر سے ہوا خانہ معمور شکر نعمت کا کہ ایک جام پلا دے ساقی
تھی وہ اکیسویں تاریخ ربیع الاول صبح پنجشنبہ طلوع کا تھا کچھ عرصہ باقی
فکر نے سال ولادت میں لکھا یہ مصرع آیا کیا طرفہ نبی صورت عبدالباقی ۱۳۱۰ھ

تعلیم وتربیت

حضرت عبدالاسلام علیہ الرحمہ نے اپنے ہونہار نور نظر لخت جگر برہان ملت کی تاریخ ولادت قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکالی" وسلم علی عبادہ الذین اصطفی" حضرت برہان علیہ الرحمہ کی ولادت چونکہ ایک علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی تھی

جہاں شب وروز قال اللہ وقال رسول کا درس جاری رہتا تھا جس گھرانے سے پورا عالم اسلام رشد وہدایت حاصل کررہا تھا جس گھرانے کے افراد ہر روز نہ جانے کتنے تشنگان علوم نبویہ کی علمی تشنگی بجھاتے تھے پھر بھلا کیوں نہ آپ کے اندر جذبہ تعلیم موجزن ہوتا کہ جب مہد مادر ہی سے علم وعمل کی محبت گھٹی میں پلادی گئی ہو اور زمانہ شیر خوارگی سے تعلیمی جاموں کا دور چلا ہو لہذا آپ پانچ سال کی عمر کو پہنچتے ہی کافی باشعور اور صاحب فراست ہو گئے عقل ودانائی کے اثرات خوب عیاں ہونے لگے اس کم عمری ہی میں آپ اپنے تمام ہم عمر بچوں سے بالکل ممتاز ومنفرد اور ایک نرالی شان رکھتے تھے چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ اپنے وقت کی ولیہ اور رابعہ بصریہ تھیں سنت وشریعت کی عاملہ مسائل شرعیہ کی عاملہ اور عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے سرشار تھیں لہذا ان کی حسن تربیت نے علم کی محبت اور حصول علم کا جذبہ آپ کے دل میں پیدا کردیا بزرگوں کے طریقے کے مطابق آپ کے دادا جان نے رسم بسم اللہ خوانی سے آپ کی تعلیم کا آغاز فرمایا جسکو آپ حضرت برہان ملت ہی کی زبانی سنیں فرماتے ہیں۔

"میں جب پانچ سال کا ہوا ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت جد امجد نے بسم اللہ شریف کی افتتاح فرمائی مبارک دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ مجھے پڑھایا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم رب یسر ولا تعسر و تمم بالخیر یا فتاح یا علیم افتح بالسمک !ا، ب، ت، ث، ج الحمد اللہ ما انعم علیّ و اَحسن الیّ یہ میری ابتدائی عمر کی داستان تھی"۔

اس آغاز کے بعد اب باضابطہ طریقہ سے حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ مصروف تعلیم ہو گئے آپ کے دادا جان نے آپ کے اوقات تعلیم کو چند حضرات کے پاس تقسیم فرمادیا حضرت برہان ملت اپنے جد کریم کے حکم کے مطابق سبھی حضرات کے پاس وقت کے پوری پابندی کے ساتھ پہونچ کر علم حاصل کرتے وقت کتب کی ایسی تقسیم فرمادی تھی کہ حضرت کو

نماز پنجگانہ اور حاجات اصلیہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا وقت خالی ہی نہیں مل پاتا کہ جس میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیلتے اور وقت برباد کرتے، آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

”میری تعلیم صبح بارہ بجے اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے ۱۰/ بجے رات تک ہوتی عربی والد ماجد سے، فارسی چچا بشیر الدین صاحب سے پڑھتا رہا درس کے درمیان اکثر و بیشتر اعلیٰ حضرت کا ذکر خیر ہوتا تو میرا دل زیارت اور قدمبوسی کی تمنا میں بیتاب ہو جاتا“۔

تعلیم و تعلم ہی میں حضرت کھیلنے، گھومنے اور دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح کا مزہ پاتے اور اسی میں خوش رہتے زمانہ طالب علمی میں کبھی بھی آپ نہ تو پڑھنے سے کترائے نہ دل چرایا اور نہ ہی سیر و تفریح کی ضد و خواہش کی بلکہ آپ کا مقصد صرف اور صرف علم حاصل کر کے گم گشتگان راہ کو راہ ہدایت پر لانا ہی رہ گیا تھا بالآخر آپ نے اپنے آبائی مکان جبلپور ہی میں رہ کر ناظرہ سے لیکر درس نظامیہ کا کورس مکمل کر لیا نحو و صرف، ادب، منطق، فلسفہ، تاریخ، عروض ریاضی، حساب، جغرافیہ، فقہ، حدیث، تفسیر اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت و کمال پیدا کیا جبلپور میں جن علمائے کرام سے آپ نے علم حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالکریم صاحب والد ماجد عبدالاسلام حضرت علامہ عبدالسلام صاحب عم محترم حضرت مولانا قاری بشیر الدین صاحب حضرت مولانا عبدالرحمان افغانی صاحب مولانا جلال میر پشاوری صاحب۔

آپ کی تعلیم تو جبلپور میں ہی مکمل ہو گئی تھی لیکن پھر بھی دل میں ایک خواہش باقی تھی جس کو آپ اپنے دل میں شروع ہی سے لئے ہوئے تھے اور وہ خواہش و جذبہ بھی بہت نیک جو آپ کے عروج و ارتقاء کا ضامن، خدمت دین متین میں معاون یعنی وقت کے مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام اہلسنت مولانا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں رہ کر ان کے بحر علم سے کچھ موتیاں چننا بالآخر آپ کی دیرینہ تمنا پوری ہوئی جس کو آپ خود

برہان ملت کی زبانی سنیں ''دوران قیام بریلی والد صاحب نے مجھے اعلیحضرت کی خدمت میں اکتساب فیض وتہذیب تربیت وتکمیل علوم ظاہری وباطنی وروحانی کیلئے بھیجنے کی اجازت چاہی ہم دو ہفتہ بریلی رہکر چلے آئے پھر شوال ۱۳۳۲ھ کے دوسرے ہفتہ میں میں بریلی حاضر ہوگیا دارالافتاء دیکھا اعلیحضرت کی خدمت میں بیٹھ کر حضرت کے ارشادات لکھتا وقت ملتا تو دارالعلوم منظر اسلام میں صدر مدرس مولانا ظہور حسن صاحب رامپوری کے پاس بھی درس میں شریک ہوتا۔ اعلیحضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب (حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ) اور مولانا امجد علی صاحب (صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ صاحب مصنف بہار شریعت) ہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے اور ہم تینوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے کم وبیش تین سال اعلی حضرت عظیم البرکت کی خدمت میں رہ کر تمام علوم وفنون اور فتوی نویسی میں مشق ومہارت پیدا کرلی آپ کو فقہ وفتوی میں اس قدر مہارت ہوگئی کہ خود اعلیحضرت فاضل بریلوی بھی آپکے فقہ وافتاء سے مطمئن و خوش تھے اور آپ کی ذات پر کامل اعتماد فرمانے لگے تھے اعلی حضرت فاضل بریلوی آپ کو اپنے اہم تلامذہ میں شمار فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ جب اعلی حضرت کو غیر منقسم ہندوستان کیلئے قاضی شرع ومفتی شرع کی تقرری کرنا ہوئی تو حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو قاضی شرع اور حضور مفتیٔ اعظم وبرہان ملت علیہما الرحمہ کو ان کا معاون مفتی شرع مقرر فرمایا۔

فقہ اور فتاوی کے علاوہ امام اہلسنت سے آپ نے ہندسہ، ہیئت، زیجات، تکسیر، جفر، مقابلہ، توقیت وغیرہ جیسے کثیر علوم وفنون حاصل کئے یہی وجہ ہے کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی نے آپ کو پینتالیس علوم کی اجازت وسند عطا فرمائی تھی اعلی حضرت قدس سرہ ان دیندار اور ذمے دار ہستیوں میں سے ہیں کہ جن کا کوئی قول وعمل نہ خلاف سنت وشریعت ہوتا ہے اور نہ ہی ریا اور نام ونمود کی غرض سے ہوتا ہے سند اور اعلان دونوں ہی کا مقصد یہ تھا کہ واقعہ مجدد اعظم نے اپنے اس لائق وفائق شاگرد کو ان تمام علوم وفنون کا اہل پایا تب ہی ان کے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت وسند عطا فرمائی بلکہ قیام بریلی شریف کے دوران جو علوم

پڑھنے وپڑھانے سے رہ گئے تھے تو جب آپ نے تیرہ سو سینتیس میں ۱۳۳۷ھ میں ایک ماہ چار دن جبل پور میں قیام فرمایا تو اسی قیام کے دوران ان فنون میں بھی آپ کو ماہر و کامل بنا دیا حضرت برہان ملت رقمطراز ہیں۔

جب ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت جبل پور تشریف لائے تو چونکہ دوران قیام بریلی علم توقیت سے خادم کا شوق ملاحظ فرمایا تھا جبل پور میں خادم کیلئے فن توقیت میں رسالہ تصنیف فرمایا رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹا خادم کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے اعلیٰ حضرت کے بریلی مراجعت کے بعد میں نے جدول تعدیل النہار بنا کر حاضر کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا جدول کی تصحیح خاضر ماشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح بارک المولی جدول مطالع البروج بافق جبل پور عرض شمالی بنایئے۔"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تو شروع ہی سے آپ کو جانتے اور سمجھتے تھے مجدد اعظم اس بات کا بھی علم رکھتے تھے کہ آج کا برہان الحق مستقبل کا برہان ملت بنے گا حضرت شیخ سعدی نے آپ ہی جیسوں کے لئے فرمایا ہے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی　　　　می تافت ستارہ بلندی

حضرت برہان ملت کے چہرے کے خدو خال اور آثار و قرائن سے امام اہل سنت نے اول ملاقات ہی میں آپ کی ارجمندی اقبال مندی رفعت و بلندی کو محسوس فرمالیا تھا جبھی تو آپ نے پہلی ملاقات ہی میں فرمادیا تھا اللہ تعالیٰ تمہیں برہان الحق، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے اور خدائے قدیر نے امام اہلسنت کی آرزو کو پورا کیا آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا کہ لوگ حضرت برہان ملت کو ان کے حقیقی نام سے زیادہ اعلیٰ حضرت کے عطا کردہ لقب ہی سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں۔

معمولات زندگی

وقت خدا کا عطا کردہ ایک بہت ہی قیمتی سرمایہ اور بہت بڑی نعمت ہے لہذا اس کو بروئے کار لانا اور برباد ہونے سے بچانا ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے جو انسان وقت کی قدر واہمیت سمجھتا ہے وہ اس کو بہت عزیز جانتا ہے اس کو ضائع و برباد ہونے سے بچاتا ہے اور حتی المقدور اسکی اولین کوشش یہی ہوتی ہے کہ زندگی کے ان چند لمحوں میں ایسے کام کر جائے کہ رہتی دنیا تک لوگ اس کو یاد کریں ایسے حضرات اپنی زندگی کے شب و روز کو مصروف رکھتے ہیں کام میں لگے رہتے ہیں فحش گوئی فالتو گفتگو، ہنسی مذاق اور بے ہودہ تبصروں سے اپنے وقت کو برباد نہیں کرتے وہ لوگ اپنے سکون و آرام کو تاراج کر کے مذہب و ملک کی ترقی میں لگے رہتے ہیں۔ وقت کے قدرداں حضرات دنیا میں آنے اور زندگی پانے کا مقصد بخوبی سمجھتے ہیں وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ خدائے قدوس نے ہم کو جو عمر، دل و دماغ، جودت طبع، بلندئ فکر، آزادئ فکر و خیال اور خالی لمحات و اوقات عطا کئے ہیں ان میں ہم کو کیا کرنا ہے ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں ان سب کیلئے ہمیں خدا کے حضور جواب دہ ہونا ہوگا، بربادئ وقت کا محاسبہ ہوگا لہذا اس وقت میں کچھ کام کر جائیں جس سے خدا اور رسول کی رضا حاصل ہو جائے اور مسلک و ملت کی عظیم خدمت انجام پا جائے۔ وقت کے قدردانوں میں ایک نمایاں نام حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ بڑا قیمتی بلکہ انمول تھا، آپ نے بچپن ہی سے اپنے وقت کو برباد و بے کار ہونے سے بچایا۔ آپ کے دادا جان علیہ الرحمۃ نے آپ کے وقت کو صبح سے شام تک اور پھر رات تک ایسا تقسیم کر دیا تھا کہ اس میں تضیع اوقات کی آپ کو فرصت تو کیا ملتی بلکہ تقسیم کردہ اوقات میں ذرا سی تبدیلی و تاخیر سے بھی بڑی پیچیدگی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا۔ جو حضرات وقت کے پابند ہیں وہ اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں اور گاہے بگاہے اس سے دو چار بھی ہوتے ہیں کہ جب ان کی مصروفیت کے وقت کوئی آ گرتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی آنے والے کو کچھ وقت دینا پڑتا

ہے تو ان کا کام کتنا متاثر ہوتا ہے اور اس کی تلافی کیلئے دیگر اوقات میں ان کو کس قدر محنت کرنا پڑتی ہے اور کتنے زمانہ کے بعد اعتدال وتوازن سے ہم آہنگ ہو پاتے ہیں، ہاں وہ لوگ جن کے اوقات کاموں کیلئے تقسیم نہیں اور نہ ہی وہ وقت مقررہ کے ساتھ اپنی کوئی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں جب جی میں آیا تو گھنٹہ دو گھنٹہ پڑھ لیا صفحہ دو صفحہ لکھ لیا اور اسی پر تسلی کرلی کہ بہت لکھ پڑھ لیا بہت سارا کام کرلیا اور اگر موڈ نہیں بنا تو کچھ نہ کیا. ہاں اگر گپ شپ کرنے والا کوئی دوست مل گیا تو کیا کہنا خوب وقت برباد کیا گھنٹہ دو گھنٹہ کیا بلکہ پورا کا پورا دن صرف کردیا اور بہت خوش بھی ہوئے کہ آج بڑھیا ٹائم پاس ہو گیا خوب تفریح وہنسی مذاق ہوئی ایسے لوگوں کا نہ کوئی کام متاثر ہوتا ہے اور نہ ہی تضیع اوقات میں ان کو افسوس ہوتا ہے اس لئے کہ نہ ان کا کوئی کام ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک وقت کی کوئی قدر و قیمت، لیکن حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے اپنی عمر عزیز کے کسی بھی حصہ کو برباد نہ ہونے دیا بلکہ ہمہ وقت آپ مصروف رہتے، مسلک کی عظمت و بلندی اور عروج وارتقاء کیلئے شب و روز انتھک کوشش کرتے رہتے اور زندگی کے ہر لمحہ کو بڑا قیمتی سمجھتے آپ نے اپنے وقت کو مصروفیتوں میں اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ اس میں وقت کے ضائع اور برباد ہونے کی کوئی صورت ہی نہ تھی آپ رات ہی میں سہ پہر کو اٹھکر نماز تہجد پڑھتے نماز سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کیلئے اذان فجر کے انتظار میں لیٹے رہتے تا کہ رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کی ادئیگی ہو جائے کیونکہ ہمارے آقا ﷺ کی بھی عادت کریمہ یہی تھی کہ آپ نماز تہجد کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماتے تھے، یہی وہ نفوس قدسیہ جن کا جاگنا اور سونا دونوں ہی عبادت ہے کیونکہ آرام کررہے ہیں تو اس لئے کہ آقا کی سنت ادا ہو جائے پھر بھلا کیوں نہ ثواب کے حقدار قرار پائیں پھر جب اذان فجر ہو جاتی تو آپ اٹھکر تازہ وضو کرتے اور سنت پڑھ کر کچھ اوراد و وظائف پڑھکر کے نماز کیلئے مسجد تشریف لے جاتے، نماز فجر کے بعد آپ دیر تک مسجد میں رہتے اوراد و وظائف اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ جب اشراق کا وقت

ہوجاتا تو آپ نماز اشراق پڑھ کر مسجد سے باہر تشریف لاتے ۔اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر باہر کے کمرہ میں تشریف فرما ہوتے، آئے ہوئے ضرورت مندوں کی عرض وگذارش سنتے ان کو دعاء وتعویذ مرحمت فرما کران کی پریشانیوں کو دور فرماتے اور ان کے بگڑے ہوئے کاموں کو بناتے اس ضمن میں مثلاً متلاشیاں رشد وہدایت کو وعظ ونصیحت بھی فرماتے جاتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی انجام دیتے رہتے کتنے بدعملوں کو اسی مجلس میں توفیق توبہ نصیب ہوتی اور اپنی بدعملی سے تائب ہوکر صادق وصالح بن جاتے یہ سلسلہ دن کے گیارہ بجے تک چلتا اس کے بعد آپ شفا خانہ میں بیٹھ جاتے اور دورودراز سے آئے ہوئے مریضوں کو دوا عنایت فرماتے کیونکہ آپ اپنے وقت کے حکیم وطبیب بھی تھے آپ کو فن طب وحکمت میں انتہائی درک وکمال حاصل تھا آپ نبض پکڑتے ہی مرض کی صحیح تشخیص کر لیتے اور اس کے بعد مرض کے مطابق بہت ہی مناسب دوا تجویز فرمادیتے جس سے مریض کو فوراً ہی افاقہ محسوس ہونے لگتا بہت سے حکماء واطباء جس مرض کے علاج سے تھک ہار جاتے اور مرض کو لاعلاج کہہ کر اپنی جان چھڑا لیتے آپ نے ایسے ہزاروں مریضوں کا علاج کر کے بڑے سے بڑے موذی اور تکلیف دہ امراض سے ان کو نجات بخشی آپ کے فن حکمت ونسخہ جات کے حسن انتخاب کو دیکھکر اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر آپ کو برہان الطب والحکمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ حکمت وطب کا فن آپ کے گھرانے میں مدت سے چلا آرہا ہے آپ کے والد ماجد حضرت عبدالسلام آپ کے جد کریم حضرت مولانا عبدالکریم علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے بہترین کامیاب اور شہرت یافتہ حکیم وطبیب تھے اور اب بھی آپ کے شہزادگان حضرت علامہ الحاج مفتی محمود احمد صاحب حضرت علامہ الحاج حامد احمد صاحب دام ظلھما اور آپ کے نبیرہ حضرت مولانا مشاہد میاں صاحب دام لطفہ' باوجود اس کے کہ اعلیٰ مقام پر فائز ہیں پچاسوں ہزار مریدین کے پیر ہیں اور حضرت برہان ملت کے سجادہ نشین ہیں شہر کے قاضی وامام ہیں پورے مدھیہ پردیش کے مفتیٔ اعظم

ہیں اس آن بان اور شان کے باوجود آپ کا ذریعہ معاش طبابت و حکمت ہی ہے مذکورہ بالا سبھی بزرگ وقت کی پابندی کے ساتھ اپنے اپنے دوا خانوں میں بیٹھ کر مریضوں کو دیکھتے ہیں اور دوا دیتے ہیں خدا نے ان لوگوں کے ہاتھ میں زبردست شفاء عطا فرمائی ہے یہی وجہ ہے کہ نماز فجر کے بعد ہی سے جہاں آستانۂ سلامیہ میں دعاء و تعویذ والوں کی آمد و رفت شروع ہو جاتی ہے وہیں مریضوں کی بھی ایک لمبی قطار ہوتی ہے خانوادۂ کریمی کا یہ ایک امتیازی وصف ہے کہ انھوں نے دیگر پیروں کی طرح اپنے مریدوں کو اور اپنے علم و فضل کو روزی روٹی کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ وہ حضرات وعظ و نصیحت رشد و ہدایت اور پیری مریدی صرف اور صرف خدا اور رسول کی خوشنودی و رضا اور لوگوں کو سلسلہ کی برکت سے فیضیاب و بہرہ ور کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

حضرت برہان ملت نماز ظہر تک اپنے شفاء خانے میں رہتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو مسجد میں با جماعت نماز ادا کر کے کھانا تناول فرماتے اور کچھ دیر قیلولہ کرتے۔ نماز عصر سے کچھ پہلے گھریلو ضرورتوں کو معلوم کر کے فہرست بنا کر بازار سے سامان منگوا لیتے نماز عصر کے بعد آپ کی مجلس لگ جاتی جس میں شہر کے معزز حضرات کی حاضری تقریباً ہر روز ہوتی چائے نوشی کا دور چلتا ساتھ ہی ساتھ ملکی و غیر ملکی امور پر تبادلۂ خیال ہوتا اخبارات و ریڈیو کی خبریں موضوع گفتگو ہوتیں اور شرعی مسائل کے استفسارات ہوتے حضرت برہان ملت ہر ایک مسئلہ میں بھرپور حصہ لیتے اور سوالات کے اطمینان بخش جواب مرحمت فرماتے آپ کے جواب سے ہر ایک کو تسلی و تشفی ہوتی۔ کیونکہ آپ جہاں دارالافتاء میں بیٹھ کر شرعی مسائل حل کرنے کی لیاقت و قابلیت رکھتے تھے وہیں ودھان سبھا میں بیٹھ کر مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز اٹھانے اور حقوق دلانے کی بھی صلاحیت رکھتے تھے آپ پانچ سال تک ایم۔ ایل۔ اے بھی رہ چکے تھے اور پارلیمینٹری بورڈ کے ممبر بھی پھر بھلا دین و دنیا کا ہر مسئلہ کیوں نہ آپ کے پیش نظر ہوتا۔ بعد نماز مغرب آپ دارالافتاء میں جلوہ بار ہوتے آپ کے

خادم خاص الحاج صوفی رمضان عبدالعزیز سلامی دام لطفہ آپ کے ساتھ ہوتے اور آئے ہوئے استفتاء کو سناتے اور حضرت سارے خطوط و استفتاء کو سن کر ترتیب وار سب کے جوابات قلمبند کر دیتے اس طرح فتویٰ نویسی کا یہ سلسلہ عشاء کے وقت تک چلتا نماز عشاء سے فارغ ہو کر کتب بینی وتصنیف وتالیف کا کام شروع ہو جاتا اور یہ سلسلہ رات کے گیارہ بجے تک چلتا اور بسا اوقات اور بھی تاخر ہو جاتی کیونکہ بہت ساری تنظیموں کی سر پرستی و صدارت بھی حضرت ہی فرماتے تھے اس لئے کبھی کبھار رات میں جب ان تنظیموں کیلئے لائحہ عمل، دستور اور مستقبل کے منصوبوں میں مصروف ہو جاتے تو پھر وقت کی کوئی پرواہ نہ ہوتی صرف آپ اس غور و فکر میں لگے رہتے کہ کیسے لوگوں کو ان تنظیموں کے اغراض و مقاصد سے واقفیت ہو اور کس حکمت عملی سے لوگ ان تنظیموں سے قریب ہو کر مستفید ہوں اور ایک ہو کر زیادہ سے زیادہ مضبوط و منظّم ہوں یہ تھے آپ کے زندگی کے شب و روز یعنی آپ کا سونا جاگنا اوڑھنا بچھونا دنیا میں آنا اور یہاں سے جانا ہر ایک کا مقصد یہی تھا کہ مذہب وملت کا زیادہ سے زیادہ کام ہو مسلمان عروج ورائق کی بلندیوں پر فائز ہوں اور پوری دنیا میں اسلام اور مسلمان کا بول بالا ہو سچ ہی کہا ہے کسی نے۔

ان کا آنا بھی مبارک ہو — ان کا جانا بھی مبارک ہو

بیعت وخلافت

اعلیٰحضرت امام احمد رضا اپنے وقت کے زبردست صاحب علم وفن ہونے کے ساتھ ہی ساتھ زہد وتقویٰ اور عشق رسول کے پیکر بھی تھے آپ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی اللہ اور قطب الارشاد تھے آپ کے تلامذہ اور عقیدتمندوں کے علاوہ علماء وفضلاء اور عوام کی بھاری تعداد بھی آپ کے دامن سے وابستہ تھی بلکہ آپ کے ذریعہ سے ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کو بڑا عروج اور فروغ حاصل ہوا بایں سبب آپ کو سلسلۂ قادریہ کا مجدد بھی کہا جاتا ہے جو بالکل حق اور سچ ہے جو تلامذہ و علماء امام احمد رضا سے اکتساب علم وفن کیلئے قریب ہوتے وہ

آپ کے فتویٰ و پرہیزگاری اور خوف خدا کو دیکھ کر آپ ہی کے اسیر ہو جاتے اور آپ سے بیعت کرنے میں فخر محسوس کرتے یہ ان علماء کا حال ہے جو قبل ملاقات آپ سے ناآشنا ہوتے آپ سے تعلقات نہ ہوتے اور آپ کے حالات سے واقف نہ ہوتے لیکن جن کے گھر میں ہر روز امام احمد رضا کے مدائح وقصائد سنائے جاتے ہوں جن کی ہر مجلس میں آپ کا خطبہ پڑھا جاتا ہو جن کو ان کے ذکر میں سکون ملتا ہو جو ہر وقت امام کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے ہوں اس گھرانے میں پیدا ہونے والے پلنے اور بڑھنے والوں کا کیا کہنا جن کو امام عشق ومحبت کی محبت گھٹی میں پلادی گئی ہو حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے بھی انھیں خوش نصیب گھرانوں میں سے ایک ایسے ہی علمی وروحانی گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں جبھی تو آپ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں ''درس کے دوران اکثر درمیان گفتگو اعلیٰحضرت کا ذکر خیر ہوتا تو میرا دل زیارت وقدمبوسی کی تمنا میں بیتاب ہو جاتا'' اس سے پتہ چلتا ہے سرکار برہان ملت کے دل میں شروع ہی سے اعلیٰحضرت کی زیارت وقدمبوسی کی تمنا پنہاں تھی اور اس آرزو کے پورے ہونے پر بے حد مسرور بھی ہوئے خود ہی فرماتے ہیں ربیع الاول ۱۳۲۳ھ کو اعلیٰحضرت کی سفر مبارک سے مراجعت کی اطلاع ملی والد ماجد نے استقبال کیلئے ممبئی جانے کا قصد کیا میں نے خواہش کی تو مجھے بھی ساتھ لے لیا چنانچہ والد ماجد و چچا بشیر الدین صاحب اور میں بعونہ تعالیٰ ممبئی پہنچے ہم اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے عقیدتمندوں کا ہجوم تھا سلام کی آواز پر جواب کے ساتھ ہی اعلیٰحضرت کی نظر مبارک والد ماجد پر پڑی اعلیٰحضرت کھڑے ہوگئے اور دو تین قدم بڑھ کر والد ماجد پھر چچا سے مصافحہ فرماتے ہوئے دعا پڑھی خیریت پرسی فرمائی میں قدموں پر بوسہ لے رہا تھا اعلیٰحضرت نے مجھے اٹھایا والد ماجد نے مجھے پیش کیا اعلیٰحضرت نے مجھے بھی سینہ سے لگایا میری پیشانی پر لب مبارک رکھکر مجھے دعاؤں سے سرفراز فرمایا مدتوں سے جو آرزو وتمناء دل میں تڑپ رہی تھی آج اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی اعلیٰحضرت کی زیارت اور قدمبوسی کا پہلی بار یہ شرف مجھے یعنی

بارہ سال کی عمر میں حاصل ہوا ''الحمد لله الذی شرفنی بلقائه رویته وتقبیل قدی امام اهل السنة ومجدد المأة الحاضرة رضی الله تعالیٰ عنه'' اب تو حضرت برہان ملت کا مزاج ہی بالکل بدل گیا اب تو دل وجان سے امام اہلسنت کے اسیر ہو گئے اور عزم بالجزم کرلیا کہ بہرحال انھیں کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنا ہے شریعت وطریقت دونوں کو انھیں سے حاصل کرنا ہے دنیاوآخرت کے رہبر وھادی استاذ ومربی پیرومرشد سب یہی ہیں دنیاوآخرت کی بھلائی انھیں کے نقش قدم پر چلنے میں ہے اور اپنے وقت کے ایک مجذوب کامل نے اسی سفر کے دوران ہی حضرت برہان ملت سے فرمادیا تھا کہ ''تو ان کے پیچھے چل دنیا تیرے پیچھے چلے گی'' حضرت برہان ملت اس وقعہ کو اپنے لفظوں میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک روز ممبئی ہی میں قیام کے دوران اعلیٰحضرت نے والد ماجد سے فرمایا آج عصر کے بعد ایک مجذوب بزرگ کی زیارت کیلیئے باندرہ چلنا ہے (یہ صوفی بزرگ صوفی محمد سلطان ہیں جو باندرہ کی مسجد میں ایک ٹین کے شیڈ میں قیام فرمارہتے) واپسی میں نماز مغرب مہائم شریف مین ادا کرکے دعوت ہے آپ عصر کے پہلے آجائیں ہم حسب ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰحضرت کے ساتھ باندرہ پہنچے مسجد سے مشرق کی جانب ایک ٹین کے ہال کے باہر بڑا مجمع تھا اعلیٰحضرت کو دیکھکر مجمع نے راستہ دیا حضرت کے پیچھے ہم لوگ ہال میں داخل ہوئے تخت پر ایک بزرگ عمامہ باندھے پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے ہیں دلائل الخیرات شریف دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل کئے ہوئے پڑھنے میں مصروف ہیں اعلیٰحضرت کے سلام کا جواب دیتے ہی کتاب بند کردی۔اعلیٰحضرت سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا ہم سب قدم بوسی کرچکے تھے ہم سب کو ایک بڑے ہال میں بٹھا

دیا گیا ان کے لئے چائے، کافی، قہوہ تیار رہتا ہے حضرت جو فرماتے ہیں پلایا جاتا ہے آپ حضرات کے لئے دریافت کیا گیا تو فرمایا چائے، کافی، قہوہ میں جو حضور فرمائیں اس وقت پلایا جائے اعلیٰحضرت نے فرمایا بزرگ نے چائے کافی قہوہ تینوں کا نام لیا ہے اس لئے تینوں کو ملا کر پلایا جائے چنانچہ تینوں چیزوں کو ملا کر پلایا گیا ان دنوں بڑے بڑے پیالے چلتے تھے بھر بھر دیئے گئے رنگ دیکھا تو کراہت ہوئی مگر لب سے لگا لیا تو اتنا لذیذ پایا کہ پورا پیالا صاف کر دیا والد ماجد نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا واپسی کے وقت میں اعلیٰحضرت کے پیچھے رہا جب حضرت مصافحہ کر کے آگے بڑھے میں نے ان کے قدم پکڑ کر عرض کیا ''میرے لئے دعاء خیر فرمائیں'' بزرگ نے میرے پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر سندھی الفاظ میں اعلیٰحضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اس کے پیچھے چلتا جا تیرے پیچھے سب چلیں گے'' واپسی کے وقت اعلیٰحضرت نے مجھ سے فرمایا برہان میاں آپ نے مجذوب سے کیا کہا تھا میں نے جو کہا تھا وہ اور اس کا جواب بتا دیا اعلیٰحضرت نے میرے پیٹھ پر دست مبارک پھیرتے، ''فرمایا برہان الحق، اللہ تمہیں، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے آمین، والد ماجد اور چچا نے آمین کہا۔''

ایک مرید کو پیر سے جو سچی عقیدت ہونا چاہئے وہ بدرجۂ اتم برہان ملت کے دل میں فاضل بریلوی کے تعلق سے پائی جاتی تھی آفات و بلیات اور حادثات کے وقت پیر کو مرید کی جود ستگیری اور مدد کرنا چاہئے وہ سرکار اعلیٰ حضرت سے پوری پوری آپ کو حاصل ہوئی، جب

۱۳۱۸ھ میں جبلپور میں بلیگ کی وبا نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا برہان ملت نے ایک خواب
دیکھا کہ وہ بلیگ میں بیمار ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا جس سے وہ شفایاب
ہو گئے جب اپنے اس خواب کو انہوں نے والدہ اور چچی سے ذکر کیا تو انھوں نے دھمکا کر ٹال
دیا ابھی دو تین ہفتہ ہی گذرے تھے ۷/ ذوالحجہ ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۱ء کو شام رات گلٹی کے ساتھ بخار
آیا ۸/ ذی الحجہ کو بخار تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد بڑھ گیا حکیم عبد الرحیم کا علاج شروع ہوا والد
ماجد سے والدہ اور چچا نے میرے خواب کا ذکر کیا اعلیٰحضرت کو تار دیا گیا اور مرض روز بروز
بڑھتا چلا گیا بقر عید کا دن غفلت و بیہوشی اور گھر میں تمام حضرات کا روتے ہوئے گزرا عید کی
نماز اور قربانی وغیرہ سب بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ ادا ہوئے ۱۱/ ذوالحجہ کو دوپہر کے
وقت اعلیٰ حضرت کا بھیجا ہوا تعویذ آپ کے گلے میں باندھا گیا تو آپ کو کچھ ہوش آیا اور آنکھ
کھل گئی آپ نے پوچھا یہ کیا باندھ رہے ہیں تو آپ کے چچا نے فرمایا وہی جو تم نے خواب
دیکھا اعلیٰ حضرت قبلہ کا تعویذ ابھی آیا وہ باندھ رہا ہوں اور دیکھتے ہی دیکھتے تعویذ مبارک کی
برکت سے حضرت برہان ملت کی طبیعت ٹھیک ہو گئی اس دن سے حضرت برہان ملت کے
دل میں اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت اور عظمت پہلے سے اور کئی گنا زیادہ ہو گئی اور سوچنے
لگے کہ کب موقع ملے کہ خدام اور غلاموں میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہو جائے خدا نے
وہ دن بھی عطا کئے یعنی تین سال تک فاضل بریلوی کی خدمت و صحبت میں آپ کو رہنے کا
موقع میسر آیا خوب پڑھا استفادہ کی علوم وفنون میں دسترس و کمال حاصل کیا فقہ و افتاء کی مشق
کی اور تین سال کی مدت کے بعد بالآخر بریلی شریف سے روانگی سے قبل ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی کے دست اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل سلسلہ
ہوئے اور دو سال کے بعد ہی اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمائے گئے جس کی تفصیل
کچھ اس طرح ہے۔

''۲۶/ جمادی الاخرہ ۱۳۲۷ھ جبلپور میں عید گاہ کلاں کے جلسۂ عام میں اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی نے آپ کو ۴۵ رعلوم اور ۱۱ رسلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی اور عیدگاہ کے جلسۂ عام میں یہ ارشاد فرمایا ''مولانا عبدالاسلام صاحب برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند ہیں دوران قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذھنی علمی عملی جائزہ بخوبی لے لیا ہے اخلاق تقویٰ فتوی اتباع سنت وشریعت وغیرہا ہر پہلو سے آزمالیا ہے میں اپنے اس رواحانی فرزند سعادت مند برہان الحق کو دستار فضیلت سے مزین کر کے ۴۵ رعلوم اور ۱۱ رسلسلوں کی اجازت دیتا ہوں اس ارشاد عالی کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے حضرت برہان ملت کے سر پر دستار فضیلت اپنے مبارک ہاتھوں سے باندھنے کے بعد ارشاد فرمایا ''رب العزۃ تبارک وتعالیٰ میرے روحانی ولد اعز کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدینبرہان السنۃ اور برہان الملت بنائے اور عید الاسلام کے ظل رحمت وعاطفت کے تحت دین متین شرع مبین کی حمایت وخدمت پر ثابت قدم رکھے میں یہ رسم بریلی میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق جبلپور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا جبلپور ہی اسی موقعہ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دستار فضیلت وسند و اجازت کے ساتھ تحریری سند خلافت سے بھی نوازا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے الاجازۃ المتینہ میں اپنے دست مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے''

یا ولدی و برد کبدی وقرۃ عینی وغرۃ زینی ابن الفاضل الکامل جامع الفضائل قاطع الرذائل مولینا المولوی عبدالسلام وقد لقبتہ عید الاسلام جعلک اللہ کاسمک برھان الحق المبین وناصر الدین المبین وکاسر رؤس المفسدین ،آمین ،

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ فی جبل پور

۱۳۳۷ھ ۲۶ر جمادی الاخرہ

جب برہان ملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے اس وقت

سے لیکر اپنی زندگی کی آخری سانس تک وفادار رضا بن کر رہے اور پوری عمر مسلک رضا کے
فروغ وارتقاء کے لئے مصروف رہے آپ امام اہل سنت کے ایک مضبوط بازو رکن ثابت
ہوئے تحریر وتصنیف ہو کہ میدان مناظرہ وہ مجلس احباب امتیاز ہر جگہ آپ اپنے پیرومرشد کی
مدح سرائی کرتے ہوئے ان کی عظمتوں کا خطبہ پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں میں نے ان کی
جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا فتاوی پڑھے نعتیہ دیوان وکلام کی زیارت وسماعت کا شرف حاصل
کیا سفر وحضر کے حالات سنے اور پڑھے گھریلو زندگی کا جائزہ لیا سیاسی سرگرمیوں میں ان کی
جدو جہد اور محنت شاقہ کو دیکھا تو وہ ہر جگہ اپنے پیرومرشد کے سچے وفادارا عقیدت کیش نظر
آتے ہیں اور اسی پر نازاں وفرحاں ہیں اور خود اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

عاقبت برہان کی فیض رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

وہ اپنے پیرومرشد کے بتائے ہوئے نقوش وخطوط سے سرمو متجاوز ہوتے نہیں دکھائی
دیتے انھوں نے فاضل بریلوی کی تعلیم کو عام کرنے میں محنت ومشقت اور صعوبت کلفت
برداشت کر کے حق بیعت وشاگردی ادا کر دیا اور دنیا کو مزاج دیدیا کہ، ہر مرید کو اپنے پیر سے
ایسی ہی والہانہ سچی عقیدت ومحبت ہونا چاہیئے سرکار برہان ملت واقعۃً شیر رضا وعکس رضا تھے
فقہ وافتاء وعزم واستقامت تصلب فی الدین احقاق حق وابطال باطل گیرائی وگہرائی کلیات اور
جزیات پر ملکہ وعبور، اسلاف کی عقیدت سرکار رسالت مآب سے سچا عشق گویا وہ ہر ہر وصف اور
خوبی میں اپنے پیرومرشد اور پدر روحانی کے متبع اور سچے خلف تھے یہی وجہ تھی کہ بہت سے علماء
ومفتیان کرام دور دراز سے سفر کی تعب ومشقت برداشت کر کے سرکار برہان ملت کی
زیارت واستفادہ کے لئے حاضری دیتے اور بارہا زیارت کرنے والوں سے سنا گیا کہ آپ
کی زیارت سے اعلیٰ حضرت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور تحریری طور پر اہل پاکستان نے اس
وقت کہی جب آپ اپنے تبلیغی دورے میں پاکستان تشریف لے گئے تو اس وقت شمس بریلوی

علیہ الرحمہ نے سپاس نامہ میں انھیں جملوں کو دہریا ملاحظہ کرتے چلیں شمس بریلوی کا سپاس نامہ جوانھوں نے کراچی کے بھرے مجمع میں پیش کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی نزل القرآن لکل شئ تبیان و خلق الانسان وعلمہ البیان و الصلوٰت الزاکیات و السلام علی افضل الانبیاء وقدوۃ الاصفیاء محمد رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، امابعد، و الامر تبت قدوۃ العلماء و الصلحاء حضرت برھان الحق صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حاضرین مجلس آپ کے قدوم میمنت لزوم پر ممنون ومشکور ہیں یہ ہم لوگوں کی خوش بختی ہے کہ آپ ہم نیاز مندوں کی اس مجلس میں رونق افروز ہیں باین پیرانہ سال آپ کے لطف بے پایانے ہم نیاز کیشوں کی استدعا قبول فرمائی اورزحمت قدم رنج گوارا فرمائی اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر مدتوں قائم رکھے، آمین۔

جناب محترم الحاج سید فتح علی صاحب حیدری کی عقیدت کیشی نے یہ موقعہ فراہم کیا کہ ہم آپ کے دیدار پرانوار سے سرفراز وسر بلند ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقبول بندوں کی زیارت ودیدارثمر خیر و برکت ہے اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہیکہ ہم کو یہ موقعہ میسر آیا آپ کے جمال کی تجلیات ایسا آئینہ ہے جس میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی نوراللہ مرقدہ کی وہ تابانیاں نظر آرہی ہیں جنھوں نے اپنوں اور گم کردہ راہوں کی نگاہوں کو خیرہ کردیا اور سرور کونین تاجدار دو عالم ﷺ کے غلاموں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی گرمی سے معمور کردیا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ حضرت امام احمد رضا

قدس سرہ نے آپ کو بارہا قرۃ عینی کے محبت بھرے الفاظ سے یاد و شاد فرمایا آپ کی سر بلندی کے لئے یہ سرمایہ وسیع و کافی ووافی ہے کہ امام اہل سنت نے علم و فضل کی دستار خود اپنے دست مبارک سے آپ کے اس سر کی زینت بنائی جو ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز رہا اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ آج بھی اسی طرح جبیں فرما ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من شاء. آپکی ذات مستودہ صفات پر برصغیر پاک و ہند کے غلامان مصطفیٰ علیہ صلی اللہ نازاں ہیں کہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے اشرف نابت وخلافت سے بہرہ اندوز ہستیوں میں صرف آپ ہی کی ایک ذات گرامی ایسی ہے جو باد مخالف کے تند و تیز جھونکوں کا رخ موڑ دیتی ہے اس پر دور آشوب میں عامۃ المسلین کیلئے کی صدائے ایمان پر وراعی اھل صراط مستقیم ہے فخر اکم اللہ خیرا حضرت والد دعا فرمائے اعلیٰحضرت عظیم البرکت نے آپ کو نور حدیقہ افضال۔ نور حدیقہ کمال کے الفاظ سے یاد فرمایا انشاء اللہ اب وہ حدیقہ کمال گلستان سعادت کے گل عطر و مشکبار کی صورت میں زیبا گلستان رضا ہے۔

حضرت والا دعا فرمائے خواجہ تاشان رضا کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے اور دعاء فرمائیں ان اداروں کے لے جو امام اہلسنت اعلیٰحضرت کے مشن و تبلیغ میں گرم ہیں یعنی مجلس رضا لاہور ادارۂ معارف رضا اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کہ یہ ادارے اس اس مقصد عظیم کی اشاعت مین سرگرم عمل رہیں اور دعاء فرمائیں کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے نام لیوا حضرات پورے خلوص کے ساتھ اس کام کو کرتے رہیں۔

آپ کا نیاز مند

بندۂ ناچیز شمس بریلوی

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ہمیشہ خطوں میں برہان ملت کی خیریت دریافت فرماتے اور خوشی وغم میں برابر کے شریک رہتے جب آپ کی بچی کا انتقال ہوا تو سرکار رضا نے تعزیت نامہ تحریر فرمایا صبر و شکر کی نصیحت فرمائی جب تیرہ سو سینتیس ہجری ۱۳۳۷ھ میں خلافت کی دستار وسند عطا فرما کر بریلی شریف واپس آئے تو آپ کے والد گرامی کے پاس ایک تفصیلی خط تحریر فرمایا جس میں سفر کے حالات بریلی پہونچنے کی اطلاع اور قیام جبلپور کے درمیان مہمان نوازی اور خدمت گذاری کا شکریہ ادا فرمایا ساتھ ہی یہ اشعار بھی تحریر فرمائے جن میں حضرت برہان ملت کو بھی یاد فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔

سپس بہر عبدالسلام ایں سپاس — کہ از شکر خالق بود شکر ناس
وطن گر چہ آرام را در خورست — جبلپور مارا از خوشتراست
نہ از خود شد او فرحت افزا مقام — کہ از عید الاسلام عبد السلام
سلامت بود شاہ عبدالسلام — بحق محمد علیہ السلام
الٰہی نگہدار برہان حق — بود دائما از وے اعلان حق

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے تمام خلفاء کے اسماء نثر و نظم اردو عربی ہر دو میں تحریر فرمائے ہیں نظم میں حضرت صدر الشریعہ کا ذکر اسی طرح فرمایا۔

میرا امجد مجد کا پکا — اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

حضرت مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے — ان سے بہت گھبراتے یہ ہیں

حضرت عید الاسلام علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا۔

عید الاسلام سلامت جن سے — سخت آفات میں کام آتے یہ ہیں

یوں ہی اعلیٰحضرت نے اپنے حقیقی و روحانی دونوں فرزندوں اور خلفاء کا تذکرہ ایک ہی شعر میں فرمایا، سارے خلفاء کا ذکر علحدہ علحدہ شعر میں فرمایا لیکن سرکار مفتی اعظم ہند اور

برہان ملت کی غایت درجہ محبت وقربت اور اپنائیت نیز اپنی کرم فرمائی و برہان نوازی کا خیال فرماتے ہوئے ایک ہی شعر میں دونوں حضرات کا اس طرح ذکر فرمایا۔

آل الرحمٰن برہان الحق — شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

بشمول حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ آپ کے اس گھرانے میں سرکار اعلیٰحضرت کے تین خلیفہ ہوئے ایک تو آپ کے والد ماجد حضرت عید الاسلام صاحب دوسرے آپ کے چچا حضرت مولانا بشیر الدین صاحب اور تیسرے آپ باستثنائے خانوادۂ رضویہ یہ سعادت اور کسی حاصل نہیں کہ ایک ہی گھر میں اعلیٰ حضرت کے بیک وقت تین خلفاء ہوں یہ خوش بختی حضرت برہان ملت کی خلافت کے بعد صرف اور صرف آپ کے گھرانے کے حصہ میں آگئی اور آپ کے خاندان کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر آپ کے پہلے خلیفہ حضرت عید الاسلام مولانا عبد السلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی محمد برہان الحق صاحب رضوی آخری خلیفہ ہوئے جبکہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب قادری کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ ہوئے اور حضور مفتیٔ اعظم ہند آخری خلیفہ ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

ازواج واولاد

حضرت برہان الملت علیہ الرحمہ کے اولاد میں تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں (۱) سب سے بڑی صاحبزادی مقیم وساکن کراچی پاکستان ہیں جو زوجہ عفیفہ (علیہا الرحمہ) حضرت مولانا عبدالودود صاحب قاری رضوی سلامی علیہ الرحمہ برادر عم و خلیفۂ حضرت برہان الملت علیۃ الرحمۃ والرضوان ہیں جن کا وصال دو سال قبل کراچی میں ہوا سلسلہ قادریہ رضویہ سلامیہ میں جنکے توسط سے ہزارہا مریدین کی تعداد موجود ہے (۲) سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد انوار احمد صاحب قادری رضوی سلامی علیہ الرحمہ کراچی پاکستان میں ہیں انہیں بھی سرکار برہان ملت علیہ الرحمہ سے خلافت واجازت حاصل

ہے سلسلہ قادریہ رضویہ سلامیہ برہانیہ میں انکے مریدین کی بھی ایک کثیر تعداد موجود ہے اور بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ آستانۂ عالیہ رضویہ سلامیہ برہانیہ کے فیوض وبرکات ان کے کرم سے آج بھی جاری وساری ہیں (۳) شہزادۂ اوسط حضرت محمود ملت مولانا مفتی محمد محمود احمد صاحب سجادہ نشین جن کو مفتی اعظم ہند ومفتی اعظم مدھیہ پردیش ہیں حضرت برہان الملت علیہم الرحمۃ والرضوان سے سند خلافت واجازت حاصل ہے اور آج آستانہ عالیہ رضویہ سلامیہ برہانیہ سے نسبت رکھنے والے معتقدین اور سلسلہ کے متوسلین اور مریدین کا مرکز عقیدت و محبت حضور محمود ملت مدظلہ العالی کی ذات بابرکت ہے۔ جبلپور میں ان کا مطب ہے ہزاروں دکھ درد کے مارے روزانہ حاضر ہوتے ہیں۔ دوا دعا اور نقوش وتعویذ لینے آتے ہیں اور گوہر مراد سے دامن بھر کر جاتے ہیں (۴) شہزادۂ اصغر مولانا محمد حامد احمد صدیقی قادری رضوی سلامی دام اقبالہم ہیں انہیں بھی حضور مفتی اعظم ہند وسرکار مفتی اعظم مدھیہ پردیش علیہم الرحمۃ والرضوان سے سند خلافت واجازت حاصل ہے جبلپور میں ان کا بھی دوا خانہ ہے ان کی ذات اقدس بھی مرجع فیوض وبرکات اور مداوائے درد ودرماں ہے۔

(۵) سب سے چھوٹی صاحبزادی اہلیہ الحاج محمد فاروق شریف صاحب صدر بازار جبلپور ہیں حاجی محمد فاروق شریف صاحب علیہ الرحمہ حضرت علیہ الرحمۃ کے سگے بھانجے اور داماد بھی ہیں ایس، ڈی، فون کے عہدے سے سبکدوش ہو کر مطب کرتے تھے اور ایک ڈائینگ انسٹی ٹیوٹ اور فوٹو کاپی کی دکان جبلپور میں ہے۔

وصال

۸/دسمبر ۸۵ھ بروز سنیچر بعد نماز مغرب سرکار برہان الملت علیہ الرحمہ پر چودہ سال بعد دل کا سخت شدید وجانکاہ دورہ پڑا ادھر پچھلے چند دنوں سے سرکار علیہ الرحمہ کافی نقاہت و کمزوری محسوس فرما رہے تھے مغرب کے وقت حضرت نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے اردے کا اظہار فرمایا تنفس کچھ زیادہ تھا اسے دیکھ کر شہزادۂ مکرم ڈاکٹر مولوی محمد حامد احمد

صاحب نے عرض کی حضور اپنے کمرے میں نماز ادا فرمالیں ہم باہر دفتر میں جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں حضور نے نماز مغرب اپنے کمرے میں ادا فرمائی اور اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر پلنگ پر لیٹ گئے۔

نماز مغرب سے فارغ ہو کر مولانا حامد میاں صاحب نے حضرت قبلہ سے اپنے دوا خانہ جانے کی اجازت چاہی ارشاد فرمایا جاؤ جلدی آجانا اور دعا دی مولانا حامد میاں قدم بوسی کر کے اپنے مطب کے لئے روانہ ہو گئے جاتے جاتے اپنے برادر معظم حضرت محمود ملت مدظلہ سے عرض کی کہ بھیا نماز کے قبل حضرت کو تنفس کا دورہ سا تھا آپ حضرت کے پاس ہی ابھی کچھ وقت گزاریں حضرت محمود ملت نے حامد میاں کو حیرت سے دیکھا اور فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد پھر حضرت پر دل کا دورہ پڑا مولانا حامد میاں صاحب کو ان کے دواخانہ خبر کی گئی وہ فوراً بھاگے ہوئے والد ماجد سرکار برہان ملت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔

اس وقت ان کی سانسیں بہت تیز تیز چل رہی تھیں فوری طور پر ڈاکٹر بھی آگئے آتے ہی انھوں نے انجکشن لگائے مگر کرب و بے چینی اور بڑھ گئی لٹایا جاتا تو فرماتے مجھے اٹھا کر بیٹھا دو مولانا حامد میاں صاحب نے ان کا حکم پا کر سہارا دیکر اٹھایا ان کے سر مبارک کو اپنے سینے پر رکھ لیا اس وقت باوجود سخت بے چینی کے حضرت قبلہ برابر ذکر فرماتے رہے کہ یکا یک لبوں کی حرکت بند ہوئی اور سانس بھی رک گئی اور سر ایک طرف کو جھک گیا مولانا حامد میاں صاحب نے سر کو سہارا دیکر غور کیا اور دیکھا کہ کیا معاملہ ہے معلوم ہوا کہ سانسیں رک چکی ہیں اور نبض ساکت ہو چکی ہے بس حامد میاں صاحب حضرت قبلہ سے لپٹ کر مضطرو بے اختیار چیخ مار کر رو دئے پھر کیا تھا پورے گھر میں کہرام مچ گیا حضرت محمود ملت صاحب سے بھی باوجود کوشش و ضبط کے صبر نہ ہو سکا لیکن وہ پھر بھی گھر کے تمام افراد کو تسلی و تشفی اور صبر و تحمل کی تلقین فرماتے رہے ان کی بزرگانہ شفقت اور تسلی و تشفی کے الفاظ سن کر مولانا حامد میاں

صاحب نے حضرت کے سر مبارک کو آہستہ سے تکیہ پر رکھدیا۔ ڈاکٹر جو کہ آچکا تھا اس نے نبض دیکھی آنکھیں دیکھیں اور کہنے لگا کہ "سب کچھ ہو گیا"

پھر وہ دواؤں کا بکس سمیٹتے ہوئے اور گھر کے تمام افراد کو تسلی و تشفی اور کلمات صبر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ابھی وہ حضرت قبلہ کے کمرہ سے باہر بھی نہ ہو پایا تھا کہ اتنے میں محمد رفیق اسکوٹر والے بھاگتے ہانپتے کانپتے آکسیجن کا سیلنڈر لے کر آگئے شہزادگان سرکار نے ڈاکٹر سے کہا کہ یہ آکسیجن اب تو آگئی ہے اب کچھ تو کیجئے اس نے جواباً کہا مولانا صاحب ابتک دس منٹ گزر چکے ہیں اب کیا ہو سکتا ہے اگر فوری طور پر آکسیجن موجود ہوتی یا آجاتی تو کچھ کیا جا سکتا تھا پھر فوراً ہی ڈاکٹر خود بول پڑا لاؤ اچھا کوشش کرتا ہوں اس نے نہایت تیزی سے آکسیجن لگائی اور سینہ پر آہستہ آہستہ مالش شروع کی اور ادھر گھر کے تمام افراد کی زبان پر سسکیوں اور آہ وبکا کے ساتھ فریادوں التجاؤں دعاؤں کی صدا بلند ہوتی رہی ڈاکٹر جو ایک ہاتھ سے سینہ پر آہستہ آہستہ مالش کر رہا تھا اور دوسرے سے حضرت قبلہ کا سر مبارک تھامے نبض دیکھ رہا تھا یکا یک اس کے چہرے پر چمک کے ساتھ مسکراہٹ دوڑ گئی اور بیساختہ وبے تابانہ مسرت کے ساتھ اچھلتے ہوئے بول اٹھا کہ مالک نے آپ کی دعائیں سن لیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے حضرت قبلہ کو ایک ٹھسکہ لگا اور پھر دوسرا بھی اور نبض جو ساکت ہو چکی تھی دھیرے دھیرے معمول پر آگئی۔ اور سانسوں کی آمد ورفت بھی اعتدال کے ساتھ جاری ہو گئی حضرت قبلہ نے کسی دعا کا ورد کرتے ہوئے آنکھ کھول کر سبھی حیران وپریشان سامنے کھڑے لوگوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی حضرت قبلہ کی اس نظر کرم نے ابھی ابھی غم واندوہ سے ہوئے نڈھال بے حال پژمردہ دلوں اور مردہ ذہنوں کو زندگی ومسرت بخش دی دلوں کے کنول کھل اٹھے اور ذہنوں نے تازگی پائی۔

خالق کائنات کے اس کرم بے پایاں پر سر نیاز اس کے حضور سجدۂ شکر کے لئے خم ہو گئے کہ رب تبارک وتعالی نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں ہماری دعائیں قبول

فرمائیں گھر میں سکون واطمینان کا ماحول پھر لوٹ آیا اور ڈاکٹر جو کافی دیر سے موجود تھا سب سے یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ آج یہاں جو کچھ ہوا یہ سب آپکی دعاؤں اور بڑے حضرت بابا کی روحانی قوت کا کرشمہ ہے ورنہ نبضوں کے ڈوب جانے سانسوں کے اتنی دیر ساکت رہنے کے بعد پھران کا لوٹنا ممکن نہیں ہوتا، ڈاکٹر کے جانے کے بعد مولانا حامد میاں نے حضرت کے قریب پہنچ کر دریافت کیا کہ اب طبیعت کیسی ہے؟ ارشاد فرمایا الحمدللہ ٹھیک ہے پھر پوچھا کیا بجا ہے؟ عرض کیا اس وقت شب میں ۹ ربجا ہے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ میں وضو کر کے عشا کی نماز پڑھوں گا عرض کیا ابھی تو وقت بہت ہے کچھ دیر آرام فرمالیں، آکسیجن لگا ہوا ہے تھوڑی دیر بعد نماز عشا ادا فرمالیجئے، اچھا فرما کر آنکھیں بند کرلیں پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ نے آستین چڑھائیں اور لیٹے لیٹے تیمم کیا اور عشا کی نماز لیٹے لیٹے اشارہ سے ادا فرمائی ادھر ڈاکٹروں نے اٹھانے بیٹھانے سے سختی سے ممانعت کر رکھی تھی مگر حضرت قبلہ ہر نماز کے وقت فرماتے کہ مجھے اٹھاؤ میں وضو کروں گا نماز پڑھوں گا ان حالات میں ان کے حضور کچھ عرض کرنا انہیں اٹھنے سے روکنا سخت مشکل مرحلہ تھا مگر کسی نہ کسی عذر کو پیش کر دیا جاتا اچھا فرما کر خاموش ہو جاتے مگر تھوڑی ہی دیر بعد اشارہ سے نماز ادا فرماتے نظر آتے اسی طرح دس شبانہ روز گزر رہے کبھی آکسیجن علاحدہ کی جاتی تو بیٹھ کر نماز ادا فرمالیتے ورنہ لیٹے لیٹے نمازیں ادا فرماتے رہے، گیارہویں دن ۱۹/۱۲/۸۵ء کو حالت کافی روبہ اصلاح نظر آئی سارا دن گزر کر شب کا بیشتر حصہ سکون واطمنان سے گزرا مگر بارہویں شب کے آخری حصہ سے پھر حالت میں بڑی تبدیلی ہوئی اور غشی کے دورے پڑنے لگے مگر جب بھی ہوش آجاتا آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ ورد فرماتے نظر آتے۔ بارہویں دن صبح ہی سے حالت زیادہ غیر ہونے لگی شہزادگان عالی وقار مولانا محمد محمود احمد و مولانا حامد احمد اور نبیرگان حضرت مولوی محمد مشاہد رضا و فیضان الحق و رضوان الحق صاحبان اور گھر کے تمام اعزہ واقارب انتہائی پریشان اور سراسیمگی کی حالت میں نظر آنے لگے ڈاکٹروں کی ٹیم صبح ہی سے معالجہ کیلئے ہمہ تن مصروف رہی مگر سہ پہر ظہر کے بعد سے ناامیدیاں اور مایوسیاں بڑھتی ہی رہیں۔

شہزادہ معظم مولانا محمد محمود احمد صاحب نے حکم فرمایا کہ حضرت کے حضور حاضر ہوکر سورۂ یسین کی تلاوت کرو حسب حکم یسین شریف کی تلاوت کی گئی پھر نماز عصر کے بعد بھی یسین شریف کی تلاوت کی گئی۔ مولانا حامد احمد صاحب کو اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ارشاد فرمودہ دعا وورد جس کی حضرت برہان ملت کو اعلیحضرت نے اجازت مرحمت فرمائی تھی پڑھنے اور اذان پڑھنے کا حکم فرمایا، اعلیحضرت کی وہ ارشاد فرمودہ دعا جسے برہان ملت بعد نماز فجر وبعد نماز مغرب تین بار اول وآخر درود شریف کے ساتھ التزاماً ورد فرماتے تھے۔

أاذکر حاجتی ام قد کفانی	حیائک ان شمیتک الحیاء
کریم لا تغیره ذنوب	عن الخلق الکریم ولا اخفاء
رسول الله فضلک لیس یحصی	ولیس لجودک السامی انتهاء
فان اکرمتنا دنیا واخری	فلیس البحر تنقصه الدلاء
اغثنی یا رسول الله اغثنی	اغثنی یا حبیب الله اغثنی
اغثنی یا نبی الله اغثنی	اغثنی یاخیر خلق الله اغثنی

یہ دعا جب پڑھی گئی تو دیکھا گیا حضرت علیہ الرحمہ بھی اس کا برابر ورد فرما رہے ہیں اور اسی طرح اذان کے الفاظ بھی برابر دہرا رہے ہیں نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا نماز مغرب کے بعد پھر اذان پڑھی گئی اور ورد مذکور کیا گیا حضرت نے اس وقت بھی ورد فرمایا اور اذان کے الفاظ بھی دہرائے پھر سورۂ یسین شریف کی تلاوت کی گئی۔

ابھی سورۂ شریف مکمل بھی نہیں ہو پائی تھی کہ سرکار برہان ملت نے ذکر و ورد کرتے ہوئے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کردی اور داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آستانہ عالیہ کے باہر موجود تمام عقیدت مندوں کو حضرت کے وصال پر ملال کی خبر دی گئی کہ آج ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء شب یوم جمعہ شام سوا

چھ بجے حضور سرکار برہان ملت نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔

اسی موقعہ پر جبل پور میں لوک سبھا کے الکشن کی گہما گہمی پورے شباب پر تھی جلسہ وجلوس میں لاؤڈ اسپیکروں کے شور سے کان دے آواز سنائی نہ دیتی تھی کہ چند منٹوں میں حضور برہان ملت کے وصال کی خبر بجلی کی سرعت جیسی پھیل گئی سارے شہر میں لاؤڈ اسپیکروں کا شور بند ہو گیا، سارے انتخابی جلسے وجلوس اسی وقت حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد روک دیے گئے اور تمام جگہ کے انہیں اسپیکروں سے حضور کے وصال کی خبر نشر ہونے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا شہر غم واندوہ کی تاریکیوں میں ڈوب کر سوگوار ہو گیا اور الیکشن لڑنے والے سارے حریف جو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے تھے بیک زبان اور ایک ہی راہ پر چل پڑے اور آستانۂ عالیہ سلامیہ برہانیہ میں سرکار برہان الملۃ کے حضور آکر ایک صف میں قطار باندھے خراج عقیدت پیش کر رہے تھے، شہر میں دو روزہ ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ بلا تفریق مذہب وملت سارا شہر بند رہا۔

آستانۂ عالیہ کے سامنے ہزاروں کا مجمع جمع ہو چکا تھا اس لئے حضور علیہ الرحمہ کی آخری بار عام زیارت کے لئے انتظامات کئے گئے اور پھر زیارت کا یہ بلا منقطع سلسلہ ۳۹ر گھنٹہ تک جاری رہا جس کے لئے مقامی اور دور دراز سے آنے والے ہر مذہب وقوم کے مرد وعورت زائرین نے سسکتی آہوں اور آنسوؤں کے سیلاب کے دریا بہاتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا۔

۲۲ر دسمبر ۱۹۸۴ء کو صبح ساڑھے نو بجے حضرت کے جسد اطہر کو آستانۂ عالیہ سے ان کی ابدی آرامگاہ کی طرف لے جانے کے لئے قریب ڈیڑھ لاکھ لوگوں کے مجمع نے ڈھائی گھنٹہ میں وہ مختصر راہ طے کی جو صرف آدھا گھنٹہ کی ہے۔ سوا بارہ بجے عیدگاہ کلاں رانی تال میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی، وصیت کے مطابق نماز جنازہ حضرت محمود ملت مولانا محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد علماء اہلسنت ومشائخ طریقت کے کاندھوں پر جنازہ لے جایا گیا

فرزندان میں مولانا محمد محمود احمد ومولانا محمد حامد احمد اور نبیرہ سرکار مولوی محمد مشاہد رضا صاحبان دامت فیوضہم نے حضرت علیہ الرحمہ کی قبر میں جد امجد مولانا شاہ محمد عبد الکریم علیہ الرحمہ کے پہلو میں لحد میں اتار کر دنیا والوں کی نگاہوں سے روپوش کرنے کے آخری مراسم ان کی وصیت کے عین مطابق کر کے ۱۲/۲۲/۱۹۸۴ء کو دوپہر سوا بجے سپرد خاک کیا۔

تاریخ ۱۲/۲۳/۱۹۸۴ء کو صبح آٹھ بجے سوئم کی فاتحہ شروع ہوئی دو گھنٹے تلاوت قرآن کریم کے بعد نعت ومنقبت، پنج آیت وصلاۃ وسلام اور شجرۂ طیبہ پڑھے جانے کے بعد ایصال ثواب کیا گیا۔

رسم سجادگی۔

سویم کی مجلس میں حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب ٹانڈوی، حضرت مولانا مفتی محمد عبد الحلیم صاحب ناگپور، پیر جمیل سلطانی صاحب رامپور کے علاوہ مقامی وبیرونی علماء ومشائخ نے بھی کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

شریعت وطریقت کے اصول واحکام واسلاف کرام کی سنت اور حضور برہان ملت علیہ الرحمہ کی وصیت کے مطابق ان کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت مولانا محمد حامد احمد صاحب نے اہم وضروری اعلان فرمایا کہ سیدنا الوالد الماجد علیہ الرحمۃ والرضوان کی وصیت کے مطابق میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت علیہ الرحمہ نے برادر معظم محمود ملت حضرت مولانا محمد محمود احمد صاحب قادری رضوی سلامی کو اپنا سجادہ نشین اور مفتی اعظم مدھیہ پردیش مقرر فرمایا ہے اس اعلان کے ہوتے ہی نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت، نعرۂ غوث کے ساتھ حاضرین جلسہ نے محمود ملت زندہ باد کے نعروں سے اس کا خیر مقدم کیا اور اپنے یقین واطمنان کا اظہار کیا۔

اعلان کے بعد سلسلۂ طریقت کی رسم کے مطابق جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے وصیت کے مطابق مبارکباد کے ساتھ تائید ودعا فرماتے ہوئے حضرت محمود ملت مولانا محمد محمود احمد صاحب کو خرقہ پہنایا

اورعمامہ شریف باندھنے کی ابتدا بھی مبارک دعاؤں کیساتھ فرمائی اور حضرت علامہ سبطین رضا خانصاحب دامت فیوضہم وبرکاتہم نے دیگر تبرکات بھی ان کوسپرد فرماتے ہوئے اتمام فرمایا۔

پھران ہردواکابرنے صاحب سجادہ مفتی اعظم مدھیہ پردیش حضرت محمود ملت مولانا محمد محمود احمد صاحب دامت برکاتہم کو ان کے اسلاف کرام کی مسند رشد وہدایت پر اپنی بزرگانہ شفقت اور مبارک دعاؤں کے ساتھ لے جاکر بیٹھایا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اس کے بعد جلسہ میں آئے کثیر تعداد میں مسلمان مرد وعورت نے صاحب سجادہ قادریہ رضویہ سلامیہ برہانیہ حضرت محمود ملت مدظلہ العالی والنورانی کے حضور حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ رضویہ سلامیہ برہانیہ میں بیعت کی۔

میونسپل کارپوریشن ضلع حکام اور مدھیہ پردیش حکومت کی طرف سے کمشنر جبلپور نے حضرت برہان ملت کے حضور خراج عقیدت پیش کیا ۲۴/۱۲/۱۹۸۴ء کو ملک کے وزیر اعظم راجیو گاندھی نے شام کے ۴/ بجے جبل پور پہنچنے پر ایک بہت بڑے انتخابی جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے حضور برہان ملت علیہ الرحمہ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد اپنی تقریر شروع کی۔

۲۵/۱۲/۱۹۸۴ء کو صبح مدھیہ پردیش کے مکھ منتری جناب ارجن سنگھ نے آستانہ عالیہ قادریہ سلامیہ برہانیہ میں حاضر ہوکر صاحب سجادہ حضرت محمود ملت سے ملاقات کر کے تعزیت پیش کرتے ہوئے سرکار برہان ملت کے حضور پھر خراج عقیدت پیش کیا۔

☆☆☆☆☆

اسماء گرامی خلفاء کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ سلامیہ برھانیہ کے خلفاء کے اسماء

(۱) الحاج مولانا مفتی محمد محمود احمد الملقب بمحمود ملت صاحب خلف اوسط حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ تلمیذ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ مفتی اعظم مدھیہ پردیش صاحب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ سلامیہ برہانیہ جبل پور ایم، پی۔

(۲) الحاج مولانا مولوی محمد انوار احمد صاحب قادری رضوی سلامی خلف اکبر حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ تلمیذ حضرت عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام جبل پوری مقیم کراچی پاکستان۔

(۳) تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری قادری رضوی نوری جانشین مفتی اعظم ہند بریلی شریف۔ یوپی۔

(۴) الحاج مولانا مفتی محمد حامد احمد صاحب الملقب حامد ملت صاحب خلف اصغر وتلمیذ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ دارالسلام جبل پور ایم، پی

(۵) نبیرۂ اعلیحضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب قادری رضوی محلہ سوداگران، بریلی شریف یوپی۔

(۶) شمس المدرسین استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ ابن حافظ مبارک قادری برکاتی مکان نمبر ۴۴۳ نظام منزل دائرہ شاہ اجمل الہ آباد یوپی۔

(۷) حاجی مولوی محمد حیدر صاحب قادری رضوی سلامی تلمیذ حضرت عبدالاسلام علیہ رحمۃ السلام صدر بازار ایم پی۔

(۸) حاجی مولوی علی حیدر صاحب قادری رضوی سلامی دھوراجوی۔ راج پیپلا گجرات

(۹) مولوی سید شوکت علی صاحب قادری رضوی سلامی چاندھوی چاندہ بازار ایم پی۔

(۱۰) الحاج مولانا صوفی عبدالودود صاحب قادری رضوی سلامی جبلپوری مقیم کراچی پاکستان

(۱۱) مولانا عبدالجبار خانصاحب رہبر اعظمی قادری رضوی خالص پورا عظم گڑھ یوپی

(۱۲) مولانا حافظ عبیداللہ خانصاحب اعظمی رضوی خالص پورا عظم گڑھ ممبر آف پارلیمنٹ۔

(۱۳) مولانا مصلح الدین صاحب نیپالی قادری رضوی مصنف شان خطابت لال گوپال گنج جامعہ حبیبیہ الہ آباد یوپی۔

(۱۴) مولانا عبدالعزیز صاحب قادری رضوی جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف یوپی۔

(۱۵) صوفی حاجی عبداللہ عبدالکریم مارفانی قادری رضوی نوری تاج ساڑی سینٹر چیتا خانہ چوک جوتا گڑھ گجرات۔

(۱۶) مولانا عبدالواحد محمد قاسم صاحب قادری رضوی نوری مومن پورہ جبل پورہ ایم پی۔

(۱۷) مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب قادری رضوی مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

(۱۸) مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی قادری رضوی نوری صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڑھ یوپی۔

(۱۹) مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب قادری رضوی سربراہ اعلی دارالعلوم اکرم العلوم مراد آباد

(۲۰) حافظ محمد میاں برہانی صاحب ابن حافظ رجب علی صاحب قادری رضوی سلامی مقام و پوسٹ ہنڈیا ضلع الہ آباد یوپی

(۲۱) مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب جبل پوری قادری رضوی خطیب و امام طیبہ مسجد گوونڈی ممبئی معرفت ممتاز کیرانہ اسٹورس نفیس گنج تھکر گرام جبل پور ایم پی۔

(۲۲) مولانا عبدالوکیل صاحب قادری رضوی صدر مدرس مدرسہ گلشن بغداد شہر ہزاری باغ۔

(۲۳) مولانا محمد شمس الہدی صاحب قادری رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ۔

(۲۴) مولانا مولوی محمد علی فاروقی قادری رضوی بیج ناتھ رائے پور ایم پی

(۲۵) مولانا مولوی محمد مشاہد رضا صدیقی قادری برہانی دارالسلام جبل پور ایم پی۔

تحریر و تصنیف

حضرت برہان ملت ابتدائی عمر ہی سے قرطاس و قلم کی ضرورت سے غافل و لاپرواہ نہ تھے بلکہ آپ نے زمانۂ طالب علم ہی سے تحریر و تصنیف کی طرف توجہ دی۔ لکھنے پڑھنے کا مزاج بنایا اور تحریر و تصنیف کی اہمیت کے پیش نظر اس میں خوب درک و کمال پیدا فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ جوان عمر ہی سے آپ نے تصنیفی دنیا میں قدم رکھ کر اپنی تحریری صلاحیت اور تصنیفی قابلیت کا لوہا منوالیا تھا۔

فقہ الاہلال و اجلال الیقین بتقدیس سید المرلین جیسی اہم اور معیاری کتابیں جو اہم مباحث و فوائد پر مشتمل ہیں آپ کی جواں عمری ہی کی تحریر کردہ ہیں۔ جو آپ کی دماغ آفرینی نکتہ سنجی، جولانیٔ طبع کی موجیں مارتی ہوئی سمندر ہیں ان میں جابجا جہاں آپ نے قرآن و حدیث، اقوال ائمہ اور ارشادات فقہاء نقل کر کے مسئلہ کو مدلل و مبرہن و مکمل فرمایا وہیں آپ اپنی جولانیٔ طبع اور جودۃ فکر سے مسئلہ کو شمس وامس کی طرح واضح فرما کر عوام و خواص عالم و عامل سب کے لئے آسان سے آسان تر کر دیا۔ آپ کی جواں عمری کی تحریروں میں بھی جو پختگی، زور بیاں اور قوت استدلال و کہنہ مشقی کا رنگ عیاں ہے وہ بہت سے معمر اور پرانے قلم کاروں کے مضامین میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔ آپ کی تحریر و تصنیف کی عظمت و لیاقت اور صلاحیت کو جہاں سب نے سراہا وہیں اس صدی کے مجدد اعظم نے آپ کے اشہب قلم کی جولانیت و طرز استدلال کو ملاحظہ فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا آپ کی تصنیف اجلال الیقین کی تقریظ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، الحمد للہ فقیر غفرلہ القدیر اس تالیف منیف و ترصیف لطیف کے مطالعہ سے مسرور ہوا مولیٰ عز و جل اس کے مؤلف سعید حمید رشید فرزند دلبند سعادت مند مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ

تعالیٰ دلیل الصدق و برہان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ و معارج جلیلہ کرامت فرمائے بحمدہ تعالیٰ یہ ان کی والد ماجد عمدۃ العلماء زبدۃ الفضلاء حامی السنن ماحی الفتن حسنۃ الزمن زینۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبد السلام سلمہ السلام لحمایۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ والمبتدعین واللئام وادام فیضہ الی یوم القیامہ کے برکات ہیں وحسن نبات الارض من کرم الازہار۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

حضرت برہان ملت کی تصنیف کردہ درجنوں کتابیں ہیں جو سینکڑوں عنوانات ہزاروں صفحات اور لاکھوں مسائل پر مشتمل ہے روزہ و نماز کے احکام ہوں یا رویت ہلال کا مسئلہ تبرکات کے آداب و فضائل ہوں کہ بزرگوں کی زیارت کا طریقہ، گائے کی قربانی کا مسئلہ یا ولایتی کپڑے کا جواز و عدم جواز کی وضاحت حضرت ابراہیم کے چچا آزر کی قرار واقعی حیثیت کی تحقیق ہو یا وہابیہ و دیابنہ کی بیخ کنی اور صحیح تصویر کشی سارے ہی مسائل پر آپ نے قلم اٹھا کر کتابیں تحریر فرما کر ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا سامان فراہم کر دیا ہے ہاں یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کی جملہ تصانیف میں تقدیس الوھیت اور عظمت رسالت کا وصف جگہ جگہ ملے گا۔ سطر سطر سے خوف خدا اور عشق رسول کی ایسی خوشبو پھیلتی ہے کہ جو عاشقان مصطفیٰ کو مسرور سرشار کر دیتی۔ موقع بموقع عقائد و معمولات اہل سنت کا مضبوط و پختہ ثبوت بھی آپ کی تحریر کا خاص وصف ہے جسے پڑھ کر اپنوں کے دل مسرور اور غیروں کے سینے جل جاتے ہیں اور کیوں نہ ہو غلامان رضا کے قلم کی مار ہی ایسی ہوتی ہے کہ جس سے اعداءُ و حاسدین خاکستر ہو جاتے ہیں اور توہین خدا و رسول کے گستاخوں کی یہی سزا ہے جبھی تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

آپ جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں اس پر سیر حاصل بحث فرماتے ہیں، اس مسئلہ کے تمام شوشوں گوشوں کو لیکر چلتے ہیں اگر کسی قسم کا شبہہ ہو تو خود ایرادات قائم فرما کر بعد میں تسلی بخش جواب تحریر فرماتے ہیں آپ کا طرز تحریر اتنا عمدہ اور دلنشیں ہوتا ہے کہ پڑھنے والا آپ کی ہر بات کو بخوبی سمجھ لیتا ہے آپ کی تحریر سادہ و عام فہم ہوتی ہے عبارت اغلاق و پیچیدگی سے پاک اور صاف ستھری ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بلا کسی تردد کے بات ذہن میں اتر جاتی ہے، اور پڑھنے والا انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ خود صاحب کتاب سے محو گفتگو ہے نیز آپ کی کتاب پڑھنے کے بعد قاری پر عیاں ہوجاتا ہے کہ صاحب کتاب کتنے زبردست اور پختہ علم کے مالک ہیں فقہ وحدیث وتفسیر وتعبیر فنون وشرح پر کس قدر دسترس وکمال رکھتے ہیں۔

حضرت برہان ملت کی جملہ تصانیف کی تعداد ۲۶ ؍ ہے اور ۹ ؍ خطبے جو ملک کی مختلف کانفرنسوں کے لئے بحیثیت صدر و سرپرست تحریر فرمائے المواھب البرہانیہ بالفتاوی السلامیہ والبرہانیہ کے نام سے فتاوی کی ضخیم ضخیم ۱۹ ؍ جلدیں جو کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں بعض فتاوے تو اتنے اہم اور تفصیلی ہیں کہ ایک ہی فتوی میں ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے۔

(۱) تصانیف کی فہرست

(۱) البرہان الاجلی فیما یجوز بہ تقبیل اماکن الصلحاء (۲) درۃ الفکر فی مسائل الصیام وعید الفطر (۳) قیامت کبری گولہ باری بر گنبد خضرا (۴) اجلال الیقین بتقدیس سید المرسلین (۵) سوائل وہابیت کی تصویر (۶) اتمام حجہ (۷) سوالف وہابیت کی تصویر (۸) چھپے تھانوی کے پرچے (۹) روح الوردہ فی نفخ سوالات ہردہ (۱۰) اسلام اور ولایتی کپڑا (۱۱) چہار فقہی فتوے (۱۲) المسلک الاظہر فی تحقیق آزر (۱۳) فقہ الاہلال لشہادات رویۃ الھلال (۱۴) المعجزۃ العظمی المحمدیہ (۱۵) تعلیم الاسلام فی تمیز الاحکام (۱۶) اکرام امام احمد رضا (۱۷) صیانۃ الصلوات عن حیل البدعات (۱۸) حیات اعلیحضرت کا ایک ورق (۱۹) سوانح

امام دین مجدد مأۃ حاضرہ (۲۰) اکرامات مجدد اعظم (۲۱) نیر جلال مجدد اعظم (۲۲) حالات ارتقاء عید الاسلام (۲۳) مسئلہ گائے قربانی (۲۴) چاند کی شرعی حیثیت (۲۵) زبدۃ الاصفیاء صدر الشریعہ مولانا امجد علی رضی اللہ عنہ (۲۶) حیات حضرت مولانا عبد الکریم صاحب۔

(۲) خطبات استقبالیہ وصدارت

(۱) ضلع مسلم لیگ کانفرنس مطبوعہ ۱۹۴۰ء (۲) یوم ولادت امام احمد رضا ۱۶ر شوال ۱۳۸۱ھ مطبوعہ ناگ پور (۳) خطبۂ صدارت چھتیس گڑھ مسلم کنوینشن یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ مطبوعہ (۴) جماعت رضائے مصطفیٰ کانفرنس بھڑچ ۱۰ر شوال ۱۳۷۹ھ ۱۹۰۹ء مطبوعہ (۵) آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کانفرنس برہان پور، ۲۰ر رجب ۱۳۷۷ھ مطبوعہ (۶) بہار صوبائی کانفرنس سیوان ،۱۱ر تا ۱۳ر صفر ۱۳۸۸ھ ۱۰ر تا ۱۲ر مئی ۶۸ر مطبوعہ (۷) آل برار سنی کانفرنس اکولہ ۱۰ر شعبان ۱۳۷۷ مطبوعہ (۸) آل انڈیا کانفرنس مسلم متحدہ محاذ دہلی ۷، ۸/۹ دسمبر ۱۹۶۱ء مطبوعہ (۹) میرج ایکٹ کے خلاف تقریر صدارت ۱۹۳۶ء مطبوعہ۔

(۳) المواہب الربانیہ بالفتاویٰ السلامیہ والبرہانیہ ۱۹ جلد

☆☆☆☆☆☆☆

تقریر و تبلیغ

خدائے عز و جل نے حضرت برہان ملت کو جہاں تحریر و تصنیف کا ملکہ، بلندیٔ فکر اور جودت طبع سے نوازا تھا، وہیں تقریر و خطابت کی بھی بھرپور صلاحیت سے سرفراز فرمایا تھا تاکہ آپ اپنی بات غیروں تک پہنچاسکیں بدعمل لوگوں کی بدعملی اور بدعقیدوں کے عقائد فاسدہ کی علی الاعلان بیخ کنی کرسکیں، خدائے کریم کا جن ہستیوں پر خاص فضل و کرم ہوتا ہے انھیں کو وہ تمام خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازدیتا ہے، ورنہ کتنے بڑے بڑے علماء فضلاء کو دیکھا گیا کہ وہ اپنے وقت کے رازی و غزالی تھے، علم کے کوہ گراں اور فرید الدھر و وحید العصر تھے، لیکن

جب مجمع میں بولنے کوان سے کہا جاتا اور خطابت کی دعوت دی جاتی تو رونگٹے کھڑے ہو جا تے جسم لرز جاتا،اورایک جملہ کہنے کی بھی طاقت وسکت نہ رکھتے۔

جس طرح تحریر کی اہمیت ووقعت سے انکارنہیں کیا جاسکتا یوں ہی تقریر وخطابت کے مفید اثرات وبہترین نتائج اور سرعت تاثیر کی افادیت کا کوئی بھی عقلمند انکارنہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ مدت مزید گزر جانے کے باوجود زمانہ جاہلیت کے خطیب سحبان کا نام تقریر و خطابت کی بنیاد پر آج بھی ضرب المثل ہے۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ اپنے زمانہ کے مشہور خطیبوں میں سے تھے آپ نے اپنے عہد شباب ہی سے تقریری دنیا میں قدم رکھدیا تھا اور کچھ زمانہ گزر جانے کے بعد تو عالم یہ ہوا کہ ہر بڑے سے بڑے جلسہ وکانفرنس میں آپ کی شرکت ضروری سمجھی جاتی ،اور منتظمین وسامعین ہرایک کے دل میں یہ خواہش ہوتی کہ آپ ضرور تشریف لائیں ،جس جلسہ میں آپ کی شرکت ہوتی تو وہ جلسہ کامیاب ہوتا ، بلکہ آپکا نام سن کر ہی لوگ مطمئن ہو جاتے تھے کہ مفتیٔ اعظم مدھیہ پردیش جلسہ میں آرہے ہیں ،اب تو وہ جلسہ یقیناً کامیاب ہوگا خواہ دوسرا کوئی آئے کہ نہ آئے آپ کا نام سن کرلوگ دور دراز کا سفر طے کر کے آتے اور آخری عمر میں نوبت بایں جارسید کہ تقریباً ہر بڑا جلسہ وکانفرنس آپ کی زیر صدارت وسرپرستی میں ہوتا ،اور جس میں آنے والے کا مقصد آپ کا خطبہ وسرپرستی سننے کے علاوہ آپ کی زیارت وملا قات اور آپ کے دست اقدس پر بیعت ہونا حاضری کا خاص مقصد ہوتا آخری عمر میں جب قوی کمزور ہو گئے اور آپ تقریر کرنے سے انکار کرنے لگے،اوراہل جلسہ ہزار معذرت کے باوجود آپ کوشرکت پر مجبور کرتے تو آپ اپنی تقریروں کولکھ کر عوام کے سامنے پیش فرما دیتے آپ نے تقریر وخطابت کوکھانے کمانے کا ذریعہ نہیں بنایا تھا بلکہ آپ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ قوم مسلم کی اصلاح ہولوگ بدعملی اور بے راہ روی سے باز آئیں ،بدعقیدگی سے تائب ہوں یہی وجہ ہے کہ آپ کے وعظ وتقریر سے ہزار ہا بے ایمانوں کوایمان کی دولت نصیب ہوئی۔

کتنے بدعمل لوگ اپنی بدعملی سے تائب ہوئے اور بیشمار لوگوں کے دل خوف خدا عشق رسول سے جگمگا گئے، ہندوستان کا شاید ہی کوئی علاقہ ایسا ہو کہ جہاں آپ تقریر کے لئے تشریف نہ لے گئے ہوں البتہ جھریا، دھنباد، چھترپور، ناگپور، کانپور، جبلپور، مہاراشٹر، پنا، بجاور، پٹنہ، دھلی، چھپرہ، کوٹہ، راجستھان، وغیرہ کے علاقوں میں زیادہ ہی جانا ہوتا اور اس علاقہ کے لوگ آپ کی تقریروں سے زیادہ فیضیاب ہوئے حضرت برہان ملت قدس سرہ اور دیگر مقرروں کی طرح ناز ونخرے نہ فرماتے بلکہ شہرودیہات ہرجگہ بخوشی تشریف لیجاتے بلکہ بعض دفعہ تو سفر میں کافی دقت بھی ہوتی اور احباب منع کرتے کہ حضرت فلاں جگہ تشریف نہ لیجائیں وہاں پیدل چلنا پڑے گا دقت و دشواری ہوگی راستہ میں ندی و نالا ہے لیکن سرکار برہان ملت اس سے کبھی نہ گھبراتے اور سنگلاخ جگہوں پر پہنچ کر وہاں کے لوگوں میں ایمان کی شمع روشن فرماتے۔

شہر دموہ کے ایک صاحب نے بیان کیا کہ حضرت برہان ملت کو ایک دفعہ ہمارے رشتہ داروں نے ایک ایسے کوردہ علاقہ کے لئے تقریر کی دعوت دی کہ جہاں راستہ خراب ہونے کی وجہ سے کوئی سواری نہیں پہنچ سکتی تھی بلکہ تین چار کلومیٹر کی مسافت پیدل ہی طے کرنا پڑتی تھی ان لوگوں نے دعوت تو دیدی حضرت نے منظور بھی فرمالی لیکن منتظمین بہت شش و پنج میں تھے کہ پتہ نہیں حضرت آئیں گے کہ نہیں اتنا پر پیچ راستہ کیوں کر طے کرسکیں گے بالآخر یہ سوچ کر جلسہ کی تمام تیاریاں مکمل کرلیں کہ اگر حضرت نہ بھی آسکیں گے تو کسی کو بھیجیں گے ضرور لیکن وہ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے اور لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ نماز مغرب سے چند منٹ قبل ہی حضرت اپنے تمام ساز وسامان کے ساتھ پیدل مسکراتے ہوئے چلے آرہے ہیں ،لوگوں نے دیکھ کر نعرۂ تکبیر ورسالت سے آپ کا استقبال کیا، پھر رات میں آپ نے تقریر فرمائی جو وعظ ونصیحت اور عشق نبی سے سرشار تھی جسکو سن کر لوگوں کے دلوں میں جلا وتازگی پیدا ہوئی اس کوردہ علاقہ کے لوگ جو مذہب و مسلک سے نابلد وغافل تھے وہ سب اسلام وایمان

ومسلک اہلسنت کے سچے دل سے معترف ومقر ہو گئے اور اسی پر مرنے اور جینے کا عہد و پیمان کرلیا ان کے دلوں میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ دنیا کی سرخروئی اور آخرت کی کامیابی مسلک اہلسنت و جماعت ہی پر منحصر ہے۔

صبح میں جب آپ واپس آنے کی تیاری کرنے لگے تو ایک جم غفیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بارگاہ میں منت وسماجت کی کہ ہم سب کو داخل سلسلہ کرلیا جائے ، اولاً تو سرکار نے منع کیا اور کسی وقت کے لئے ٹالنا چاہا لیکن وہ عقیدت مند حضرات نہ مانے اور اڑے رہے کہ ایسا سہانا موقعہ ہاتھ آئے کہ نہ آئے لہٰذا ہم کو ابھی ہی اپنی غلامی میں داخل فرمالیں حضرت نے جب محسوس فرمالیا کہ یہ کسی طرح سے نہ مانیں گے تو آپ نے ان کی تمنا وخواہش کو پورا کرنے کے لئے ان کو داخل سلسلہ فرمالیا اسی طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔

حضرت برہان ملت قدس سرہ کی تقریر جہاں عاشقان مصطفیٰ کے لئے شیر وشکر محبین اولیاء کیلئے دل کا قرار ثابت ہوتی وہیں دشمنان خدا اور رسول کے لئے تیر ونشتر کا کام کرتی آپ کی تقریر معمولات اہلسنت کے دلائل سے بھرپور اور بدعملوں کی اصلاح وفلاح کے لئے دعوت فکر وعمل سے لبریز ہوتی ۔سرکار برہان ملت علیہ الرحمہ کی تقریر بہت موثر ہوتی آپ جو فرماتے لوگ اس کو بغور سنتے اور جلد ہی اس پر عمل کے لئے بھی آمادہ ہو جاتے چونکہ آپ وعظ کے ساتھ زبردست عامل تھے جو کہتے کہنے سے قبل ہی اس پر عمل کرتے ریاکاری ناموری اور نفس پرستی کا شائبہ تک نہ ہوتا۔قوم ملت کی اصلاح کے جذبہ کے تحت دعوت علم وعمل دیتے اور قلب وجگر میں خلوص وللّٰہیت کا دریا موجزن رہتا بایں وجہ آپ کی تقریر پراثر انداز وفکر انگیز ہوتی سچ کہا ہے شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

آپ کی تقریر کی اثر انگیزی کا ایک واقعہ خود سرکار برہان ملت کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

"۱۳۷۲ھ میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ اجمیر شریف سے واپسی پر حاجی شیخ احمد حسین صاحب کی دعوت پر جے پور جانا ہوا ہماری قیام گاہ کے بالکل سامنے مسجد تھی جمعہ کے دن حضرت کو جمعہ کی نماز پڑھانے کی گزارش کی گئی حضرت نے یہ خدمت خادم کو تفویض فرمائی جب جمعہ کا وقت آیا اذان ہوئی ہم نے مسجد جانے کی تیاری کی مگر حضرت میرے ساتھ جانے کو تیار نہ ہوئے میں نے حضور سے مسجد چلنے کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ یہاں کے مسجد کے لوگ بہت ضدی ہیں اذان ثانی مسجد کے اندر دیتے ہیں مسئلہ بتانے اور سمجھانے کے بعد بھی باز نہیں آتے اور میں خلاف سنت فعل اپنے سامنے ہوتے نہیں دیکھ سکتا جب خطبہ شروع ہوگا آجاؤں گا میں نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی اس پر فرمایا بہت سمجھا چکا اور دیکھ چکا ہوں یہ لوگ نہیں مانتے خدا کرے آج آپ کے سمجھانے اور مسئلہ کی وضاحت سے خدا انہیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ میں تنہا مسجد میں حاضر ہوا اور سنت کے بعد مجھ سے خطبہ کے لئے کہا گیا، میں ممبر پر بیٹھ گیا مؤذن نے بالکل ممبر کے قریب سامنے کھڑے ہوکر اذان دینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ میں نے موذن کو روک کر حاضرین مسجد کو مخاطب کر کے اذان سے متعلق مختصراً شرعی احکام سنائے اذان کے مقصد سے آگاہ کیا اذان اندر دینے پر کیا گناہ ہے اس سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ حضرات کے جو شکوک و شبہات ہوں گے بعد جمعہ میں ان کا جواب دیدوں گا خدا کا فضل ہوا کہ میری بات ان کی سمجھ میں آگئی اور ان سب نے اس بات کو مان لیا کہ اذان مسجد کے باہر ہو، چنانچہ مؤذن نے مسجد سے باہر ممبر کے سامنے اذان دی جب مسجد کے باہر

اذان خطبہ ہونے لگی تو حضرت کو معلوم کہ اذان تو مسجد کے باہر ہو رہی ہے اس پر حضور مفتی اعظم ہند نے بڑے مسرت سے فرمایا ''الحمدللہ آج تو اذان مسجد کے باہر ہو رہی ہے برہان میاں نے صحیح کہا تھا کہ آج اذان مسجد کے اندر نہ ہوگی'' اور حضور فوراً مسجد میں تشریف لے آئے، اور نماز جمعہ کے بعد سرکار مفتی اعظم ہند نے قیامگاہ میں خادم کو اس کامیابی پر بہت دعاؤں سے سرفراز فرمایا''

☆☆☆☆☆☆

فقہی بصیرت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے''من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین ''۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقیہ ہونا یہ اپنے بس کی بات نہیں بلکہ جس پر خدائے کریم کا خصوصی فضل و کرم ہوتا ہے وہ اس بندۂ صالح کو فقہ کی عظیم دولت سے سرفراز و سرخرو فرمادیتا ہے، انسان چاہے جتنی کوشش کرے لیکن جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو تو وہ فقیہ نہیں بن سکتا، فقیہ خدا کا بہت ہی توفیق یافتہ بندہ ہوا کرتا ہے۔

فقیہ کا مقام و منصب بہت بلند و بالا ارفع و اعلیٰ ہے، اسی وجہ سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت کو دیکھ کر حضرت امام أعمش وامام اوزاعی جیسے بزرگوں نے فرمایا تھا''یا معشر الفقهاء انتم الاطباء و نحن الصیاد له ''یعنی اے گروہ فقہا تم طبیب ہو اور ہم محدثین عطار ہیں جن کے پاس ہر قسم کی دوائیں موجود رہتی ہیں اور تم دونوں کے جامع ہو یعنی محدث بھی ہو اور فقیہ بھی کوئی بھی انسان صحیح معنوں میں اس وقت تک فقیہ نہیں ہوسکتا جب تک قرآن و حدیث و اصول فقہ، اصول حدیث، ناسخ و منسوخ وغیرہ کا صحیح جانکار نہ ہو بلکہ ایک اچھے فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ جہاں وہ علوم قرآنیہ سے واقف ہو وہیں فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانکار ہو، ارشادات صحابہ تابعین و مجتہدین سے باخبر ہو تب وہ منصب فقہ کا صحیح

حامل ووارث ہوگا، انھیں اوصاف وخصوصیات کے شرائط کی وجہ سے مجدد اعظم فقیہ اعظم نے
الملفوظ میں ارشاد فرمایا۔

''محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد وفقیہ ہونا علم کا آخری زینہ ہے''

رب قدیر نے حضرت برہان ملت کو تفقہ فی الدین کی عظیم دولت سے سرفراز فرمایا تھا وہ اپنے وقت کے عظیم وممتاز فقیہ تھے، فقہ کے کلیات وجزئیات اور علم فقہ کی جملہ کتب متون و شروح پر ان کی گہری نظر تھی وہ رسم المفتی کے تمام قواعد وضوابط سے بخوبی واقف تھے نیز وہ حالات زمانہ کے نت نئے تقاضوں اور مصلحتوں پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے ا۔ اہل زمانہ کی دسیسہ کاریوں وچالبازیوں سے بھی آگاہ تھے۔ آپ اول نظر ہی میں سائل ومستفسی کی مراد سمجھ لیتے اور سوال کی الٹ پھیر سے اس کی بدنیتی کو بھی محسوس فرمالیتے اور پھر اس کے مطابق جواب تحریر فرماتے۔

آپ کو فقہ وافتاء میں ایسی مہارت تھی کہ اولاً جس جواب کو چند جملوں میں قلمبند فرمادیتے لیکن جب یہ محسوس فرماتے کہ سائل کو اس اجمال سے تسلی نہ ہوگی تو اسی جواب کو جب بالتفصیل تحریر کرتے تو صفحات کے صفحات بھر جاتے اور دلائل وبراہین کا انبار لگ جاتا جس سے ہر پڑھنے والے کو تسلی وتشفی اور اطمینان کلی حاصل ہوتا اور وہ آپ کے فقہہ وافتاء کی بھرپور صلاحیتوں کا معترف بھی ہوتا۔

آپ کے فتاوے مجمل ومفصل ہر دو قسم کے ہیں آپ کے تمام فتاوی آیات قرآنیہ احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، ارشادات ائمہ ومجتہدین سے مزین ومکمل ہوتے ہیں آپ کے فتاوی جابجا حسب ضرورت تشریح کیساتھ معتمد کتب فقہ کے حوالے مصالح شرعیہ کی وضاحت اور آداب افتاء کی رعایت سے لبریز ہوتے ہیں آپ کے فتاوی فقہہ کی گہرائی و گیرائی عبارت کی معنویت اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر تحقیق وتدقیق سے بھرپور ہوتے ہیں۔

آپ نے اپنے زمانہ کے اجلۂ مفتیان کرام سے فقہ وفتوی کا درس حاصل کیا تھا مفتی اعظم مدھیہ پردیش حضرت عبدالاسلام صاحب، مولانا مفتی ظہور الحسن صاحب صدر مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، فقیہ اعظم اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابر سے فتوی نویسی کے گر سیکھے آپ عالم و فاضل کا کورس مکمل کرنے کے بعد تین سال تک امام اہلسنت کی بارگاہ میں فتوی نویسی سیکھتے رہے۔

''خود ہی فرماتے ہیں کہ بریلی شریف میں قیام کے دوران میرا اور مفتی اعظم ہند کا زیادہ وقت اعلیٰ حضرت کے پاس دارالافتاء میں گزرتا ہم دونوں سوال پڑھ کر سناتے اعلیٰ حضرت جواب لکھواتے اور کبھی کبھار جزئیات نقل کروانے کے بعد ہم دونوں سے فرماتے کہ ان جزئیات کو فلاں فلاں کتاب میں تلاش کر کے عبارت وصفحہ نمبر لکھ دو جس کا مقصد ہم دونوں کی رہنمائی ہوتا کہ ہم کو بھی ان جزئیہ کے اصل حوالے بقید صفحات معلوم ہو جائیں ورنہ سرکار اعلیٰ حضرت کو تو معلوم ہی تھا یہی وجہ تھی کہ جب کبھی بسیار تلاش و جستجو کے بعد بھی ہم لوگ عبارت نہ پاتے تو آپ کتاب دیکھے بغیر بحث و جزئیات کے صفحات بتادیتے''۔

سرکار برہان ملت علیہ الرحمہ نے فتوی نویسی ۱۳۳۶ھ سے شروع کردی تھی یعنی جب آپ بریلی شریف سے پڑھ کر جبلپور واپس آئے تبھی سے آپ باضابطہ دارالافتاء عبدالاسلام میں بیٹھ کر مسائل کا جواب لکھنے لگے تھے حضرت عبدالاسلام کو آپ کی فتوی نویسی وفقہی بصیرت کو دیکھ کر آپ پر مکمل اعتماد واطمینان ہو گیا تھا اس لئے آپ دارالافتاء عبدالاسلام میں آئے ہوئے، اہم سے اہم سوالات بھی آپ ہی کے سپرد فرمادیتے جن کا آپ تسلی بخش اور نہایت تحقیقی جواب قلمبند فرماتے۔ حضرت عبدالاسلام کے وصال کے بعد سے تو آپ مستقل دارالافتاء عبدالاسلام میں ہر روز تمام آئے ہوئے سوالات کے جوابات تحریر فرماتے

اس طرح آپ نے تقریباً ۷۰ سال فقہہ وفتاوی کی خدمت انجام دی جس میں ہزار ہا فتاوی تحریر فرمائے۔ المواھب الربانیہ بالفتاوی السلامیہ والبرہانیہ کی ۱۹ رجلدیں جو کہ ہزاروں صفحات اور لاکھوں مسائل پر مشتمل ہیں آپ کے فتاوی وفقہی بصارت کا زندہ جاوید ثبوت ہیں فقیہ اعظم مجدد اعظم امام احمد رضا خاں کو آپ کے فقہہ وفتاوے پر نہ صرف اعتماد واطمینان تھا بلکہ آپ ان کی نظر میں ان چیدہ اور مایۂ ناز فقہاء ومفتیوں میں سے ایک تھے جن پر حضرت فاضل بریلوی کو ناز تھا، یہی وجہ تھی کہ جب فاضل بریلوی کو پورے متحدہ ہندوستان کے لئے قاضی ومفتی شرع کا انتخاب کرنا ہوا تو آپ کو مقرر فرمایا جسکی روداد خود حضرت برہان ملت کی زبانی سنئے۔

''اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بعض عقیدت مندوں وذی اثر حضرات کے عرض کرنے پر بریلی شریف میں دارالقضاء شرعی قائم کرنے کا ارادہ فرمایا دارالقضا شرعی کے لئے قاضی شرع اور مفتی شرع ہر دو کی ضرورت تھی اس لئے ایک دن صبح قریب نو بجے اعلیٰ حضرت مکان سے باہر تشریف لائے تخت پر ایک قالین بچھانیکا حکم دیا ہم سب حیرت زدہ تھے حضور امام اہلسنت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں آج دارالقضاء شرعی کے قیام کا بنیاد رکھتا ہوں اور انہیں اپنی طرف بلا کر ان کا دہنا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیکر قالین پر بیٹھا کر فرمایا میں آپ کو ہندوستان کے لئے قاضی شرع مقرر کرتا ہوں مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے مسائل پیدا ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضی شرع ہی کرسکتا ہے ایسے قاضی شرع کا اختیار آپ کے ذمہ ہے پھر دعا پڑھ کر کچھ کلمات فرمائے جن کا اقرار حضرت صدر الشریعہ نے کیا۔ اس کے بعد خادم برہان کو بلایا اور اپنے دست مبارک میں میرا داہنا ہاتھ لیکر اسی مسند پر حضرت

صدر الشریعہ کے متصل بٹھا کر مجھ سے فرمایا میں نے تمہارے فتاوی دیکھے

افتاء کے لئے تمہارے دماغ کو بہت مستعد پایا میں تمہیں مسند افتاء پر بٹھا کر

دار القضاء شرعی کے لئے مفتی مقرر کرتا ہوں اس کے بعد حضرت مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمہ کے ہاتھ کو اپنے دست مبارک میں لیکر میرے پہلو میں بٹھایا اور

وہی کلمات ان سے فرما کر ہم دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا دار القضاء شرعی کے

لئے قاضی شرع مولانا امجد علی صاحب کو شرعی مسائل میں فیصلہ کرنیکی اور تم

دونوں کو فتوی دینے کی آجازت دیتا ہوں آج سے تم دونوں ہندوستان کے

دار القضاء شرعی مرکز بریلی میں مفتی شرع کی حیثیت سے مقرر کئے جاتے ہو ہم

دونوں سے بھی کچھ کلمات فرمائے اور ہم دونوں نے اس سعادت پر سر نیاز خم

کر دیا اور اعلیٰ حضرت نے دست مبارک اٹھا کر بہت دیر تک دعا فرمائی''۔

☆☆☆☆☆

سیاسی بصیرت

صاحب عقود رسم المفتی اپنی کتاب میں رسم افتاء کا ایک ضابطہ تحریر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ''من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل'' جو اہل زمانہ کو نہ جانے وہ جاہل ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو عالم زمانہ کے نشیب و فراز، نت نئے فتنوں اور اہل زمانہ و دنیا داروں کی دسیسہ کاریوں اور مصالح شرعیہ سے نابلد ہو، وہ صحیح معنوں میں عالم نہیں جاہل ہے ایک اچھے عالم کے لئے ضروری ہے کہ دشمنان دین کے مکر و فریب اور مذہب و ملت کی بیخ کنی کرنے والوں کو دندان شکن جواب دینے کی بھرپور صلاحیت رکھے۔ سرکار برہان ملت علیہ الرحمہ جہاں دینی فکر و نظر رکھتے وہیں حالات زمانہ کے تقاضوں کا بھی بنظر عمیق مطالعہ و مشاہدہ فرماتے اہل سیاست کے مکر و فریب دنیا داروں کی چاپلوسی اور صلح کلیوں کی

مداہنت کو اول نظر میں محسوس فرما لیتے آپ دنیاوی وسماجی مسائل کی نزاکت کو بخوبی سمجھتے یہی وجہ تھی کہ آپ سماجی وانسانی حقوق کی بحالی و بازیابی کے لئے حکومت کے خلاف آواز اٹھاتے احتجاج کرتے اور اگر اسلامی قوانین کے نفاذ میں حکومت کسی طرح کی مداخلت کرتی یا اسلامی احکام میں کوئی ترمیم وتحریف کرتی تو آپ کی غیرت ایمانی جوش مارنے لگتی آپ بے قابو ہوجاتے اور اپنے چین وسکون راحت وآرام کی پرواہ کیے بغیر حق کی آواز بلند کرتے اور جب تک اسلامی آئین وقانون سر بلند نہ ہوجاتا آپ دوسری کوئی بات سننے کو تیار نہ ہوتے خدائے قدیر نے آپ کو ایسی سیاسی بصیرت اور حکام وافسران کے دل میں آپ کی ایسی وقعت وعظمت پیدا کردی تھی کے بڑے بڑے سیاسی لوگ اور حکام وافسران آپ کے سامنے تاب گفتگو نہ رکھتے آپ کے زمانہ میں دو چار نہیں بلکہ بے شمار قومی وملی مسائل آئے اور بعض مسائل میں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کفر و باطل کی تند وتیز ہوئیں اسلام کو اڑا لے جائیگی اور مسلمانوں کو ان مسائل میں شکست ہوجائے گی لیکن برہان ملت نے ہر ایک مسئلہ کا جم کر مقابلہ کیا اور اہل باطل کو مات دیدی، گاؤ کشی کی بات ہو یا مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ، اوقاف کے بازیابی کی بات ہو یا فسادات جبلپور میں شجاعت و بہادری کے کارنامے، ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں اظہار حق کی بات ہو یا جداگانہ انتخاب ہو خواہ قیام پاکستان کے نظریہ سازی کا معاملہ ہو ہر ایک مسئلہ میں آپ نے قوم وملت کی اصلاح فرمائی صحیح راہ دکھائی گمراہی سے بچایا مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی کیلئے لڑتے رہے اس طرح کے اور بھی آپ کے بے شمار سیاسی کارنامے ہیں، آپ کی سیاسی خدمات کا بنظر عمیق مطالعہ کریں۔

کہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد کی وبا بہت زور کے ساتھ اٹھی اسی کے ساتھ مسئلہ خلافت کو ملا دیا گیا اور سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین کہا جانے لگا اس تحریک میں ہندوستان کے بعض پختہ، نامور اور ذی اثر معزز مسلمان شامل ہوگئے اور تحریک خوب زور پکڑ گئی، شوکت علی، محمد علی، ابو الکلام آزاد، مولانا

عبدالباری فرنگی محلی وغیرھم نہ صرف شامل بلکہ پیش پیش ہو کر عام مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت دینے لگے ۔اعلیٰ حضرت و دیگر مقتدر علماء و صاحب اثر مسلمانوں نے ان تحریکات کو خلاف شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہ لیا اور ان کا ساتھ نہ دیا جس پر دونوں طرف سے کافی زوردار بحثیں ہوئیں اور ایک دوسرے کے خلاف کتابیں بھی شائع ہوئیں رجب ۱۳۳۹ھ میں حضرت برہان ملت اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف پہنچے تو دیکھا کہ آستانۂ رضویہ میں چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی ہے بعد مجلس معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے ابوالکلام آزاد کے زیر صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمام حجت کریں گے صدرالشریعہ علامہ مولانا امجد علی صاحب نے قبل جلسہ ہی ستر سوالات بعنوان (اتمام حجت تامہ) شائع کر کے اراکین خلافت کمیٹی تک پہنچا دیا تھا جماعت رضائے مصطفیٰ کی طرف سے علماء کا ایک وفد اس اجلاس میں شرکت کے لئے پہنچا تا کہ مجمع عام میں ابوالکلام اور دیگر کانگریسی علماء سے بات کی جا سکے اور مجمع میں یہ لوگ سوالوں کا جواب دے کر اپنی پوزیشن صاف کر لیں ۔جماعت رضائے مصطفیٰ کے وفد میں صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب ،مولانا حامد رضا خاں صاحب ،مولانا سید سلیمان اشرف صاحب ،صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب اور مفتی برہان الحق صاحب تھے اور ان حضرات کے ساتھ ایک جم غفیر تھا جو نعت و سلام پڑھتا ہوا اسٹیج پر پہنچا ابوالکلام آزاد نے سید سلیمان اشرف صاحب کو تقریر کی دعوت دی سید سلیمان اشرف صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تقریر کے دوران انھوں اپنا موقف نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کئے ''اتمام حجت تامہ'' کے سوالات کے جوابات طلب کئے۔

آزاد کے اخباری بیانات کچھ تقریروں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کئے آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا اصل جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس نے

اپنی جوابی تقریر میں کہا کچھ مولویوں کا وفد آیا ہے جس کا نہ کوئی اصول ہے نہ مقصد مجھ پر جو الزمات لگائے جارہے ہیں وہ سب غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔ آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہا آپ لوگ جاسکتے ہیں اسی دوران حضرت برہان ملت کھڑے ہو گئے اور فرمایا آزاد صاحب سے کچھ پوچھنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اس پر ابوالکلام نے کہا کہیے!! اسٹیج کے ہر فرد اور پورے مجمع کی توجہ حضرت برہان ملت کی طرف ہوگئی کہ یہ تیس سال کا نوجوان لڑکا کیا پوچھنے جارہا ہے'' حضرت برہان ملت نے بلند آواز سے فرمایا آزاد صاحب آپ نے ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر کہا مجھ پر تمام الزامات غلط ہیں بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں میں کہتا ہوں کہ اخبار زمیندار لاہور کے فلاں نمبر فلاں تاریخ میں نہایت جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ناگپور کی خلافت کانفرنس کے پنڈال میں امام الہند ابوالکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبۂ جمعہ میں مہاتما گاندھی کی صداقت و حقانیت کی شہادت دی ایک مشرک کی صداقت وحقانیت کی شہادت خطبۂ جمعہ میں، یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ سنتے ہی آزاد کا چہرہ فق پڑ گیا ایک دو منٹ تک حضرت برہان ملت کو دیکھتا رہا پھر بولا''لعنة الله علی قائله'' اس پر برہان ملت نے فرمایا کہ آزاد صاحب یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں شائع کرادیجئے تو امید کہ توبہ کے قائم مقام ہوجائیں پھر سرکار برہان ملت نے فرمایا ایک بات اور عرض کرنا ہے۔

اخبار تاج جبل پور فلاں تاریخ فلاں نمبر میں ہے کہ'' الہ آباد کے ایک جلسۂ عام میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے کرسئ صدارت سے اعلان فرمایا کہ مقامات مقدسہ کا فیصلہ اگر چہ ہمارے حسب منشا ہو جائے تب بھی ہم اس وقت تک چین نہ لیں گے جب تک گنگا اور جمنا کی مقدس سرزمین کو آزاد نہ کرالیں گے کیا بحیثیت مسلمان ہونے کے گنگا جمنا بھی آپ کے نزدیک مقدس ہیں آزاد نے اس پر'' استغفرا للہ'' کہا جس پر برہان ملت نے فرمایا کہ یہی استغفار اخبارات میں شائع کرائیے تاکہ توبہ کے قائم مقام ہو جائے اس کے

ساتھ حضرت برہان ملت نے ''اتمام حجت تامہ'' کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے ابوالکلام آزاد سے کہا یہ ستر سوالات کا ایک مجموعہ ہے۔ جس کے ہر سوال کا مفصل اطمینان بخش جواب آپ کی طرف سے دیا جانا چاہئے۔

جب جماعت رضائے مصطفیٰ کا وفد فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ واپس آرہا تھا تو راستہ میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ نے برہان ملت کا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''برہان میاں آپ کے تو دو ہی سوالوں نے ابوالکلام آزاد کو بالکل مبہوت کر دیا جب اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کی اس جرأت و بے باکی اور شجاعت و بہادری کی خبر دی گئی تو بہت بہت دعاؤں سے نوازا۔

۳۱ر جولائی ۱۹۳۶ء کو جبلپور کی میونسپل کمیٹی نے شادیوں کو رجسٹرڈ کرانے کا قانون پاس کرلیا رجسٹرڈ نہ کرانے کی صورت میں مسلمانوں پر مقدمہ چلایا جانا اور پچاس روپیہ تک جرمانہ ادا کرنا ضروری قرار دیا یہ کالا قانون بعض شر پسند ونام نہاد مسلمانوں کے مشورے سے پاس ہوا تھا اس وقت شہر کے لوگوں کو سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ کیا کیا جائے کس طرح اس قانون کے خلاف آواز اٹھا کر اس کا خاتمہ کیا جائے حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے ۱۵ر اگست ۱۹۳۶ء بروز سنیچر نو بجے شب کوتوالی کے سامنے ایک عام جلسہ کا اعلان فرمایا اعلان سن کر وقت مقررہ پر پورا جبلپور امنڈ پڑا آپ نے اس میں نہایت بے باکی ودلبرانہ انداز میں پر زور خطاب فرمایا آپ کی تقریر کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

محترم حضرات آج آپ کے جبلپور میونسپل کمیٹی کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ آپ کے خالص اور خاص مذہبی اصل و ضابطہ کو اپنے ایجاد بندہ قید و بند کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنے ناجائز قانون کا پابند بنائے ابھی آپ کے سامنے وہ مسودہ قانون پیش کیا گیا اور سنا دیا گیا جو میونسپل نے بنایا اور پاس بھی کرالیا کہ مسلمان اور ہندو اپنے یہاں کی شادیوں کو میونسپل کمیٹی میں جا کر درج

رجسٹر کرائیں اگر درج رجسٹر نہ کرایا تو ان پر کیس قائم کر کے ان پر پچاس
روپیہ تک جرمانہ کیا جائے گا مانا کہ یہ قانون ہندو اور مسلمان دونوں کے لئے
ہے۔ ہندوؤں کے یہاں چونکہ ابتداء ہی سے شادیوں کے لئے وکیل ہوتے
ہیں نہ شاہد جو کچھ ہے وہ برہمن ہے اور اسی طرح ان کے یہاں شادیوں کے
اندراج رجسٹر کا کوئی قاعدہ بھی نہیں اس لئے وہ شادی تو کیا اپنے تمام
معاشرتی امور کے لئے میونسپل سے قوانین بنوا سکتے ہیں آج کرسچین
، پارسی، اور دیگر قومیں اگر اپنے لئے گورنمنٹ سے شادیوں کے رجسٹرڈ ہونے
کا قانون پاس کرواتی تو وہ اس کے لئے مجبور ہیں انکے مذہب نے اس
موضوع کے لئے کوئی ایسا مکمل طریقہ کار نہیں پیش کیا جو ان کیلئے شمع راہ ہو ان
کا یہ قانون بنوانا سچ پوچھئے تو اسلام ہی کا مرہون منت ہے مگر ھمارے مقدس
اسلام نے نکاح کے قانون کو کس قدر رمؤ کد اور کیسے مستحکم اصول کے ساتھ مقرر
فرمادیا کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے صریح الفاظ ایجاب و قبول کا ہونا
انعقاد نکاح کے لئے شرط ہے اسی کے ساتھ عرصہ دراز سے یہ سلسلہ مقرر و
متوارث ہے کہ ہر نکاح قاضی کے رجسٹر میں درج ہو جس میں دولہا اس کے
والد کا نام اور عمر، دولہن اس کے والد کا نام اور عمر وکیل کا نام اور گواہوں کے
نام مقدار مہر اور جن کے نام درج ہوں ان سب کے دستخط، جب ہمارے
اسلامی قانون سے ہماری ضرورت ہورہی ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم
اپنی شرعی اسلامی آزادی کو میونسپل کمیٹی کے ناقص قانون کے سپرد کریں اور پھر
جو مسلمان اس غیر ضروری قانون کے متحرک ہیں یا جو اس قانون سے مسرور
ہیں افسوس ان کی اس جہالت پر اور اسلام کے قانون سے ناواقفیت پر وہ یہ
نہیں سوچتے کہ ہم اس کی حمایت کر کے دین اسلام کے ناقص اور نا مکمل سمجھنے

کا اعتراف اور آیت کریمہ، الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً، سے انحراف اور اور العیاذ باللہ اس کی تکذیب کر رہے ہیں ایک سچے مسلمان کا کبھی نہ یہ عقیدہ ہوسکتا ہے نہ عمل۔

غور کیجئے اور اس مجوزہ قانون کی تیسری دفع کے ایک ایک لفظ کو پڑھئے جس کا منشا یہ ہے کہ میونسپل حدود کے اندر جو شخص رہتا ہے اور اس کا شادی سے تعلق ہے یا اس محلے یا گلی میں رہتا ہے اس کا فرض ہوگا کہ ہر اس بات کا جواب دے جو ممبر یا آفیسر میونسپل کمیٹی دریافت کرے میں اب آپ مسلمانوں سے نہ صرف مسلمانوں سے بلکہ ہندوؤں سے اور ان تمام صاحبوں سے جو اس قانون کے حامی ہیں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ شادی کے بعد ایک ممبر یا آفیسر صاحب آ کر آپ سے سوال کرتے ہیں کہ تمہاری لڑکی یا تمہاری بہن جس کی شادی ہوئی یا تمہاری دلہن جس کے ساتھ تمہاری شادی ہوئی یا تمہاری بہو جو تمہارے لڑکے کیلئے بیاہ کر آئی ہے اس عمر کیا ہے اس رنگ کیا ہے قد کتنا ہے آنکھیں کیسی ہیں گال کیسے ہیں ناک کیسی ہے موٹی تازی ہے یا دبلی پتلی ہے، لنگڑی، لولی، بہری، گونگی، کالی، اندھی تو نہیں ایمان لگتی کہو کون متمدن انسان ہوگا خواہ ہندو ہو یا مسلمان جو ان سوالات سن بھی سکے جواب تو بہت دور رہا عزت دار اور غیرت مند شخص کی طاقت برداشت سے یہ بات باہر ہوگی بلکہ ممبر یا آفیسر صاحب کو اپنی جان سلامت لے جانا مشکل ہوگا **عزیزو**! یاد رکھو ہم جانتے ہیں کہ ان ممبروں کا ضمیر جس جذبہ کے تحت انہیں اس قانون کے پاس کرنے پر مجبور کر رہا ہے ہم بانگ دہل اعلان کئے دیتے ہیں کہ ہم مسلمان اس قانون کی ابتداء سے انتہاء تک کسی ایک کو ایک منٹ کے

لئے بھی ماننے اور اس پر عمل کرنیکو تیار نہیں خواہ اس کے لئے ہمیں کیسے ہی قربانی دینا پڑے (نعرۂ تکبیر) میونسپل کمیٹی کو کیا حق ہے کہ وہ کسی کے خالص مذہبی معاملات کے لئے قانون وضع کرے ناپاک نا کارے اور سچے بدمعاش لوگ بازاری فاحشہ عورتوں سے دن رات حرام کاری میں مبتلا رہتے ہیں آئے دن سنا جاتا ہے کوئی کسی کو اغواء کر لے گیا کوئی کسی کو داشتہ بنا کر رکھے ہے ان کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا جاتا میونسپل کا کام ہے پاخانوں کی نالیوں کی صفائی سڑکوں کی درستی آب و ہوا اور حفظ وصحت کے انتظابات دیکھے نہ کہ مذہبی معاملات میں دخل انداز ہو اس قانون سے مسلمانوں کے قلوب میں سخت ہیجان ہے اگر اس کو میونسپل کمیٹی نے منسوخ نہ کیا اور لوکل گورنمنٹ نے اس کو رد کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت نہ دیا تو وہ وقت دور نہیں کہ جب مسلمان اپنے مذہبی جذبات کے زیر اثر نہ معلوم کیا کر گزریں گے۔

دیو بندی قوم نے جو مزارات پر چادر پھول نذر و نیاز عرس و فاتحہ کو ناجائز کہتی ہے لیکن جب انہیں مزاروں سے کھانے کا ذریعہ نکل آتا ہے تو سب کچھ جائز ہو جاتا ہے اس کا حال اس مکار لومڑی کی طرح ہے جس کو نہ ملے تو کھٹا بتائے۔ جب تک مزارات کے چادر و پھول سے محرومی رہی تو شرک و بدعت کا فتوی اور جب قبضہ ہو گیا تو سب جائز و مستحسن۔ حالانکہ جتنے مزارات ہیں اور مزارات میں وقف کردہ ہزاروں زمینیں ہیں ان سب کے صحیح مستحق بریلوی حضرات ہیں لیکن ہم سنیوں کی غفلت ولا پرواہی کہ ہم خواب خرگوش میں مست رہے اور مزاروں اور اس کی آراضی پر غیر قابض ہو گئے حضرت برہان ملت کے زمانے میں جب درگاہ اجمیر شریف میں دیو بندیوں کا قبضہ ہو گیا اور گورنمنٹ نے جمیعۃ علماء نامی تنظیم کے زیر اختیار درگاہ اجمیر شریف کے امور کو سونپ دیا اور انھوں نے اپنی خباثتوں کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں زیر تعلیم کچھ دیو بندی طلبہ نے رات کے

نے میں مزار خواجہ پر غلاظت پھینک دی جس پر بڑا ہنگامہ ہوا لیکن اس وقت کی درگاہ کمیٹی
نے اپنا اثر استعمال کر کے اندر ہی اندر دبا دیا اور بھی درگاہ شریف میں طرح طرح کی بد
تمیزیاں شروع کر دیں وقف کردہ زمین میں خرد برد کرنا شروع کر دیا وقف شدہ زمین کا کچھ
حصہ فروخت کر دیا کچھ حصہ پر بلا ضرورت پاخانے تعمیر کرا دئے اور کچھ جگہ یوں ہی بلا
ضرورت خالی رہنے دی حضرت برہان ملت رضی اللہ عنہ یہ کب برداشت کرنے والے تھے
آپ نے صدائے احتجاج بلند کی سرزمین دہلی میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کر کے اس
میں تاریخی خطبہ دیا جس سے حکومت کے ہوش اڑ گئے اور حکومت کو مجبوراً اپنا فیصلہ بدلنا پڑا اور
اہل سنت و جماعت کا درگاہ اجمیرِ شریف اور دوسری درگاہوں میں بول بالا ہوا خطبۂ صدارت
کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

''حضرات سنی اوقاف کا مسئلہ اگر چہ ہماری زندگی کے بہت سے مسائل کا
ایک جز ہے لیکن اپنی جگہ پر یہ اتنا اہم ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ہم اسے نظر
انداز نہیں کر سکتے۔

ہمارا کیس سمجھنے کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قوموں کی تاریخ میں
اوقاف کی کیا اہمیت ہے؟ اوقاف دراصل کسی قوم کے اسلاف کی دریا دلی
خوشحال ماضی اور مذہبی امنگوں کی روشن یادگار ہوتے ہیں پس جو لوگ ان
اوقاف پر اپنی اجارہ داری قائم کر کے ان میں بیجا تصرف کرتے ہیں اور نہ
صرف اس قوم کے مستقبل کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ انھیں ایک ایسے حق
سے محروم کر دیتے ہیں جو انہیں کے لئے مخصوص تھا بلکہ وہ ان کے اسلاف کی
ہر عظمت اور نیک نام زندگی پر پردہ ڈالکر ان کے شان دار ماضی کو بھی مسخ
کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگ دنیا کے بدترین اخلاقی مجرم ہیں جن
کی دست درازیوں سے قوموں کا نہ ماضی محفوظ رہتا ہے نہ مستقبل اجتماعی و

تمدنی نقطۂ نظر سے بھی اوقاف کی بہت اہمیت ہے اور وہ یہ کہ اوقاف کسی بھی قوم کا مشترک سرمایا ہے جس کے ذریعہ اس قوم کی ملی اور جماعتی آثار کا تحفظ ہوتا ہے اور قوم اپنے تہذیبی امتیازات کے ساتھ دنیا میں زندہ رہتی ہے پس اوقاف کی تباہی سے نہ صرف قدیم عمارتوں نفع بخش آبادیوں اور زرخیز آراضی کا وجود جغرافیائی سطح سے مٹ جاتا ہے بلکہ وہ قوم اپنے شاندار ماضی سے بے تعلق ہو کر مستقبل میں اپنا امتیازی وجود کھو بیٹھتی ہے لہٰذا سنی اوقاف کے تحفظ کی جو عظیم الشان مہم لیکر ہم آگے بڑھ رہے ہیں اس کے متعلق یہ سوچنا انتہائی لغو ہوگا کہ خدانہ کرے کہ وہ اس کے پس منظر میں کوئی مادی خواہش کارفرما ہے بلکہ دراصل اس جذبہ کا محرک اپنے پرجلال ماضی سے مربوط ہو کر مستقبل میں اپنی امتیازی وجود کیساتھ زندہ رہنے کی ایک ایسی خواہش ہے جسے ہم اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ عقل وانصاف کی کوئی عدالت ہمیں اس جائز حق سے محروم نہیں کرسکتی۔

حضرات ! سنی اوقاف کا تحفظ ہم پر صرف اس لئے واجب نہیں کہ اس کی حمایت میں ہم تجویزیں پاس کررہے ہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ بالفرض ہماری دستوری تنظیم ٹوٹ جائے تحریک کے سارے نقشے ذہن سے مٹ جائیں اور تجویز کی کاپیاں آندھیوں اور سیلابوں کے نذر ہو جائیں جب بھی اسلام کا اجتماع قانون ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دیگا وہ ہم سے مطالبہ کریگا کہ سنی اوقاف کا تحفظ ایک عبادت اور ایک دینی حق بھی ہے حق کی امداد کسی دستوری نظام پر موقوف نہیں تم اکیلے اٹھو اور نتائج سے بے نیاز ہو کر حق کی حمایت کے لئے سپر بن جاؤ۔

قرآن مجید میں ہے۔ ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا،

(نساء) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان لوگوں کے حوالے کرو جوان کے اہل ہیں ظاہر ہے کہ اوقاف بھی امانت خداوندی ہے جن کا نا اہلوں کے ہاتھوں دینا قطعاً منشأ الٰہی کے خلاف ہے حضرات مجھے کہنے دیا جائے جولوگ اقتدار کی خواہش میں اپنے مذہب کا خون کر سکتے ہیں وہ دوسروں کے جذبات کا کیا احترام کرسکیں گے جولوگ مادی اعزاز کے لئے اپنا ضمیر بیچ سکتے ہیں وہ اگر ملت کی آبرو، کعبہ کا غلاف، مزار کی چادر، مسجد کا فرش، گنبد کا کلس قبرستانوں کی ہڈیاں بیچ دیں تو کیا تعجب ہے اس دور فتنہ پرور میں جب کہ ہر طرف آدمیت کا فقدان ہے بہت ممکن ہے ایسے فنکار لوگ ملک خدا کی سربراہی میں بھی کچھ دنوں کیلئے حصہ دار بن جائیں اوران کا یہ عیب تحسین کی نظر سے دیکھا جائے لیکن اسلام اس فن کو بڑی ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے حضرات ہندوستان میں شیعہ اور اہل حدیث اوقاف کومستثنیٰ کر کے اہل سنت کے قدیم وجدید اوقاف کو مندرجہ ذیل شعبوں پر تقسیم کیا جائے ۔(۱) درگاہ (۲) مساجد (۳) مقابر (۴) مدارس (۵) رفاہ عام۔ درگاہوں کے ذیل میں وہ سارے روحانی مراکز آجاتے ہیں جہاں کسی بزرگ کا مزار یااس سے ملحق کوئی مسجد یا خانقاہ یا کسی طرح کی یادگار ہے مقابر کی تشریح میں عام قبرستان ہیں سنی سلاطین اور فرمارواؤں کی قبریں یا جوعلمی مذہبی اور تاریخی یادگاریں آثار قدیمہ کی حیثیت سے براہ راست حکومت کی نگرانی میں ہین وہ فی الوقت ہمارے موضوع بحث سے خارج ہیں۔

مسلم لیگ کی تعمیر وترقی اوراسکی شہرت و پائداری کے لئے بھی حضرت برہان ملت نے اہم کارہائے نمایاں انجام دئے۔ جس کی تفصیل کے لئے یہ چند صفحات ناکافی ہیں سرکار برہان ملت نے مسلم لیگ کے لئے اس وقت کام کیا

کہ جب شہر جبلپور اور اطرف واکناف کے لوگ اس تنظیم سے ناواقف تھے اور جو لوگ واقف بھی تھے تو وہ حضرات اس میں اپنی شمولیت پسند نہ کرتے تھے بلکہ اس سے علیحدہ ہی رہنا چاہتے تھے حضرت نے مسلم لیگ کے جماعتی نظام اور اس کی سماجی خدمات سے لوگوں کو واقف کرایا پھر دھیرے دھیرے لوگوں کو اس کا ابتدائی ممبر بنایا اس طرح سے بہت سے لوگ مسلم لیگ سے جڑ گئے اور اس کے عروج وارتقاء کیلئے کوشش ومحنت کرنے لگے آپکی خدمات اور کارہائے نمایاں کو دیکھ کر محمد علی جناح نے جبلپور میں پچاس ہزار کے ایک مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے آپ کی بہت تعریف وتوصیف کی آپکی خدمات کو سراہا اور اقرار واعتراف کیا کہ حضرت مولانا صاحب نے ہم پر احسان عظیم فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں مسلم لیگ کی محبت واہمیت پیدا کردی اور جبلپور سے جانے کے بعد آپ کے نام ایک طویل خط تحریر کیا جسمیں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا اور شکریہ کے الفاظ دہرائے ۱۹۲۹ء میں گول کانفرنس کے بعد جب اہل سیاست کا اس مسئلہ پر نزاع ہوا کہ عوامی انتخابات کس کے طرح ہوں ہندو مسلم سب مشترکہ ووٹ دیں یا اپنا اپنا نمائندہ د لیڈر کھڑا کریں اور اس کو ووٹ دیں بعض سیاست داں اس بات کے قائل تھے کہ ووٹنگ مشترکہ ہو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ انتخابات جداگانہ ہوں مسلمان کشمکش کے عالم میں تھے کہ کون سی صورت اختیار کیجائے اس وقت حضرت کی سیاسی بصیرت نے صحیح رہنمائی فرمائی آپنے بروقت قوم کو اپنے فیصلے سے واقف فرمایا جداگانہ انتخابات کے فوائد وثمرات سے آگاہی حاصل کرائی جس سے لوگوں کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوئی اور قوم نے ایک بہت بڑی مشکل سے نجات پائی آپنے اس وقت ایک بہت بڑے مجمع میں جو تاریخی خطبہ

دیا اس کے چند اقتباس غور سے پڑھیں۔

میں آپ حضرات کو بتانا چاہتا ہوں کہ انتخاب جدا گانہ کسے کہتے ہیں یعنی ہر جگہ سے مسلمان اپنی مقدار کے لحاظ سے اور ہندو اپنی تعداد کے لحاظ اپنا اپنا نمائندہ منتخب کر کے کونسل اور اسمبلی میں بھیجیں یہی انتخاب جدا گانہ ہوا۔ ہندو چاہتے ہیں کہ انتخاب مخلوط ہو۔ یعنی تمام ہندو و مسلمان ملکر نمائندہ چن کر بھیجیں خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان حقیقت امر یہ ہے کہ انتخاب جدا گانہ ہی کے ذریعہ ہم اپنا نمائندہ بھیج سکتے ہیں تعجب اس امر کا ہے کہ انتخاب کے مسئلہ میں ہندوؤں کو کیوں ضد ہے آخر اس وقت تک انتخاب جدا گانہ ہوا تو انھیں اس میں کیا نقصان پہنچ رہا ہے کونسلوں میں ان کی تعداد کے لحاظ سے ممبر زیادہ ملازمتوں اور بڑے بڑے عہدوں پر بھی۔ تجارت ان کے ہاتھ میں ہے اسکے باوجود جدا گانہ انتخاب کا ایسا ہوا ان میں ہے کہ ایک چیز بھی وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں دیکھ سکتے۔

"عزیزان ملت! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں صرف بنگال اور پنجاب وہ صوبے ہیں جن میں علی الترتیب ۵۱ اور ۵۵ فیصدی مسلم آبادی ہے باقی صوبوں میں کم وبیش ۵ سے ۱۵ فیصدی آبادی مسلمانوں کی ہے، اور بقیہ غیر مسلموں کی، ان صوبوں میں پانچ، سات، یا پندرہ فیصدی مسلمان اگر اپنا نمائندہ کسی خالص ہمدرد مسلمان کو بھیجنا چاہیں اور ہندو اسے اپنے مفاد کے خلاف سمجھ کر کسی اپنے ہمنوا، زر خرید، ملت فروش، ہندو پرست کو بھیجنا چاہیں تو آپ کے پانچ سات فیصدی ووٹ کچھ کام نہ آئیں گے اور وہ ۹۰، ۹۳، ۸۵، فیصدی ووٹ سے اپنے مطلب کے نمائندہ کو کونسل میں بھیجنے میں کامیاب ہو جائیں گے اب انصاف سے کہئے کہ مخلوط انتخاب کے سبب یہ نمائندہ آپ کا ہو گا یا ہندوؤں کا آپ کا کام کریگا یا انکا؟"

جب ۱۹۷۲ء میں اندرا گاندھی کے دور حکومت میں مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کی
کوشش کی گئی اور اس وقت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے بھی اپنے ایک بیان میں کہا کہ
حکومت مسلم پرسنل لا میں اس لئے مداخلت کرنا چاہتی ہے کہ خود مسلمان ہی اسمیں ترمیم
تبدیل کے طالب ہیں جیسا کہ بعد میں عملی طور پر بھی گورنمنٹ نے اس میں مداخلت کر دی
احکام شرعیہ میں تحریف کر دی اور شاہ بانو کیس کے مسئلہ میں سپریم کورٹ کے ججوں نے بڑی
دیدہ دلیری کے ساتھ قرآن مقدس کے فرمان کے خلاف اپنا فیصلہ سنا دیا یہ وہ وقت تھا کہ
جب بڑے بڑے مفکر و مدبر و سیاست داں اور قوم و ملت کے غمخوار خاموش تماشائی بنے تھے
اس وقت حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی ایمانی غیرت اور صدیقی خون نے اپنا جلوہ دکھایا
آپنے تحریر و تقریر، اجتماع و جلوس اور جلسہ و تقریر ہر طرح سے قوم مسلم کے علماء و واعظین و
مبلغین کی حرارت ایمانی کو گرمایا اور ماحول بنایا ارباب حکومت کو مسئلہ کی نزاکت سے آگاہ
کیا وزیر قانون مسٹر گوکھلے اور وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کو خط لکھے ان کو مسئلہ سے آگاہ کیا
ساتھ ہی تنبیہ فرمائی کہ اگر یہ قانون واپس نہ لیا گیا تو پھر ہندوستان میں خون کی ہولی کھیلی جا
ئے گی وہ انقلاب آئے گا کہ حکومت کے بس کی بات نہیں کہ اس پر قابو پا سکے آپ کی محنت
شاقہ سعی و اخلاص اور للّٰہیت کا نتیجہ تھا کہ حکومت ہند کو اپنا فیصلہ واپس لینا پڑا سپریم کورٹ کے
ججوں کو شریعت اسلامیہ کے سامنے گھٹنے ٹیکنا پڑے اور اپنی غلطی تسلیم کرنا پڑی اس موقع پر
آپ کی شجاعت و بہادری حقیقت گوئی اور خدمات کو دیکھ کر حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو
بہت بہت دعاؤں سے نوازا اور ایک مخلوط جلسہ میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے
شرکت کی اجازت دی اب اجمال کیساتھ آپ کی خدمات کو آپ ہی کی زبانی پڑھیں اور سبق
حاصل کریں پرائم منسٹر مسز اندرا گاندھی کے نام آپ کا خط۔

”بجناب فخر ہندوستان مسز اندرا گاندھی صاحبہ وزیر اعظم ہند۔

محترمہ!

اخبار سیاست کانپور نے ۲۲ر فروری ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ آپ نے ممبئی کی ایک پریس کانفرنس میں مسلم پرسنل لا کے متعلق کہا ہے کہ ہندوستان کے بہت سے ترقی پسند اور نوجوان مسلمان مسلم پرسنل لا کی اصلاح کے طالب ہیں میں اس سلسلہ میں آپ کو اس احتجاجی مراسلہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو میں نے ایک مفتی اور اسلامی شریعت کے قانون کے ذمہ دار اور جماعت رضائے مصطفیٰ (مرکز بریلی) کے صدر کی حیثیت سے وزیر قانون مسٹر گوکھلے کے نام ۳۱ر جنوری ۷۲ء کو لکھا اور اس کی نقل فوری کارروائی کے لئے آپ کو روانہ کی اور آپ کے دفتر سے جواب بھی آ گیا امید ہے کہ مسلم پرسنل لا کے سلسلہ میں آپ سنجیدگی سے منصفانہ غور کریں گی پرائم منسٹر صاحبہ میں آپ کو غیر مبہم الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس ترقی پسند ہندوستان کے نوجوان نام کے مسلمانوں نے مسلم پرسنل لا میں اصلاح کا مطالبہ کیا وہ اسلام اور شریعت اور قرآن شریف کے قانون کی رو سے مسلمان نہیں اس لئے کہ انھوں نے خدا کے مقرر کئے ہوئے قرآنی حکم اور اسلامی قانون FUNDOMENTAL LAW کو چیلنج کیا اس سے بغاوت کی مسلمان کا ایمان (Faith) ہے کہ قرآن کے مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کبھی نہیں ہو سکتی اور اس میں اصلاح کے نام سے مداخلت کی نہ اجازت دی جا سکتی ہے نہ اسے برداشت کیا جا سکتا ہے (آخر میں آپ نے کہا ہے) اس قسم کی اصلاح مسلم برادری پر زبردستی مسلط نہیں کی جائے گی میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی گورنمنٹ اس پر مضبوطی سے عمل کریگی اور نام کے مسلم نوجونوں کی کسی بھی غیر اسلامی درخواست اور ان کے جاہلانہ، آزادانہ اسلام سے باغیانہ مطالبہ کو سبب بنا کر ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کے خالص اسلامی مذہبی معاملات میں بیجا مداخلت کر کے اپنی نیک نامی اور ہندوستان کی سیکولر حکومت

کو داغدار و بدنام نہ کریں گی۔

آپ کا مخلص خیر اندیش محمد برہان الحق صدر جماعت رضائے مصطفیٰ جبلپور

(مرکز بریلی)

نیز آپنے ایک خط اس وقت کے وزیر قانون مسٹر گوکھلے کے نام بھی لکھا جس میں اس کی بہانہ بازی اور بد نیتی پر سخت گرفت فرمائی اور نام نہاد مسلمانوں کی قلعی چاک کردی اس خط کے فوٹو کاپی پرائم منسٹر اندرا گاندھی کے علاوہ مسلم ممبران پارلیمنٹ، اخبار سیاست جدید کانپور۔ صدر آل انڈیا سنی جمیعت العلماء سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ صاحب اور دیگر مقررین کو بھیجیں تا کہ وہ اپنی تقریروں میں اس مسئلہ کو عوام کے سامنے بیان کر کے ان کی صحیح راہنمائی کریں نیز حکومت ہند کی بددیانتی سے بھی آگاہ کریں

☆☆☆☆

آپ نے وزیر قانون مسٹر گوکھلے کے نام مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا

بجناب وزیر قانون ہند مسٹر گوکھلے صاحب

جناب من! اخبار سیاست جدید کانپور ۱۶ر جنوری ۷۲ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سیمنار میں جو اسلامی پرسنل لا اور جدید ہندوستان کے عنوان سے ۱۴ر جنوری ۷۲ء کو منعقد ہوئی اس میں آپنے تقریر صدارت میں فرمایا مسلم پرسنل لا کے اندر اصلاحی تبدیلی کی فرمائش خود مسلم برادری کی جانب سے کبھی نہ کبھی کی جائے گی اور آپ نے کہا جہاں مسلم پرسنل لا کے اصلاح کے شعور واحساس کی تخلیق کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے اور اس اصلاح کی فرمائش اور مطالبہ خود مسلمانوں کی طرف سے ہونا چاہئے اس سلسلہ میں ایک مفتی اور قانون شریعت اسلامیہ کے حامل۔

Law اور خالص مذہبی جماعت رضائے مصطفےٰ (مرکز بریلی) کے صدر کی حیثیت سے نہایت خلوص کے ساتھ آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا خصوصی مذہبی اسلامی قانون قرآن مجید کا مقرر کیا ہوا مکمل قانون ہے، جس کے متعلق قرآن عظیم کا فرمان ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُم دِینَکُم میں نے آج تمہارے لئے دین اسلام (پرسنل لا) کو مکمل کر دیا۔

This day have I perfected your Religious Explaination.

The lastverse revealed chronologically marking the approaching end of Mustafa's ministry in this earthy life.

جناب من! یہ تیرہ سو اکانوے ۱۳۹۱ برس کا مستحکم و مکمل قانون تمام دنیا کے مسلمانوں کا ناقابل ترمیم دستور العمل ہے اور رہے گا اس میں کسی ملک یا کسی حکومت یا قوم کے لحاظ سے کسی طرح کی ادنیٰ سی تبدیلی یا اصلاح کی نہ حاجت ہے نہ گنجائش۔

محترم وزیر قانون صاحب! اپنی تقریر میں آپ نے ابھارا ہیکہ مسلمان آپ سے جدید ہندوستان کے ماحول کے مطابق اصلاحی تبدیلی کی فرمائش کریں اس پر اتنی گزارش ہے کہ جو مسلمان ہوگا وہ کبھی ایسی غیر اسلامی درخواست نہیں کر سکتا اسلام اور شریعت کے مکمل و مقرر قرآنی قانون مسلم پرسنل لا میں تبدیلی واصلاح و ترمیم کی کوشش یا درخوست کرنیوالا نام کا مسلمان ہے، قرآن کریم کے حکم اور قانون اسلام کی رو سے مسلمان نہیں، قرآن شریف کا حکم ہیکہ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ (پ ۶ ع ۱۱) جس نے اللہ کے اتارے (بنائے) ہوئے حکم کو نہ

مانا وہ مسلمان نہیں۔ ایسے نام کے مسلمان کی ناجائز فاسد بوگس درخواست اور فرمائش پر آپ کی گورنمنٹ ہندستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دین اسلام اور شریعت کے معاملہ میں مداخلت نہ کرے گی اور مسلمانوں کے امن میں خلل نہ ڈالے گی۔ مسلم پرسنل لا نہ حکومت کی سیاست میں دخل انداز ہے نہ ہندوستان کے دوسرے مذہب اور فرقہ والوں کے مذہبی، معاشرتی معاملات میں حائل ہے، مسلمان ہمیشہ جدید ہندوستان کے وفادار ہیں لیکن مذہب اور دین اسلام کی خصوصی معاملہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ادنی سی مداخلت برداشت نہ کریں گے۔

محترم وزیر قانون صاحب! مسلمانوں کو امید ہیکہ گورنمنٹ اپنی سیکولر پالیسی کے خلاف ایسے مذہبی اسلامی خصوصی مسائل میں مداخلت کر کے ہندوستان میں نیا مسئلہ پیدا نہ کرے گی اور بعض آزاد خیال اسلام سے بیگانہ نام کے مسلمان مردوں وعورتوں کے غیر اسلامی خیالات کی حوصلہ افزائی کر کے کروڑوں پابند مسلمانوں کے صحیح اسلامی جذبات کو مجروح نہ کرے گی اور اگر مسلمانوں کے جذبات سے کھلواڑ کیا گیا مسلم پرسنل لا میں مداخلت کی گئی تو ہم مسلمان خاموش نہ بیٹھیں گے بلکہ مسلمان اپنے اسلاف کے کارناموں کو دہرائے گا۔

آپ کا مخلص خیر اندیش

محمد برہان الحق عفی عنہ

صدر جماعت رضائے مصطفےٰ (مرکز بریلی) جبل پور

☆☆☆

حضرت اقدس نے خطوط لکھ کر ارباب حکومت کو متوجہ کیا معاملہ کی سنگینی اور مسئلہ کی اہمیت سے آگاہ کیا، تنبیہ فرمائی کہ عقل وہوش سے کام لیں ورنہ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی

حضرت نے ارباب حکومت کے ساتھ ہی ساتھ عوام میں ماحول سازی کے لئے بیحد جد وجہد اور محنت ومشقت کی، مسلم پرسنل لا میں مداخلت کے خلاف آواز بلند کی احتجاجی کانفرنسیں اور جلسہ وجلوس منعقد کرائے اور خود آپ نے یوپی، ایم پی، راجستھان، ومہاراشٹر وغیرہ دور دراز علاقوں کا سفر طے کیا آپ نے مسلم پرسنل لا میں مداخلت کیخلاف اس وقت تحریک چلائی جب ساری تنظیمیں خاموش تھیں جو آج مسلم پرسنل لا کی کرسی صدارت پر بیٹھ کر عزت وشہرت کما رہے ہیں اور اپنی روٹیاں سینک رہے ہیں اس وقت کسی کی زبان نہ کھلی کسی کو قانون اسلام کے تحفظ کی نہ سوجھی، کوئی جلسہ نہ کیا، کوئی دھرنا نہ دیا۔ آپ ہی ایک مرد مجاہد تھے کہ اپنی جان کی بازی لگا کر میدان میں کود گئے۔ اخبارات کے ذریعہ حکومت کی بد دیانتی کو طشت از بام کیا، علماء وعوام کو جھنجھوڑا غیرت ایمانی کو جوش دلایا، آپ کے اس قومی وملی درد کو علماء وعوام سبھی نے محسوس کیا اور آپکی آواز پر پورے ہندوستان کے مسلمانوں نے لبیک کہا اخبارات میں آپ کے بیانات کو اول صفحات میں جلی سرخیوں میں شائع کیا جاتا۔ خطباء ومقررین آپ کے بیانات کو تقریروں میں دہراتے اور بیان کرتے اس طرح پورے ہندوستان میں مسلم پرسنل لا میں مداخلت کیخلاف کہرام مچ گیا۔

بالآخر حکومت کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا اپنا کالا قانون واپس لینا پڑا، سپریم کورٹ کے ججوں کو اسلامی قانون کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

جب سب کچھ ہو چکا تب دیوبندی برادری بیدار ہوئی اور سوچا کہ انگلی کٹا کر دیش کے شہیدوں میں نام لکھالیا جائے، آپسی مشورہ کے بعد اعلان کیا کہ فلاں تاریخ میں مسلم پرسنل لا میں مداخلت کے خلاف احتجاجی کانفرنس ہے حضرت کے پاس بھی ایک دعوتی خط بھیجا، اور شرکت کے لئے بہت زور دیا لیکن آپ نے بیماری کا عذر پیش کر دیا اور انکے اجلاس میں شرکت مناسب نہ جانی کیونکہ وہاں وہی سب لوگ تھے، آپ اپنے اس فیصلہ پر اٹل ہی تھے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند نے آپ کو شرکت کیلئے اجازت دی، حضرت محمود

ملت سے حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بالاگھاٹ کے سفر کے موقعہ پر اس کانفرنس میں شرکت یا عدم شرکت کے تعلق سے استفسار کیا جواباً حضرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا کہ ان کو جانا چاہئے، کوئی جائے یا نہ جائے کیوں کہ اس مسئلہ میں پہلا احتجاج انہیں نے کیا ہے لہذا ان کا جانا ضروری ہے، حضرت کے فرمان پر شہزادۂ برہان ملت محمود میاں نے عرض کیا، حضور وہاں ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگ ہوں گے۔ فرمایا آخر اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں مخالف اور موافق سب کیساتھ بیٹھنا پڑتا ہے یا نہیں؟ اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے اور انہیں ضرور جانا چاہئے، سرکار مفتی اعظم ہند کے فرمان کے بعد حضور برہان ملت نے شرکت تو کی لیکن ان کے انتظام کردہ جگہ میں نہ تو قیام فرمایا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوئے۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے مراسم وعقیدت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے خانوادۂ صدیقی کریمی کا سلسلہ عقیدت وارادت مندی اور مراسم وتعلقات بہت دیرینہ ہیں حضرت برہان ملت کے جد کریم حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی علمی ودینی تعلق تھا اگرچہ ان دونوں بزرگوں کی ملاقاتوں کی کوئی تفصیل صراحت سے نہیں ملتی، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ہر دو حضرات ایک دوسرے سے بخوبی متعارف تھے، دونوں ایک دوسرے کے علمی گہرائی وگیرائی سے واقف تھے ایک دوسرے کی دینی خدمات سے متاثر تھے اور دونوں ہی بزرگ ایک دوسرے کو عظمت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، یہی وجہ ہیکہ جب بریلی سے حضرت عبدالسلام علیہ رحمۃ السلام کے نام سے ندوۃ العلماء کے جلسہ کا دعوت نامہ آیا اور آپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سے اجازت طلب کی تو فرمایا۔

"بریلی ضرور جاؤ ندوۃ العلماء کی جلسہ میں شرکت ہو کہ نہ ہو لیکن یہ سفر تمہارے لئے مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ملاقات کا سبب بنے گا بریلی

پہنچ کر ان سے ضرور ملو۔ ان سے اکتساب فیض کرو اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال انتہائی عروج و کمال پر ہے جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہکر جتنا فیض حاصل کر سکو تمہارے خاندان کے لئے باعث رحمت و برکت و سعادت و سر بلندی ہوگا"۔

اور ایک خط اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے نام تحریر فرمایا جس میں حضرت عبدالاسلام کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں۔

"فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے اس پر نظر کرم فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضان علوم ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں"۔

حضرت عبدالاسلام جب ندوۃ العلماء کے اجلاس سے واپسی پر آستانۂ رضا میں حاضر ہوئے تو ایک پرچہ پر اپنا نام لکھ کر کسی بچہ کے ہاتھ اندر بھیجدیا چند منٹ بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے السلام علیکم فرمایا ہاتھ میں ایک لفافہ تھا حضرت عبدالسلام سے معانقہ کے بعد فرمایا یہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے ابھی مجھے لفافہ ملا خط پڑھ ہی رہا تھا اور اس فقرہ پر نظر تھی فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے اس پر نظر کرم فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضان علوم ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں عین اسی وقت آپ کا رقعہ ملا آپ کا اسم گرامی پڑھ کر معاً متصور ہوا کہ یہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقیر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں، ماشاءاللہ و بارک اللہ۔

مذکورہ بالا مکتوب گرامی سے یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ دونوں حضرات ایک دوسرے سے متعارف تھے اور ایک دوسرے کے فضل و کمال تقوی و پرہیز گاری اور بزرگی

کے متعارف تھے اور دونوں بزرگ آپس میں ایک دوسرے سے غایت درجہ محبت وعقیدت رکھتے تھے بایں وجہ آپ کے مکتوب گرامی پر فاضل بریلوی نے بھرپور توجہ دی اور آپ کی کرامت کا ذکر فرمایا نیز حضرت عیدالاسلام کا سامان اپنے یہاں منگوا کر اپنے یہاں ہی قیام کے لئے فرمایا اور جملہ علوم وفنون میں یکتائے روزگار بنانے میں بھرپور توجہ بھی مبذول فرمائی

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جب کسی اہم موضوع پر کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو آپ کے دادا جان حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کے پاس مطالعہ کے لئے بھیجتے آپ نے اپنے والد گرامی خاتمۃ المحققین حضرت مولانا شاہ علامہ نقی علی خاں صاحب کی کچھ کتابیں بھی آپ کے پاس بطور ہدیہ خلوص ارسال فرمائی تھی اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل چار مطبوعہ تصانیف حضرت مولانا عبدالکریم کے نام ارسال فرمائیں (۱) اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد (۲) جواہر البیان فی اسرار الارکان (۳) ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ (۴) سرور القلوب بذکر المحبوب۔ ان میں سے ہر کتاب کے سرورق کے حاشئے پر تحریر ہے۔ مولانا مولوی محمد عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالی منجانب فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۷ر جمادی الاولی ۱۳۰۷ھ جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کا انتقال ہوا اور اعلیٰ حضرت کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو بہت غم زدہ ہوئے اور مندرجہ ذیل اشعار سے تاریخ وصال استخراج فرمائی اشعار ماقبل میں نقل کئے جا چکے ہیں۔

یہ تو آپ کے جد کریم اور فاضل بریلوی کے تعلقات کی ایک جھلک تھی اب ملاحظہ کرتے چلئے فاضل بریلوی اور آپ کے والد گرامی کے تعلقات اور حضرت عیدالاسلام پر فاضل بریلوی کا خصوصی لطف وکرم۔ اعلیٰ حضرت آپ پر حد درجہ اعتماد فرماتے جن جگہوں میں آپ نہ پہنچ پاتے وہاں آپ کو اپنا نائب بنا کر بھیجتے فاضل بریلوی آپ کے تقوی وفتوی اتباع سنت وشریعت ہر پہلو سے نہ یہ کہ صرف مطمئن بلکہ آپ کی تبحر علمی، زہد وورع اور تقوی وپرہیزگاری اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے آپ کی ذات پر فخر فرماتے یہی وجہ تھی کہ چند مہینوں کی

خدمت وصحبت کے بعد اجازت و خلافت سرفراز فرما کر اپنے خلیفہ ہونے کا اعزاز بخشا حضرت عیدالاسلام بھی اپنے مرشد طریقت و محسن استاذ کا حد درجہ خیال رکھتے اور کوئی بھی اہم کام آپ کی مرضی ومشورہ کے بغیر نہ کرتے دینی و دنیاوی تمام اہم امور میں اعلیٰ حضرت کے مشورہ کو اولیت دیتے سرکار اعلیحضرت آپ کو جس کام کے لئے حکم فرمادیتے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا آپ اپنی ذمہ داری سمجھتے خواہ اس کام میں آپ کو کتنی ہی صعوبت ومشقت اور دقت وکلفت اٹھانا پڑتی لیکن کبھی بھی حکم مرشد سے سرمو متجاوز نہ ہوئے بلکہ مرشد کی تکمیل ہی کو اپنے لئے سرمایہ آخرت تصور کرتے کلکتہ پٹنہ بنگلور کے تاریخی سفر آپ نے اعلیٰ حضرت کے ارشاد ہی پر کئے جن میں آپ نے مذہب وملت کی عظیم خدمت انجام دی نا قابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دیئے، ندویت کی مضبوط بنیادوں کو تہہ و بالا کر دیا ندویوں کے غلط عزائم اور باطل منصوبوں کو خاکستر کر دیا بالآخران کو شکست کھانی پڑی اور ایسی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کو منہ دکھانا مشکل ہو گیا اور آپ وہاں سے فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ ہزارہا عقیدت مندوں کے ہجوم میں واپس آئے جس پر امام احمد رضا قدس سرہ نے آپ کو بیحد دعاؤں سے شاد و کام و سرفراز فرمایا رفتہ رفتہ دن بدن یہ تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے اور امام احمد رضا ہر حال میں آپ کی خبر گیری فرمانے لگے اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کے لئے شفا کی تعویذ ارسال فرماتے اور وقت ملنے پر عیادت کے لئے تشریف لیجاتے کسی کا انتقال ہوتا تو تعزیت نامہ تحریر کرتے اور حتی المقدور پہنچنے کی کوشش فرماتے اور جلبور تشریف لے جا کر صبر وشکر کی تلقین فرماتے خوشی کی کوئی تقریب ہوتی تو اس میں شامل ہو کر خوشیوں کو دوبالا فرماتے اور محفل کی رونق کو چار چاند لگاتے گویا کہ خوشی کی محفل ہو یا رنج و غم کی گھڑی ہر ایک موقعہ پر فاضل بریلوی آپ کا خیال فرماتے

مندرجہ بالا جملوں کی تصدیق کے لئے پڑھتے چلئے فاضل بریلوی کے ارشادات۔

حضرت عیدالاسلام کے برادر صغیر قاری بشیر الدین صاحب بیمار ہوئے ان کی بیماری کی اطلاع سرکار اعلیٰ حضرت کو دی گئی تو تحریر فرمایا۔

بگرامی ملاحظہ مولانا المبجل الکرم المفخم المعظم ذی الفضل التام والفیض العام والعز والاکرام مولانا مولوی شاہ عبدالسلام دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ تشریف لایا مولانا سبحانہ و تعالیٰ مولانا قاری بشیر الدین صاحب سلمہ اللہ و عافاہ عافیت تامہ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے بمنہ و کرمہ آمین ماموں کے ان کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں اعمال شفاء کہ عرض کر آیا تھا استعمال فرماتے جائیں واللہ الشافی الکافی یشفی ویعافی کھانے کو جو چیز دی جائیں سورۃ طارق شریف دم کر کے دی جائے یہ تعویذ حاضر کرتا ہوں گلے میں ڈالیں اور خیر خیریت سے مطلع فرمائیں اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

از بریلی ۱۳؍شعبان ۲۶ھ یوم الاربعاء

حضرت عبدالاسلام علیہ الرحمہ کی اہلیہ یعنی برہان ملت کی والدہ ماجدہ کا ۱۳۲۹ھ میں انتقال ہوا اور اعلیٰ حضرت کو اسکی اطلاع ملی تو آپ نے تعزیت نامہ کے ساتھ عربی میں ایک قطعۂ تاریخ بھی ارسال فرمایا قطعہ تاریخ اس سے قبل تحریر کیا جا چکا ہے اس مقام پر دیکھیں اور تعزیت نامہ یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بملاحظہ سامی جامع الفضائل قامع الرذائل لامع الفواضل ذی الکرم والکرامتہ والاکرام مولانا محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان للہ ما اخذ و ما اعطی و کل شیٔ عندہ لاجل مسمی و ان من اللہ عزاء فی کل مصیبۃ و خلفا من کل فائت و انما المحروم

من حرم الثواب وانما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون وفی الصبر مرارۃ یعقبھا حلاوۃ یعلوھا طلاوۃ فالھکم الصبر واعظم لکم الاجر واخلف لکم الخیر وحفظکم من کل ضیر و غفر مرحومۃ ووقٰھا عذاب القبر وبیض وجھھا وارفع فی علیین کتابھا واجزل فی دار النعیم ثوابھا ،آمین آمین صاحبزادگان وسائر احباب اہل سنت سلام ودعائے رحمت وعافیت والسلام مع الاکرام فقیر احمد رضا قادری غفرلہ ۲۶ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم الجمعہ۔

۱۳۲۲ھ میں حضرت برہان ملت کے چھوٹے بھائی کی ولادت ہوئی جن کا نام اعلیٰ حضرت نے محمود اشرف رکھا لیکن ۱۳۳۲ھ میں دس سال کی عمر ہی میں ان کا انتقال ہو گیا جن کی تعزیت پر اعلیٰ حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولِ الکریم

بملاحظہ جامع الفضائل القدسیہ قامع الرذائل الانسیہ مولانا المبجل المکرم المفخم ذی المجد الاتم والفضل والکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کان اللہ لکم فی الدنیا والآخرۃ ،تصدیقات سامی تشریف لائیں رسالہ درۃ التاج بھی ملا عزیز بجان محمود اشرف جعلہ اللہ تعالی فرطا لکم واعظم اجورکم واتم نورکم واجزل سرورکم فی الدین والدنیا والآخرۃ ،انا للہ وانا الیہ راجعون ،ان للہ ما اخذ وما

اعطی و کل شیء عنده لاجل مسمی انما اموالکم و اولادکم فتنة ، و الله عنده اجر عظیم ، اللہ تعالیٰ برہان میاں کو برہان السنۃ برہان الاسلام برہان الدین کرے، اللھم آمین اللھم آمین، اللھم آمین،

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ از بریلی دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۲ھ قدسیہ علی صاحبہا وآلہ وافضل الصلوٰۃ والتحیۃ آمین۔۔۔

حضرت برہان ملت کی بڑی صاحبزادی زکیہ طلعت اور پہلے صاحبزادے لمعان الحق دونوں بچے ایک ہی دن انتقال کر گئے جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ تڑپ لٹھے اور درد وغم سے لبریز صبر وسکون سے بھرپور تعزیت نامہ بنام برہان ملت تحریر فرمایا جو غمزدوں کے لئے تریاق واکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المبجل الکرم ذی المجد الکرم والفضل الاتم حامی السنن ماحی الفتن عبدالسلام ونور عینی ودرۃ زینی مولوی برہان صاحب سلمہم واکرمہم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ عزوجل کا ہے جو اس نے لیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر معین جس میں کمی وبیشی ناممکن اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا صبر والوں کے لئے اجر بے حساب جو چیز گئی ہے بے صبری سے واپس نہیں آسکتی ہاں ثواب کے اس سے کروروں درجہ اعلی جاتا ہے، صحیح حدیث میں ہے۔ جب مسلمان کے نابالغ بچے کی روح قبض کر کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ عزت ہوتے ہیں، فرماتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی اور وہ اعلم ہے عرض کرتے ہیں ہاں ہمارے رب فرماتا ہے کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا عرض کرتے ہیں ہاں ہمارے رب فرماتا ہے پھر اس

نے کیا کہا عرض کرتے ہیں الحمد للہ کہا تیری حمد بجالایا فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے ایک مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو، حدیث میں ہیکہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا فرمایا۔ الحمدلله دفن البنات من المکرمات بیٹیوں کا دفن کرنا عزت کی بات ہے، مولی عزوجل برہان میاں کو عمر علم وعمل وعزت کا بیٹا دے ان کے اور حضرت مولانا عبد السلام کے ظل کرامت میں مدارج عالیہ کو پہنچے عالیہ سلمہا باعث برکات دارین ووالدین رہیں، آمین، سب صاحبوں کو سلام،

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ، ۱۶/ذی القعدہ ۳۷ھ

پھر جب ۱۳۴۰ھ میں حضرت برہان ملت کے بچوں کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے برہان ملت اور ان کی اہلیہ مرحومہ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا جس میں غم خواری اور دلداری کا حق ادا کر دیا اور یہ تعزیت نامہ آپ نے بستر علالت سے تحریر فرمایا تھا بلکہ اپنے چھوٹے صاحبزادے حضور مفتی اعظم ہند سے لکھوایا تھا کیوں کہ علالت ونقاہت شدید تھی بایں سبب آپ خود نہ لکھ سکتے تھے نیز اعلی حضرت نے اس تعزیت نامہ کو کئی نشستوں میں پورا لکھوا سکے چونکہ یہ والا نامہ آپ کی زندگی کا آخری خط ہے قابل مطالعہ ہے اس لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بابرکت مولانا عبد السلام ادامہ السلام بالخیر والسلام آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ایک وقت تین تین واقعہ ایسے نہیں کہ انسان کے پائے استقلال میں تزلزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہ تعالیٰ علماء عاملین جبال وقار تمکین سے ہیں خط تعزیت کا فقیر نے نور عین مولوی برہان میاں سلمہ کو لکھا اگرچہ جناب کو حاجت

نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے ان دونوں صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل تلقین و صبر فرما دیجئے ضرور ضرور ضروری تھا کہ فقیر اس وقت تعزیتاً حاضر ہوتا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک بخیال فکر و ملال جناب گزارش نہ کی تھی عرض کرنی یوں بھی مناسب ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب و نور عین برہان میاں اور اس سارے مبارک گھر کو میرے ساتھ ہے اس کی نظیر کم ہے اس طرف فکر کی مشغولی ادھر کے غم سے شاغل ہوگی اور اس محتاج دعا کے لئے خالص قلب سے دعا فرمائیں گی وہ انشاء اللہ میری نجات و شفاء کی کافل ہوگی بھوالی میں ۱۹؍ذی الحجہ سے چار روز مجھے شدید بخار آیا پانچویں دن درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ درد جگر سے متبدل ہوا ۷؍محرم کا دن اور آٹھویں شب جیسی گزاری الحمد للہ رب العالمین، الحمد للہ علی کل حال اعوذ باللہ من حال اہل النار۔

وہاں نہ کوئی طبیب نہ کچھ دوا حدیث میں دعا ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب میں ہاتھ رکھ کر پڑھی ان پر بے شمار درودیں ہوں فوراً بڑی بڑی ڈکاریں آنا شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہ تعالیٰ وہ ریاح قلب پر سے صاف ہوگئے یہ رات کے ۱۲؍ بجے کا واقعہ ہے اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم رکھا جائے میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر وہی دعا پڑھی بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہ تعالیٰ خفت، ۳؍ بجے کے قریب پھر جگر پر اجتماع ریاح اور اشتداد درد ہوا میں نے پھر دعا پڑھی فوراً دوسری اجابت ہوئی اور درد میں بفضلہ تعالیٰ خفت ہوئی چار بجے پھر ایسا ہی ہوا میں نے پھر دعا پڑھی فوراً اجابت ہوئی اور بحمدہ تعالیٰ درد بالکل جاتا رہا۔ یہ ان کا فضل ہے۔ یہ ان کا کرم ہے۔ افضل صلوات اللہ و اکمل التسلیمات علیہ و علی آلہ و

صحبه و ابنه وحزبه الیٰ ابد الآبدین فی کل آن و حین بعد د کل ذرۃ الف الف الف مرۃ آمین ۔والحمدللہ رب العالمین ۔اور ایک عجیب واقعہ استماع فرمایئے جسے میں نے طبیبوں کے سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہارے طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یا طبیات میں کچھ پتہ ہے یہی جواب ملا حاشا، بلکہ یہ رحمت خاصہ خدا ہے اس مرض کے ساتھ ہی بشدت کھانسی زکام اور بلغم میں لزوجت ایسی کہ دس دس جھٹکوں کے بعد بدشواری جدا ہوتا کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھٹکے ہوئے اور جگر و پہلو میں وردان کو ان جھٹکوں کی اصلاً خبر نہ ہوتی۔

ایک صاحب کے پاؤں میں زخم ہے کھانسی آتی ہے، وہاں درد ہوتا ہے اور یہاں برابر اعضاء میں درد اور ان کو ان جھٹکوں کی اصلاً اطلاع نہیں

الحمدللہ الکریم حمداً کثیراً

طیباً مبارکا فیه کما یحب و یرضی

غرض یہ کہ وہ مرض تھا کہ ۲۲ ردن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوا انچ کھل گیا رانوں کا ابتدائی حصہ اتنا رہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے، شدت قبض و ہیجان ریاح کا سلسلہ اب تک ہے چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے لاری میں میرے لئے پلنگ بچھا کر لائے اور بفضلہ تعالیٰ آرام سے آنا ہوا یہاں جب تک آیا ہوں اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشا سے ظہر تک کی نمازوں کو چار آدمی کرسی پر بیٹھا کر مسجد میں لے گئے عصر بھی مسجد میں ادا کی پھر بخار آ گیا اور مسجد تک جانے کی طاقت نہ رہی پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے اس نے بالکل گرا دیا نماز کی چوکی پلنگ کے برابر لگی ہے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین

بارِ زحمت سے ہوتا تھا الحمد للہ کہ اب تک فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے دل جانتا ہے آٹھویں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے مکان سے مسجد تک جانے میں وہ تعب ہوتا ہے کہ بیٹھ کر سنتیں بھی بدقت تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس تکان سے عشاء تک بدن چور رہتا ہے نبض کی حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار رک جاتی ہے پھر باذنہ تعالیٰ چلنے لگتی ہے لہٰذا بادل نا خواستہ حاضری سے معذور ہوں میں نے حامد رضا خاں، مصطفیٰ رضا خاں سے کہا تھا میں نہیں جا سکتا تم دونوں میں سے کوئی خدمت اقدس مولانا میں حاضر ہو مگر وہ اس سخت مخدوش حالت میں مجھے چھوڑ کر جانا پسند نہیں کرتے، یہ سب حالات میں نے شکر نعمت الٰہی و طلب دعا کے لئے لکھے ہیں میں قسم دیتا ہوں کہ جناب نور عینی برہان میاں حالت موجودہ میں عیادت کے لئے ہرگز تکلیف نہ فرمائیں وہیں سے دعا انشاء اللہ کافی ہے اور اگر وقت آ گیا ہے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ جب پاس سمجھو فوراً حضرت مولانا کو تار دیدو کہ نماز میں شرکت جناب فقیر کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ باعث رحمت و برکت ہوگی سب احباب کو سلام اور طلب دعا والسلام مع الاکرام، ۸ر صفر ۴۰ھ مخلصان کرام حکیم صاحب و برادران حکیم صاحب و دادا بھائی و عبدالکریم صاحب و قاسم بھائی و امثالہم سے بالخصوص بعد سلام طلب و دعا ہے یہ خط صبح سے رات کے گیارہ بجے تک متفرق اوقات میں لکھوا پایا والسلام مع الاکرام،

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ ۹ر صفر ۴۰ھ بقلم مصطفیٰ رضا قادری۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو اس خانوادۂ صدیقی سے جو گہرا ربط و تعلق تھا اس کا قدرے تفصیل تو آپ ملاحظہ کر چکے کہ فاضل بریلوی ان حضرات کا کس قدر خیال فرماتے

تھے کہ سخت مرض وتکلیف میں مبتلا ہیں لیکن اس کے باوجود راحت ملتے ہی خط لکھوانے لگتے
اور جب تک خط پورا نہ کروالیا اس وقت تک آپکو سکون نہ ملا یہ عظیم تعلق ہی تھا کہ اعلیٰ حضرت
نے ایسے وقت میں بھی یاد فرمایا اسی عظیم تعلق کا نتیجہ تھا کہ اعلیٰ حضرت کا جب بھی جبلپور سے
گزر ہوتا تو حضرت مولانا صاحب کے یہاں قیام کے لئے ایک دو دن کا ٹائم نکالتے کے اور
اگر اس قدر بھی گنجائش نہ ہوتی تو بادل ناخواستہ دس پانچ گھنٹہ کے لئے ضرور قیام فرماتے اعلیٰ
حضرت رضی اللہ عنہ کو جبلپور سے جس قدر لگاؤ تھا دوسری جگہوں کے تعلق سے اس کی نظیر کم ہی
ملتی ہے آپ جبلپور میں ایک ایک ماہ سے زیادہ لمبے عرصے تک قیام فرماتے اعلیٰ حضرت اتنے
کثیر الاشغال مصروف ومشغول انسان کہ فرق باطلہ کی بیخ کنی، وہابیہ دیابنہ کی خبر گیری،
تصنیف وتالیف، فتوی نویسی، مناظرہ، تعلیم وتربیت، تعلیمی وتبلیغی دورے واردین وصادرین
سے ملاقاتیں خطوط پڑھنا اور ان کے جوابات لکھوانا ان کاموں کے علاوہ اور بھی بہت سی ذمہ
داریاں آپ سے متعلق تھیں لیکن جبلپور سے ایسا انس کہ وہاں کیلئے خوب خوب وقت عنایت
فرماتے آپ جبلپور کیلئے فرمایا کرتے تھے۔

وطن گرچہ آرام را در خور ست　　　جبلپور ما را از وخوشتر است

یعنی وطن آرام کے لئے بہت اچھا ہے، لیکن ہمارا جبلپور اس سے بھی اچھا ہے، آپ
کے اس شعر سے اندازہ لگائیے کہ آپ کو سرزمین جبلپور سے کیسا دلی لگاؤ تھا آپنے ۱۳۳۷ھ
میں حضرت عبد الاسلام کی دعوت پر ایک ماہ سے زائد قیام فرمایا اور بہت خوش ہوئے آپ کے
اس قیام سے بہت سے بدعملوں کو توفیق توبہ ہوئی اور بہت سے غیر مسلموں کو ایمان کی دولت
نصیب ہوئی تائبین کی فہرست الملفوظ میں بالتفصیل مذکور ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو جب حضرت برہان ملت جبلپور سے لینے گئے تھے تو اعلیٰ
حضرت نے وہاں ان سے وعدہ لے لیا تھا کہ مجھے جبلپور میں دس دن سے زیادہ نہ روکا جائے
آپ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ حضور کی مرضی کے خلاف نہ ہوگا، جب تشریف لے گئے تو

آپ کو وہاں کی آب وہوا بہت راس آئی بریلی شریف میں آپکو کرسی پر بیٹھ کر نماز کے لئے جانا پڑتا تھا لیکن یہاں پہنچ کر صحت ٹھیک ہوگئی اعصاب اور جوڑوں کے درد میں بڑی راحت ہوئی اور نماز پنجگانہ مسجد میں پیدل چل کر ادا فرماتے اس لئے اعلیٰ حضرت کو دس دن سے زیادہ کا وقت گزر گیا ایک دن آپنے عبدالاسلام سے فرمایا مولانا میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا حضرت برہان ملت نے عرض کیا حضور نے بیشک دس ہی دن میں واپسی کے لئے فرمایا تھا سرکار وعدے کے دس دن پورے ہو چکے اب تو وعدہ پر پندرہ دن زیادہ ہوئے، وعدہ کا وقت ختم ہو چکا اتنا کہہ کر آپ قدموں پر جھک گئے اعلیٰ حضرت نے اٹھ کر ہنستے ہوئے سینے سے لگالیا۔

اعلیٰ حضرت جبلپور کو ''دارالسرور'' کے نام یاد فرماتے تھے۔ حضرت عبدالاسلام کے گھر کے ایک ایک بچے کو اعلیٰ حضرت سے عقیدت ومحبت تھی اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے دلوں میں بھی آپکی عظمت وعقیدت موجزن تھی جس کیلئے یہ واقعہ ہی بہت کافی ہے۔

ایک مرتبہ صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب کا مطالعہ فرمارہے تھے حضرت برہان ملت کی دونوں صاحبزادیاں پانچ سالہ طلعت اور تین سالہ صبیحہ نورانی آپ کے سامنے آکر بیٹھ گئیں جب اعلیٰ حضرت کے پاس حضرت عبدالاسلام آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بڑے دادا ہیں اور عبدالاسلام کو کہا کہ یہ چھوٹے دادا ہیں اعلیٰ حضرت نے سن لیا اور ان دونوں کی اس گفتگو سے بہت لطف اندوز ہوئے۔

ان دونوں بچیوں سے اعلیٰ حضرت کو اتنی محبت تھی کہ ایک دن حضرت برہان ملت سے فرمایا میری دو بچیوں کیلئے کان کے ایرنگ چاہئے حسب حکم حضرت برہان ملت نے صدر بازار سے نہایت خوبصورت یاقوت اور نقلی ہیرے کے دو جوڑے ایرنگ لاکر اعلیٰ حضرت کو دکھائے اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا ذرا پہنا کر دیکھوں کیسے لگتے ہیں، زکیہ صبیحہ دونوں سامنے بیٹھی تھیں پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں اپنے دست مبارک سے پہنا کر

دیکھا اور کچھ دعا فرمائی حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت فرمائی میں نے عرض کیا کہ قیمت دیدیا ہے پھر بچیوں کے کانوں سے بندے اتارنے لگا تو فرمایا رہنے دیجئے اپنی انہیں دونوں بچیوں کیلئے منگائے تھے اور فوراً قیمت برہان ملت کو عطا فرمادی۔

جبلپور سے بریلی پہنچنے پر جو خط تحریر فرمایا اس میں ان دونوں بچیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

''بفضلہٖ تعالیٰ گھر کے بچوں کو بخیر پایا، برکاتی کے چیچک بشدت نکلی تھی، بحمداللہ تعالیٰ عافیت سے دیکھا مگر انکے دیکھنے نے زکیہ ونورانی کی یاد کم نہ کی اور اگر میں عادیٔ سیر وتفریح ہوتا تو زکیہ کی یاد ہر روز تجدید پاتی۔''

جبلپور کا یہ سفر اعلیحضرت کا بالکل منفرد سفر تھا آپ نے حج بیت اللہ کے علاوہ مسلسل شاید ہی کہیں اتنے دن قیام فرما کر وہاں کے باشندوں کو شرف بخشا ہو خوش نصیب ہیں جبلپور کے مسلمان جنہوں نے اعلیٰ حضرت کو خوش کر کے اپنی دنیا وآخرت سنوار لی۔ اس سفر کی مکمل روداد الملفوظ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اب ہم اعلیٰ حضرت کا وہ مکتوب گرامی نقل کرتے ہیں جو آپنے وطن واپسی پر بریلی شریف سے حضرت عبدالاسلام کے نام تحریر فرمایا تھا جو اعلیٰ حضرت کی بیحد کرم فرمائی، اعزاز نوازی، احباء کی شکر گزاری اور خانوادہ سلامی سے عظیم تعلق ورابطہ کی لاجواب نشانی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لک الحمد یا من عفی وکفی	صلوٰتک دوماً علی المصطفیٰ
وآل واصحاب واتباعھم	ثم غوث الوری واشیاعھم
سپس بر عبدالسلام ایں سپاس	کہ از شکر خالق بود شکر ناس
وطن گرچہ آرام را درخورست	جبلپور مارا از وخوشتر ست

نہ از خود شد او فرحت افزا مقام ۔ کہ از عید الاسلام عبد السلام

تولائے اصحاب آں محترم ۔ برانگیختہ از وطن خاطرم

سلامت بود شاہ عبد السلام ۔ بحق محمد علیہ السلام

الٰہی نگہدار برہان حق ۔ بود دائماً ازوے اعلان حق

برائے تو ونسل تو دائماً ۔ بودز از احد لطف احمد رضا

جناب محترم ذوالمجد والکرم حامی سنن السنیۃ ماحی الفتن الدنیۃ جامع الفضائل الانسیۃ والفواضل القدسیۃ قامع الرذائل الدنیۃ مولانا وبالفضل اولانا مولوی حافظ شاہ عبد السلام عید الاسلام واادام فیضہ علی الانام۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شب دوشنبہ سوا آٹھ بجے مع الخیر اسٹیشن بریلی آیا، راہ میں بڑی نعمت بفضلہٖ عزوجل پائی کہ نماز مغرب کا اندیشہ تھا۔ شاہجہانپور ۶۔۳۳ پر آمد تھی کہ ہنوز وقت مغرب نہ ہوتا اور صرف آٹھ منٹ قیام مگر گاڑی بفضلہٖ تعالیٰ ۱۵ منٹ لیٹ ہوکر شاہجہانپور پہنچی اور ۱۰ منٹ ٹھہری باطمنان تمام نماز اچھے وقت ادا ہوئی۔ وللہ الحمد

وہاں کے احباب کی صورتیں نگاہوں میں پھرتی ہیں اور علماء کرام حرمین طیبین کے بعد یہ محبتیں، یہ خلوص، یہ اخلاق مجھ جیسے کیساتھ وہاں کے مثل کہیں اور ہرگز ہرگز نہ پائے، یہ سب برکات جناب ہیں بارک اللہ تعالیٰ فیکم وبکم ولکم وعلیکم میں تخصیص اسماء سے اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں کوئی نام سہو نہ ہوجائے، سہو کی معافی مانگ کر اتنا عرض کروں گا تینوں گھروں کے ہر خورد وکلاں کا ادائے شکر ناممکن مگر حافظ عبد الشکور صاحب، محمد غوث صاحب وزاہد میاں وفضل میاں وظہور میاں وغیرہم کا کیا کہنا بحمد اللہ تعالیٰ، گھر کے بچوں کو

بخیر پایا، برکاتی کے چیچک بشدت نکلی تھی بفضلہٖ تعالیٰ عافیت سے دیکھا مگران
کے دیکھنے نے زکیہ ونورانی کی یاد کم نہ کی اگر میں عادیٔ سیر وتفریح ہوتا تو زکیہ
کی یاد ہرروز تجدید پاتی ،مولاعزوجل سب کو بالخیر والعافیت رکھے اور سب
کے صدقے میں اس فقیر اور اس کے اعزہ کو بھی جملہ مبایعان تازہ وتائبین
اور سائر اصحاب کو سلام سنۃ الاسلام۔
نور بصری وثمرۃ فوادی مولانا برہان ،عزیزہ سعیدہ ہمشیرہ کی شادی کب ہے
؟کیا تاریخ مقرر ہوئی ؟شہر میں ہے یا دوسری جگہ؟ والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

یوم الخمیس ۲۲؍رجب ۱۳۷ھ قدسیہ

علی صاحبہا والہ الف الف صلاۃ وتحیۃ آمین۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ بھی برابر جبل پور کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتے رہے آپ عرس سلامی میں ہر سال جبل پور تشریف لے جاتے، بلکہ عرس کے دو ایک روز پہلے ہی پہنچنے کی کوشش فرماتے اور پھر بعد عرس بھی قیام فرماتے، کبھی کبھار تو آپ دو دو ماہ قیام فرماتے، پھر یہیں سے رجب المرجب کے ماہ میں عرس خواجہ میں تشریف لے جاتے۔

اس خانوادہ کے لوگوں کو بھی سرکار مفتی اعظم سے ایسی عقیدت تھی کہ جب تک آپ کا قیام رہتا سب آپ کے اردگرد پروانوں کی طرح ہجوم لگائے رہتے، ہر ایک شخص خدمت کرنے کا متمنی رہتا کوئی پنکھا جھلتا تو کوئی پیر دبانے میں سبقت کرتا تو کوئی نعت شریف پڑھ کر دعائیں لیتا ان حضرات کی یہی عقیدت ومحبت سرکار کو اتنے لمبے عرصہ تک قیام پر مجبور کردیتی، حضور مفتی اعظم ہند جبل پور کو اپنا وطن ثانی فرمایا کرتے آپ اکثر فرمایا کرتے ''میرا ایک گھر بریلی میں ہے اور دوسرا گھر جبل پور میں'' یہی وجہ تھی کہ آپ اس خانوادہ کے افراد

سے اپنے اہل خانہ کی طرح ہمدردی رکھتے، دکھ درد، مصیبت وغم، راحت وخوشی ہر ایک موڑ پر خیال فرماتے اور حضرت برہان ملت کے ساتھ تو آپ کا سلوک زمانۂ طالب علمی ہی سے سگے بھائیوں جیسا رہا، حضرت برہان ملت خود ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

''دوران قیام بریلی شریف میں اور مفتی اعظم ہند ہمیشہ ساتھ رہتے، ایک ساتھ کھانا کھاتے، ایک ساتھ دارالافتاء میں بیٹھ کر اعلیحضرت کے پاس فتاوی نقل کرتے، ساتھ ہی ساتھ نماز پڑھتے، باہر سے آنے والے بہت سے لوگ ہم دونوں کو حقیقی بھائی سمجھتے، بلکہ ایک مرتبہ مجھے نہ دیکھ کر حضور مفتی اعظم ہند سے ایک صاحب نے پوچھا'' آج آپ کے دوسرے بھائی نہیں دکھائی دے رہے ہیں!''

اعلیحضرت نے حضرت برہان ملت کو اپنا روحانی فرزند فرمایا، تو سرکار مفتی اعظم ہند نے عملاً آپ کے ساتھ ایک بھائی جیسا بہتر سلوک کر کے روحانی بھائی ہونے کا ثبوت پیش فرمایا، یہ تعلق زمانۂ طالب علمی کے بعد سے زندگی کے آخری لمحات تک برقرار رہا اور ہر ایک بزرگ ایک دوسرے کے لئے ایثار و ہمدردی کا جذبہ رکھتا جس کی ایک واضح نظیر مندرجہ ذیل واقعہ بھی ہے جس کو حضرت کے خادم برادر دینی ویقینی جناب الحاج رمضان صاحب مدلطفہ کی زبانی سماعت فرمایئے!

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کوٹہ راجستھان کے حادثہ فاجعہ کے بعد مسلسل چند سال عرس رضوی سلامی کے موقعہ پر جبل پور تشریف نہ لا سکے پھر ایک مرتبہ ۱۳۹۹ھ محرم کے مہینہ میں جبل پور تشریف فرما ہوئے اور قریب قریب ڈیڑھ ماہ قیام فرمایا اس دوران قیام میں حضور مفتی اعظم ہند پر شفاء صحت کے امید افزا آثار نمایاں ہوئے اور سرکار مفتی اعظم ہند نے جبل پور سے ناگپور، بھنڈارہ، تمسر، گوندیا، بالا گھاٹ، کٹنی، جبلپور، دموہ، ساگر، ٹیکم گڑھ، مجھولی، کھتولا بازار وغیرہ کے بھی سفر فرماتے ان سفروں سے واپسی کے بعد غلامان رضا نے

حضور مفتی اعظم ہند و حضرت برہان ملت کا جشن صحت بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ۱۴/۱۳ رصفر المظفر ۱۳۹۹ھ کو مدار ٹیکری رضا چوک کے وسیع میدان میں دوروزہ عظیم الشان اجلاس منعقد کیا، جلسہ گاہ میں مخصوص نشست گاہ پر دونوں بزرگوں کے پیچھے جلی حرفوں میں یہ شعر آویزاں کر دیا گیا۔

آل الرحمٰن برہان الحق　　　شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

اس شعر کے پڑھنے کے بعد ان دونوں بزرگوں کے کمال نسبت، یگانگت، محبت اور اعلیحضرت امام اہل سنت کی ان پر توجہات خصوصی وانعامات و اکرامات کے تمام تصورات ایک ایک کر کے ہر عقیدت مند کے ذہن وفکر میں ابھر کر سامنے آجاتے۔ جشن صحت کے دوسرے دن کے جلسہ کے موقعہ پر مرتضیٰ حسن رضوی صاحب نے ایک قصیدہ مدحیہ پڑھا جس کا مطلع تھا۔

یا الٰہی تیرے فضل کے سائے میں　　　مفتی اعظم دین وملت رہے

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر　　　میرا پیر طریقت سلامت رہے

ابھی رضوی صاحب نے یہ مطلع پڑھا ہی تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند جو تکیہ کا سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے یکا یک فرط مسرت اور جوش محبت میں سیدھے بیٹھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس مصرع کو اس طرح پڑھئے۔

میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں مگر　　　میرا برہان ملت سلامت رہے

لفظ برہان ملت، حضرت مفتی اعظم ہند نے اس قدر فرط محبت کے ساتھ حضرت برہان ملت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ کچھ لوگوں کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسوؤں کے موتی جھلملاتے نظر آنے لگے اور بعض اہل نظر نے اس وقت اندازہ کر لیا کہ اللہ کے ایک ولی، وقت کے غوث حضور سیدنا مفتی اعظم ہند نے حضرت برہان ملت کی درازئ عمر کی دعا فرمائی اور یہ بشارت بھی دیدی ہے کہ میرے بعد دنیائے سنیت حضرت برہان ملت کے

فیوض و برکات سے مستفیض و فائز المرام ہوتی رہیگی۔

حضرت برہان ملت حضور مفتی اعظم ہند کے برجستہ عارفانہ ارشاد عالی پر بہت کبیدہ خاطر ہوئے یعنی آپ کو یقین کامل تھا کہ مجھکو حضرت مفتی اعظم ہند روتا بلکتا چھوڑ کر اس دار فانی سے کوچ کر جائیں گے اور مجھے ان کی موت کا عظیم صدمہ برداشت کرنا پڑے گا پھر دنیا نے دیکھا کہ وہی ہوا جو سرکار مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا تھا ابھی جشن صحت کو تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ چودہ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو حضور مفتی اعظم ہند نے داعی اجل کو لبیک کہا اور شعر کا دوسرا مصرعہ جس کو حضور مفتی اعظم ہند نے دعائیہ انداز میں ارشاد فرمایا تھا کہ "میرا برہان ملت سلامت رہے" اس کے عین مطابق برہان ملت علیہ الرحمہ صحت و سلامتی کے ساتھ خدمت دین متین فرماتے رہے

حضرت برہان ملت باوجود اس کے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کے ہم سبق و ہم عمر ساتھی تھے ایک لمبا زمانہ ساتھ گزارا، سرکار مفتی اعظم ہند کا آپ کیساتھ ہمیشہ برادرانہ سلوک رہا لیکن اس کے باوجود حضرت برہان ملت آپ کو بہت عظمت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے، ہمیشہ اپنے مرشد کا جانشین تصور کرتے، اور ہر اہم معاملہ میں آپ سے مشورہ طلب کرتے، آپ جس کام سے روک دیتے اس میں ہاتھ نہ لگاتے اور جس کام کیلئے فرمادیتے تو بالیقین اس کی تعمیل فرماتے خواہ آپ کا ارادہ اس کام کے کرنے سے متعلق بالکل نہ رہا ہو جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے۔

اندرا گاندھی کے دور حکومت میں مسلم پرسنل لا میں ترمیم و تحریف اور تبدیلی کا بل پیش ہوا حضرت برہان ملت نے اس کے خلاف سخت احتجاج فرمایا اور مسلم پرسنل لا میں آپ نے روح پھونکی اس کی حفاظت کے لئے بیحد محنت و مشقت فرمائی اور ہندوستان کی تمام تنظیموں میں تحریک پیدا کی آپ ہی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ممبئی کے ارباب فکر و دانش نے علماء کرام کی زیر قیادت ممبئی میں ایک احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا جسمیں ملک کے ہر عقیدہ و مکتبۂ

فکر کے علماء کو دعوت شرکت دی گئی، حضرت مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے پاس بھی دعوتنامہ آیا مگر حضرت نے اس مخلوط جلسہ میں شرکت سے معذرت نامہ تحریر فرمادیا کیونکہ اس جلسہ میں صدارت قاری محمد طیب دیوبندی کی تھی اور داعیان جلسہ میں مولوی عتیق الرحمٰن اور مولوی منت اللہ رحمانی مونگیری اور کچھ غیر مقلد وشیعہ مولویوں کے نام بھی تھے۔

حضرت مفتی اعظم ہند ان دنوں بالا گھاٹ میں تشریف فرما تھے، حضرت برہان ملت کے بڑے صاحبزادے محمود ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمود احمد صاحب قبلہ دام ظلہ العالی حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت اقدس میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے محمود میاں صاحب قبلہ سے مسلم پرسنل لا اور اس کے اجتماع میں برہان ملت کی شرکت کے تعلق سے پوچھا تو محمود میاں صاحب نے آپ کی شرکت سے معذرت اور حاضر نہ ہونے کے اسباب بیان کردیئے، حضور مفتی اعظم ہند نے سارے معروضات سننے کے بعد ارشاد فرمایا ''برہان میاں سے جاکر کہئے کہ ہرگز ہرگز انکار نہ کریں چونکہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے انہیں کا احتجاج اور اقدام ہے اور باقوت احتجاج ہے انہیں اپنا کام جاری رکھنا اور اسے آگے بڑھانا چاہئے مخلوط اجتماع اور غیروں کے زیر اہتمام وصدارت یہ جلسہ ہونے کے باعث انہوں نے جو معذرت کی ہے اسے ترک فرمادیں اور ضرور ضرور شرکت کریں، کیا پارلیمنٹ اور اسمبلی میں مسلم اور غیر مسلم سب کے ساتھ نہیں بیٹھنا پڑتا ہے، ادھر ممبئی سے تو برابر اہل جلسہ کا اصرار ہو ہی رہا تھا اور وہ لوگ مسلسل آپ سے رابطہ کئے ہوئے تھے اور کسی بھی قیمت پر آپ کی شرکت کو ضرور جان رہے تھے جب محمود میاں نے بالا گھاٹ سے آکر حضرت سے بتایا کہ سرکار مفتی اعظم ہند نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو آپ نے قبلہ مفتی اعظم ہند کا حکم سنتے ہی شرکت کا پکا ارادہ کرلیا، بقیہ تفصیل حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی زبانی پڑھیں۔

''میں اس جلسہ میں شرکت کے لئے ممبئی پہنچا مگر مہتمم جلسہ کا مہمان نہ ہوا اور اپنے ایک برادر طریقت خلیل احمد صاحب کے یہاں قیام کیا جلسہ میں بہت

زبردست اجتماع تھا، تقریباً دولاکھ افراد کا مجمع تھا میرے پہنچنے سے پہلے جن مولویوں کی تقریریں ہوئیں ان کے فوٹو بھی لئے گئے اور دوران تقریر تالیوں کی گونج بھی اٹھی۔ جب فقیر کے نام کا اعلان ہوا اور فقیر مائک کے سامنے پہنچا فوٹو گرافر سامنے آئے میں نے نہایت اور سختی کے ساتھ منع کیا کہ یہ جلسہ اسلامی ہے، مسلمانوں کا ہے فوٹو کھینچنا حرام ہے ہرگز ہرگز فوٹو نہ لیا جائے جب میں نے تقریر شروع کی اور اسلام کے قانون کی عظمت واہمیت کا ذکر کیا تو حسب معمول مجمع نے تالیاں بجائیں میں نے سختی کے ساتھ مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کو کہا کہ یہ ایک اسلامی اجتماع ہے یہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں کہ آپ لوگ تالیاں بجارہے ہیں آپ لوگوں کو شرم آنی چاہئے، اگر کوئی بات آپ کو پسند آتی ہے اور جذبات کی ترجمانی ہوتی ہے تو آپ اس کی تائید میں نعرۂ تکبیر ورسالت بلند کیجئے، اس کے ساتھ ہی جلسہ میں نعرۂ تکبیر ورسالت کی آوازیں بلند ہونے لگیں میں نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا قرآنی، شرعی اور اسلامی قانون ہے جسمیں ایک حرف کی بھی نہ ترمیم ہوسکتی ہے نہ تحریف نہ تبدیلی، اور قرآن کریم کے حکم کے مطابق میں حکومت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں ترمیم کی جائے یا ارادہ ہی کیا جائے کہ اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم ہو قرآن عظیم کی رو سے کفر ہے اور جو مسلمادن مسلم پرسنل لا میں تبدیلی کے خواہاں ہیں وہ حکم قرآنی کی رو سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں حکومت جان لے کہ مسلمان کبھی بھی مسلم پرسنل لا میں کسی بھی تبدیلی کو برداشت نہ کریں گے، میری تقریر میں برابر نعرۂ تکبیر ورسالت بلند ہوتے رہے، جب میں تقریر ختم کر چکا اور چلنے لگا تو قاری طیب وغیرہ نے بیٹھنے کو کہا میں نے کہا جو میں کہنے آیا تھا کہہ چکا میں کچھ سننے کے لئے نہیں آیا تھا اس

لئے اب اپنی قیام گاہ جا رہا ہوں ، سبھی ذمہ داران وداعیان جلسہ نے میرا شکریہ ادا کیا اسٹیج سے اتر کر کچھ دور میرے ہمراہ آئے اور کہا کہ اگر آپ تشریف نہ لاتے تو ہمارا جلسہ ہرگز کامیاب نہ ہوتا آپ نے وہ نکات واحکام بیان فرمائے جو ہمارے وہم وگمان میں بھی تھے اس جلسہ میں علماء اہل سنت نے شرکت نہ کی تھی اور میں بھی حضور مفتی اعظم ہند کے ارشاد پر شریک ہوا تھا جب جلسہ کی کاروائی جلی حرفوں میں اخبارات میں شائع ہوئی اور میری تقریر چھپی تو علماء اہل سنت نے میرے لئے دعائیں کیں اور کامیابی پر مبارکبادیاں تحریر فرمائیں جب میں بریلی شریف خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے بے پناہ مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اگر آپ شریک نہ ہوتے اور اظہار حق واعلان حق نہ فرماتے تو بریلی کی کمی رہ جاتی آپ ے اس سلسلہ میں جو احتجاجی کارروائی میں پہل کی تھی اس کی تائید میں یہ جلسہ بڑا کامیاب رہا اور یہ جلسہ آپ کی شرکت سے بریلی کا جلسہ ہوگیا''

نعت گوئی

شعروشاعری یہ ایک بہت ہی مؤثر فن ہے جس سے نہ جانے کتنے بیگانے اپنے اور اجڑے دل آباد ہوجاتے ہیں، نیز وہی شعر گوئی قابل توجہ ہے جو بیہودہ گوئی اور لغو خیالات سے صاف وستھری ہو کیونکہ وہ اشعار جن میں پاس شرع اور حدود واحکام کی رعایت ملحوظ نہ ہو ہرگز ہرگز قابل توجہ وسماع نہیں بلکہ ایسی شاعری تو باعث گناہ اور موجب کفر ہوتی ہے، ایسے شعراء کی مذمت کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا، والشعراء یتبعھم الغاؤن الم تر انھم فی کل واد یھیمون ہاں وہ شاعری جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو تعظیم رسول کی آئینہ دار ہو جسمیں تقدیس الوہیت ، اور عشق رسالت سے گہری وابستگی اور حقائق کی منظر کشی

ہو یقیناً قابل تعریف ولائق صد تحسین ہے۔
ایسی شعر گوئی کی تصدیق وتعریف بزبان رسالت مآب ملتی ہے، صحابی رسول حضرت حسان کے مدحیہ اشعار سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر اپنی چادر مبارک عطا فرمادی۔ اللھم ایدہ بروح القدس فرما کر دعا سے سرفراز فرمایا۔
شرعی حدود کی رعایت، احکام شرع کی پابندی، اور غلو و بیجا تعریف وتوصیف سے اشعار کو صاف وستھرا رکھتے ہوئے ندرت، معنویت وجاذبیت کے ساتھ شعر کہہ لینا یہ بہت مشکل امر ہے اسی وجہ سے امام الکلام اعلیٰحضرت نے فرمایا۔
''نعت رسول نہایت ہی مشکل امر ہے اس میں تلواروں کی دھار پر چلنا پڑتا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت کو پہنچا دیتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے''۔
اسی پیچیدگی کے پیش نظر عشق رسالت مآب کے باوجود بہت سے بزرگوں نے شعر گوئی سے کوئی شغف نہیں رکھا۔
نعتیہ شاعری کی ابتدا تو اوائل اسلام ہی سے ہوگئی تھی، حضرت حسان، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زہیر، حضرت امام بوصیری، شیخ سعدی مولانا جامی علیہم الرحمہ کے نعتیہ کلام اس دم سے تا ایں دم شہرت ومقبولیت کے مقام پر فائز ہیں۔
ہمارے ملک میں یوں تو ہر دور میں نعت گو پائے جاتے رہے، اپنے اپنے انداز میں سرکار کی بارگاہ میں تعریف وتوصیف کے گلدستے پیش کرتے رہے لیکن گذشتہ صدی سے اس صدی تک فن نعت گوئی میں جو نام سرفہرست نظر آتا ہے وہ امام شعر وادب مجدد دین وملت امام احمد رضا خان کا نام نامی اسم گرامی ہے انہوں نے اردو شاعری میں بھی اپنی شان مجددیت کے ساتھ نعت گوئی کو جس مقام پر پہنچایا ہے وہ صرف انہیں کا خاصہ ہے۔
امام احمد رضا کے ہونہار روحانی فرزند لائق وفائق شاگرد، سچے خلف نے بھی نعتیہ شاعری میں طبع آزمائی کی اور قوم وملت کو نعت رسول کا ایک بہترین دیوان بنام ''جذبات

برہان" عطا کیا جو نعت خواں حضرات کے لئے ایک درّ نایاب اور نعت گو حضرات کیلئے رہبر کامل اور عاشقان مصطفیٰ کیلئے سامان سوز و گداز ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی اعظم مدھیہ پردیش حضرت علامہ مولانا حکیم الحاج مفتی محمود صاحب دام ظلہ رقم طراز ہیں۔

"حضرت برہان ملت قدس سرہ کا نعتیہ کلام سرور کائنات علیہ ﷺ اور محامد و مناقب اولیاء کرام کا ایک بہترین و حسین تحفہ ہے جو در حقیقت ان کے عشق نبی اور سیدنا غوث اعظم و سلطان الہند خواجہ غریب نواز اور امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہم الرحمہ کے حضور پاکیزہ و صاف ستھرے جذبات عقیدت و محبت اور اعتراف غلامی کا آئینہ دار ہے"

یوں تو شاعری کی ابتدا حضرت نے کم عمری ہی میں کر دی تھی اور جواں عمری میں آپ ایک کہنہ مشق نعت گو کی طرح بہترین نعتیں لکھتے تھے ایسی نعتیں کہ بارگاہ امام علم و ادب میں جن کو مقبولیت و پسندیدگی سے نوازا گیا اور تعریف و توصیف کی سند جاری کی گئی، یعنی جب حضرت برہان ملت نے بائیس سال کی عمر میں پہلی بار اپنے والد گرامی کی ہمراہی میں حاضری دی تو آپ نے راستہ میں بزبان فارسی ایک سلام ببارگاہ خیر الانام لکھا اور سوچا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو سنا کر اصلاح لے لوں گا چنانچہ جب بریلی پہنچے اور اعلیحضرت کی بارگاہ میں بعد نماز جمعہ موقعہ پایا تو اپنے ہم سفر ساتھی حاجی منشی عبدالغفار صاحب کو اشارہ کیا کہ موقعہ غنیمت ہے اشعار سنا کر اصلاح لے لیجئے منشی جی نے اعلیحضرت سے عرض کیا حضور ایک نعت شریف پیش کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر اعلیحضرت پیر کھینچ کر باادب بیٹھ گئے سب لوگوں نے درود شریف پڑھا اور منشی جی نے حسب ذیل اشعار سنائے۔

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک ۔۔۔ بارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک

روم بسوئے تو بر ہر قدم کنم سجدہ ۔۔۔ نوائے قلب شود سیدا سلام علیک

بجز درت نہ کشائم بہ ہیچ در دستم ۔۔۔ توئی است قبلۂ حاجات سلام علیک

عطاک عم علی کل ذرۃ فامطر علی غیث عطامن عطا سلام علیک

بہ احمدے کہ رضایش ہم رضائے خدا است بگو زمن بصلوۃ اے سلام علیک

رسی چوں بردر احمد رضا بگو برہاں بصد ادب بشما مرشدا سلام علیک

مذکورہ بالا اشعار سن کر اعلیحضرت نے فرمایا کہ یہ اشعار برہان میاں نے لکھے ہیں ماشاء اللہ، بارک اللہ، پھر فرمایا میں غور کررہا تھا کہ جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے کہاں ہیں برہان میاں حضرت برہان ملت دارالافتاء میں بیٹھے تھے حکم سن کر حاضر بارگاہ ہوئے سامنے دیکھ کر سرکار اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا ''حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نعت شریف پیش کرنے کی اجازت چاہی حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر سنانے کی اجازت دی'' نعت شریف کو بہت پسند فرمایا جسم اقدس پر شامی چادر تھی اتار کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جسم پر اڑھادی فقیر کیا حاضر کرے اتنا فرما کر عمامہ اتار کر حضرت برہان ملت کے جھکے ہوئے سر کو سرفراز فرما کر دعائے درازیٔ عمر و ترقی علم وعمل وثبات واستقامت فرمائی۔

سرکار اعلیحضرت کا عطا کردہ امامہ شریف آج بھی تبرکات میں محفوظ ہے اور عید میلاد النبی وجلوس غوثیہ قادریہ میں تقریر کے دوران صاحب سجادہ دام ظلہ اسے زیب سر کرتے ہیں

سرکار مفتی اعظم ہند نے بھی آپ کی نعت گوئی کو سراہا ایک مرتبہ جبلپور میں حضور مفتی اعظم ہند کے دوران قیام رات کی مجلس میں کافی رات تک نعت خوانی کا سلسلہ چلتا رہا جس میں مختلف شعراء کے کلام پڑھے گئے اسی مجلس میں حضرت برہان ملت کی لکھی ہوئی نعت ''فرقت کی آگ ہے میرے دل پر لگی ہوئی'' پڑھی گئی تو حضرت مفتی اعظم ہند بہت انہماک د محو تصور کہیں کھوئے ہوئے سے نعت شریف سماعت فرمارہے تھے پلکیں بھیگی جارہی تھیں جب مقطع کا شعر پڑھا گیا تو آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس وقت محفل میں برہان ملت نہ تھے فرمایا بہت عمدہ اور عشق ومحبت سے بھری ہوئی نعت ہے سرکار رسالت مآب سے سچی عشق ومحبت کی چاشنی ہے پھر حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے کپڑے کے بستے سے چند متفرق اوراق نکال کر

برادر دینی و یقینی حضرت مولانا الحاج عبدالعزیز رمضان سلامی صاحب کو مرحمت فرمائے اور ارشاد فرمایا انہیں نقل کر لیجئے اور پڑھ کر سنایا کیجئے۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے اپنی مشہور زمانہ نعت "حبیب خدا کا نظارہ کروں میں" پڑھنے کا اسی مجلس میں حکم دیا اور حضرت حاجی رمضان صاحب سلامی کو نعت شریف کے منتشر اوراق کو جمع کر کے قلمی بیاض جمع کرنے کی اجازت فرمائی، سرکار مفتی اعظم ہند کے ارشاد عالی کے بعد بالالتزام حاجی رمضان صاحب آپ کی نعتوں کے ساتھ سرکار برہان ملت کی نعتوں کو بھی جمع کرتے رہے۔ اور بیاضوں سے ایک ایک کر کے نکالتے رہے بالآخر مکمل ایک دیوان بنام "جذبات برہان" تیار و طبع ہو کر منظر عام پر آ گیا۔

ایک مرتبہ کچھوچھہ کے عرس کے لئے حضور محدث اعظم ہند نے سرکار برہان ملت کو دعوت دی اور مشاعرہ کیلئے مصرع طرح "نور باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہئے" تحریر کیا حضرت برہان ملت نے مصرع مذکورہ پر نعت تو لکھی مگر کچھوچھہ کے عرس مبارک میں شرکت نہ کر سکے پھر ناگپور کے ایک جلسہ میں حضرت محدث اعظم ہند سے ملاقات ہوئی تو محدث اعظم ہند نے عرس مبارک میں شرکت نہ کرنیکا شکوہ کرتے ہوئے فرمایا "مولانا آپ اگر عرس شریف میں تشریف نہ لا سکے تھے تو اپنا کلام ہی اس مصرع طرح پر طبع آزمائی کر کے بھیج دیا ہوتا جو میں نے خود آپکو بھیجا تھا، حضرت برہان ملت نے فرمایا "حضرت کی خدمت میں عدم حاضری کی معذرت تو کر چکا ہوں حسب حکم نعت شریف ضرور لکھی جو بھیج نہ سکا اس وقت حاضر ہے پھر یہ نعت اکابر کی موجودگی میں پڑھی گئی اس میں جذبات محبت و عقیدت درس اتباع رسالت شان عظمت و رفعت اور سلاست زبان کیساتھ مضمون کی بیساختگی نے وہ سماں پیدا کیا کہ حضرت محدث اعظم ہند اور حضرت سرکار مفتی اعظم ہند ایک ایک شعر پر جھوم اٹھے اس نعت کے چند اشعار یہ ہیں۔

سعی قرب حق میں گر فوزاً عظیماً چاہئے ۔۔۔ اتباع سید اکرم یقیناً چاہئے

کلمہ گوئی تو فقط اسلام کو کافی نہیں ۔۔۔ حب احمد دل سے قولاً اور فعلاً چاہئے

تجھ کو اے زاہد مبارک قصر جنت کا خیال　　بس ہمیں سرکار کے سایہ میں مسکن چاہئے

سایۂ دامان رحمت یوں تو مل سکتا نہیں　　سنیت کا خوب گہرا رنگ وروغن چاہئے

یہ چند اشعار بار بار پڑھائے گئے لیکن جب یہ مصرع پڑھا گیا

ہے جہنم ذات لہب کی صدا اھل من مزید

تو سبھی حاضرین اہل علم چونک پڑے اور اس کے مصرع ثانی کو سننے کے لئے بیتاب ہوگئے جب پورا شعر اس طرح مکمل کیا گیا۔

ہے جہنم ذات لہب کی صدا اھل من مزید
اسکو ایندھن کے لئے حضرت کا دشمن چاہئے

تو نعرۂ تکبیر ورسالت سے پورا مجمع گونج گیا اور کافی دیر یہی صدا سنائی دیتی رہی اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔ان واقعات سے بخوبی عیاں ہو جاتا ہے کہ حضرت برہان ملت کی نعتیہ شاعری کو امام علم وادب اعلیحضرت عاشق رسول حضور مفتی اعظم ہند، حضرت محدث اعظم ہند وغیرہم نے بیحد سراہا، پسند کیا اور انعام واکرام سے نوازا۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے بقول امام اہلسنت مجدد دین وملت علیہ الرحمہ تلوار کی دھار پر چل کر کتنا محتاط طریقہ اس راہ میں اپنایا ہے کہ فن شعر گوئی، پاس شرع اور طریقت وادب کے تمام اصول وضوابط اور قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی عقیدت ومحبت کے پھول حضور رسالت مآب ﷺ میں نذر کئے ہیں جن کی مہک سے محبین رسول کریم کے قلوب معطر اور جن کی پاکیزگی سے اندھیرے دلوں میں روشنی جگمگا رہی ہے، حضرت برہان ملت کے بہتیرے نعتیہ کلام اعلیحضرت امام اہل سنت، حضور مفتی اعظم ہند اور دیگر اکابر اہلسنت کی سماعت مبارکہ سے گزر چکے ہیں، نمونہ کے طور پر چند اشعار یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

سرکار کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے گویا ہیں،

آپ سراپا رحمت ہیں آپ مزیل زحمت ہیں
آپ ہی بحر شفاعت ہیں مالک جود وسخاوت ہیں

وہاں تھا لن ترانی رب ارنی کی تمنا پر
نہ تھی تاب تجلی حضرت موسیٰ کی عظمت میں

شب اسرا تقاضا ادن یا احمد مسلسل تھا
کہ محبوب خدا بڑھ کر ہیں سب سے اپنی رفعت میں

کہیں من ذا الذی یشفع سے یوں تنبیہ فرمائی
نہیں کوئی شریک اس ذات اقدس کا شفاعت میں

علمك مالم تكن تعلم سے واضح کردیا
راز قدرت کے میرے مولیٰ تمہیں ہمراز ہو

لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

(۳) شہید علی الناس امت تمہاری ‌ ‌ ‌ واوحی فاوحی فقد جاء رجعا
ولٰکن کفانا شھات تمہاری ‌ ‌ ‌ فقط اک آن ہی میں سب ہوا ہے
وانت عزیز حریص علینا ‌ ‌ ‌ رؤف رحیم کریم عطا ہے

واقعات شہادت اور شہداء کربلا کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

لنبلون کا مؤمن کو جب خطاب آیا ‌ ‌ ‌ تو صابرین کے بشریٰ کا ایک باب آیا
تھا امتحان نفوس مقدسہ منظور ‌ ‌ ‌ ثبات صبر و شہادت کا یہ نصاب آیا

وفا کیشی کے وہ وعدے او فو اسے یہ غفلت
نبی کے لاڈلے پر یہ ستم وہ بھی مسلماں سے

فزد حسنا کا وعدہ ہے نبی زادوں کے صدقے میں
وسیلہ مانگ تو ان کا لپٹ کے ان کے داماں سے

وہ چلچلاتی دھوپ خوف بھوک و پیاس
لب فرات جو وہ ابن بوتراب آیا

رضا و صبر خوف و جوع و نقص مال انفس پر
سبب کیا بہترین امت نے پایا شاہ ذیشاں سے

مودۃ ہی ذوی القربیٰ کی تھی مطلوب آقا کو
جو دل پرنور ہے اس سے وہ بھرپور ہے احسان سے

ہے ورثۂ مسرور دیں کا کتاب اللہ و عترت
یہ جس نے پالیا وہ مطمئن ہے اپنے ایمان سے

اپنے استاذ و مربی مرشد برحق اور روحانی پدر امام شعر و ادب مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بارگاہ میں ان کے فیوض و برکات نسبت وابستگی اور عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے گویا ہیں۔

مرشد نے جو نقشہ پیش کیا اس نعلین مبارک کا برہاؔن
لاریب سند سے ثابت ہے پھر اس کی صداقت کیا کہنا

سینے سے لگا آنکھوں سے لگا سر پڑا سے رکھ سر اس پر رکھ
مانگ اسکے توسل سے برہان کھل جائے گی قسمت کیا کہنا

شمشیر بے نیام رضا کے غلام کی
برہان وہابی کے سر پر لگی ہوئی

رحمت کا انکی سہارا ہے دامن رضا کے سایہ میں
کیوں برہاؔن فکر فردا ہو جب غوث وسیلہ ہو جائے

عاقبت برہان کی فیض رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

برہان کو کب شعر و سخن کا ہے سلیقہ صدقہ ہے رضا کا
پھر لطف کی شعر محبت سے بھرا ہوا اے سرور عالم

حجت و برہان حق برہان حق کو کر عطا
عبد السلام اور رضا غوث الوری کے واسطے

حج بیت اللہ

ہر کس وناکس صحیح العقیدہ مسلمان کی یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ وہ حرمین طیبین کی زیارت کر کے اپنے گناہوں کو دھوڈالے۔ وہاں حاضر ہوکر اپنے پریشان دل کو سکون وقرار بخشے اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگائے اور در حبیب میں حاضر ہوکر شفاعت کا مستحق ہوجائے ،مدینہ منورہ کے انوار وتجلیات سے اپنے تاریک دل کو جگمگائے ،لیکن یہ خوش نصیبی وفیروز بختی ہر شخص کے حصہ میں کہاں؟ جس پر اللہ اور اس کے رسول کا خصوصی فضل وکرم ہوتا ہے اس خوش نصیب انسان کا وہاں سے بلاوا آتا ہے۔

حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی انہیں خوش نصیب افراد اور خدا ورسول کے مقبول ترین اشخاص میں سے ہیں کہ جن کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت میسر ہوئی، آپ نے پہلا حج اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۱۳۴۰ھ میں کیا اور دوسرا حج ۱۳۷۵ھ میں ادا کیا آپ کے حج کی مختصر روداد یہ ہے۔

جبل پور سے روانگی: آپ جب پہلی بار ۱۳۴۰ھ میں اپنے والد ماجد حضرت عبدالسلام علیہ الرحمہ کے ہمراہ تشریف لے گئے تو اہل جبل پور نے دونوں ہی بزرگوں کو نہایت ہی پرجوش اور شاندار وداعیہ پیش کیا، روانگی کے وقت جبل پور ریلوے اسٹیشن پر اس قدر مجمع تھا کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا، ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ جس طرح ممکن ہو ان بزرگوں کے جدا ہونے والے قدموں سے لپٹ لے کارکنان اسٹیشن اور انگریز عقیدتمندوں کی اتنی کثیر تعداد دیکھ کر انگشت بدنداں بت بنے کھڑے تھے پھر جب ٹرین آئی اور دونوں بزرگ ٹرین پر سوار ہوگئے تو بعض عقیدتمند جدائی برداشت نہ کر سکے اور وہ لوگ بھی ان کے ہمراہ ٹرین پر سوار ہوگئے۔ جب ٹرین نرسنگ پور اسٹیشن پر پہنچی وہاں بھی عقیدتمندوں کا ایک بہت بڑا قافلہ ہار وپھول کے ساتھ استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھا، اسٹیشن پر زبردست اہتمام کیا گیا

تھا، پورا پلیٹ فارم قالینوں کے گل بوٹوں سے گلزار بنا ہوا تھا، کرسیاں قرینے سے بچھادی گئی تھیں، اور کرسیوں کے سامنے میزوں پر ہار و پھول رکھے ہوئے تھے، عقیدتمند حضرات نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ دونوں بزرگوں کو نیچے اتار کر لائے ہار پھول ڈال کر اپنی مرادیں پوری کیں اور عصر کی نماز بھی وہیں باجماعت انتہائی اطمنان کے ساتھ ادا کی گئی، بعد نماز عصر ٹرین وہاں سے چل دی پھر تقریباً ہر بڑے اسٹیشن پر احباب و متعلقین و مریدین و متوسلین ملاقات کیلئے حاضر ہوتے رہے، جب ۱۶ رشوال کو ٹرین ممبئی اسٹیشن پہنچی تو وہاں بھی اسٹیشن پر احباب و مخلصین کا ہجوم قابل دید تھا، ان حضرات نے بھی نہایت پر جوش خیر مقدم کیا پورا پلیٹ فارم نعرۂ تکبیر و رسالت، عبدالسلام زندہ باد، برہان ملت پائندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا، ان نعروں کی گونج و پکار اور شاندار استقبال کو دیکھ کر اغیار حیرت زدہ تھے اور اپنوں کے سینے فرحت و انبساط سے مسرور و معمور ہو رہے تھے۔

جہاز کی روانگی: بالآخر وہ وساعت سعید بھی آگئی کہ جس ارادہ سے گھر سے نکلے تھے اس بابرکت سفر کو طے کرنے کے لئے جہاز پر قدم رکھ دیئے، وہ گھڑی بھی کتنی ہی عجیب و پر کیف ہوتی ہے کہ جس وقت حجاج کرام کی روانگی ہوتی ہے وہ کتنا روح پرور منظر ہوتا ہے کہ جس کو دیکھ کر پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے۔ اور غم و خوشی کے ملے جلے جذبات سے آنسو بہہ نکلتے ہیں، اللہ اکبر یہ دل ہلا دینے والا سماں کہ جب حجاج اپنی جان و مال کی پرواہ کئے بغیر خدا اور رسول کی خوشنودی و رضا کے لئے سمندر کی لہروں میں اپنے آپ کو سپرد کر کے خدائے قہار و غالب کی ذات پر بھروسہ کر کے چل دیتے ہیں، جانے والے اپنی خوش نصیبی پر فرحت و مسرت کے اور بھیجنے والے اپنی کم قسمتی پر غم واندوہ کے آنسو بہاتے ہیں اور قریب میں کھڑے احباب و اغیار ہر ایک ٹکٹکی باندھے حسرت و یاس کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور کشتگان محبت کی خوش نصیبی پر رشک کرتے ہیں۔

یہ حضرات جہاز پر سوار ہو گئے اور جہاز کا سفر شروع ہو گیا، جہاز میں بھی تمام اور

وظائف حسب معمول ادا ہوتے رہے، تمامی نمازیں باجماعت انہیں بزرگوں کی اقتدا میں پڑھی جاتی رہی بلکہ مغرب وعشا اور فجر میں تو اس قدر بھیڑ ہو جاتی کہ آنے جانے کا راستہ بھی بند ہو جاتا۔

عبرت: آپ کے جہاز میں کچھ دیوبندی بھی تھے، ان کا زیادہ وقت اسی میں گزرتا کہ جہاز کے حاجیوں کو بہکاتے، مدینہ طیبہ کی حاضری سے روکتے، لیکن سنی تو ان کا وظیفہ ہی تھا یارسول اللہ جس کو سن کر دیوبندی بہت چڑھتے، برے منھ بسورتے، بالآخر وہ دیوبندی ان سنیوں کے یارسول اللہ کے نعرہ سے تنگ آگئے، ان کی طرف انہوں نے آنا ہی چھوڑ دیا کیونکہ حضرت برہان علیہ الرحمہ کے اہل قافلہ انکو دیکھتے ہی یارسول اللہ کی صدا بلند کر دیتے تھے جس سے ان کی جان جل جاتی۔ ان کی مجبوری یہ تھی کہ نہ چاہتے بھی ان کو اس طرف آنا پڑتا تھا کیونکہ اوپری ضروریات کیلئے پانی کا نل سنی حضرات کے قریب ہی لگا تھا۔

دہلی کا ایک دیوبندی کسی ضرورت سے پانی لینے کے لئے نل پر آیا تو حضرت کے ساتھیوں نے اسکو دیکھ کر حسب عادت یارسول اللہ کہا وہ شخص منھ بسورتا ہوا پانی لیکر جیسے ہی واپس ہوا یکا یک اس کا پیر پھسل گیا اور حضرت برہان ملت کے قدموں کے پاس دھم سے گر پڑا اس کے گرتے ہی منشی عبدالغفار صاحب نے نعرہ لگایا یارسول اللہ بچانا، وہ شخص سنبھل کر اٹھا اور جانے لگا اور جاتے جاتے کہنے لگا، میاں یارسول اللہ کیا بچائیں گے اللہ پاک بچانے والا ہے، اتنا کہتے ہی پھر اس کا پیر پھسل گیا اور موقع ہی پر فوراً گر پڑا منشی عبدالغفار صاحب نے پھر کہا یا غوث پاک بچانا پھر وہ سنبھلا اور اور سنبھل کر بولا غوث پاک کیا بچائیں گے اللہ بچائے گا، ابھی اس کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ چکر کھا کر پھر گر پڑا اور ایک لوہے کی جالی سے ٹکرا کر لہولہان ہو گیا اس کے سر میں شدید چوٹ آگئی، پھر وہ دھیرے دھیرے سنبھل سنبھل کر چکر کھاتا ہوا اپنے سر کو پکڑے ہوئے اندر چلا گیا۔

اس واقعہ کو دیکھ کر تمام لوگوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی، کہ اللہ کے پاکباز اور

برگزیدہ بندوں کے ساتھ بے ادبی ان کی جناب میں گستاخی کی یہ سزا ہے جو اس شخص کو ملی ہے اور ہم سب لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے کہ ان کی شان والا تبار میں نازیبا کلمات زبان سے نہ نکالیں ورنہ دنیا کے ساتھ ہی ساتھ آخرت میں بھی سزا و عقاب کے مستحق ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

لغزش کی اصلاح

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ وہاں بھی اصلاح و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے مسائل شرعیہ سے لوگوں کو واقف فرماتے رہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو درست طریقے پر مناسک وارکان ادا کرنے کی تعلیم و تلقین فرماتے رہے حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ ابھی احرام باندھنے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں چپل اور سوئی و تاگہ ہے چپل کے اوپری حصہ میں جو سامنے نوک نکلی رہتی ہے قریب ایک انگل کے وہ صاحب کاٹ کر سوئی تاگہ سے سی رہے ہیں وہ اسی طرح سلی ہوئی ادھوری چپل لیکر حضرت کی طرف آئے اور سلام کر کے عرض کرنے لگے حالت احرام میں ایسی چپل پہننا جس کی نوک نکلی ہوئی ہو اور پنجے کے اوپری حصہ میں جو کس قدر اٹھی ہوئی ہو جو پنڈلی اور پنجے کے جوڑ سے قریب پڑتی ہے ڈھک جانا جائز ہے یا نہیں حضرت نے فرمایا جائز ہے انھوں نے کہا کہ کعبین کے ڈھانکنے کی ممانعت ہے اور کعب کی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ ایک ہڈی ہے جو پنڈلی اور پنجے کے قریب کسی قدر اٹھی ہوتی ہے تو وہ یہی ہڈی ہے جو نمایاں ہے جب یہ ہڈی ڈھک جائیگی تو حکم باقی کہاں رہا حضرت نے فرمایا کہ وہ ہڈی نہیں ہے بلکہ کعبتین سے مراد ٹخنے ہیں جو پنڈلی کے نیچے حصہ میں پنجہ کے قریب دونوں طرف نکلے ہوتے ہیں اس پر انھوں نے بحث کی حضرت کے پاس، طحطاوی، مشکوٰۃ المصابیح، و مرقات شرح مشکوٰۃ، نامی کتابیں تھیں کھول کر دکھا دیا مگر پھر وہ اپنی بات پر اکڑے رہے اور کہنے لگے کہ پالنپور والے مولوی صاحب نے ہم کو ایسا ہی بتایا ہے جو ہم نے ذکر کیا اور ''جوہرہ نیرہ'' میں

بھی یہی لکھا ہے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ بسم اللہ کیجئے لایئے جو ہرہ نیرہ جب جو ہرہ نیرہ لا
ئےتو دیکھا کہ اس میں لکھا تھا، کعب وہ ہڈی ہے جو پنڈلی کے نیچے جوڑ کے قریب ابھری ہوتی
ہے یہ ایک مبہم معنیٰ تھا جو کہ یقیناً حضرت ہی کے قول کی تائید کررہا تھا غرض کے بعد میں جب
حضرت نے اپنی دونوں کتابوں سے اس کا تفصیلی ترجمہ سنایا تو انھوں نے آپ کی بات کو تسلیم
کیا حجت کرنے پر نادم وشرمسار ہوئے اور پالنپور والے دیوبندی مولوی پر لعنت بھیجنے لگے اس
کے بعد سے انھوں نے دیوبندیت اور دیوبندی مولویوں سے قربت وصحبت اختیار کرنے
سے توبہ کی اور اس روز سے سچے پکے سنی مسلمان ہو گئے۔

سرزمین عرب میں اعزاز واکرام

حضرت عید الاسلام وحضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو سرزمین عرب میں خوب
عزت ملی وہاں کی عوام اور انتظامیہ ہر دو نے ان حضرات سے عزت واحترام سے پیش آئے
،بہتر سے بہتر سلوک کی کوشش کرتے ،ان بزرگوں کی دلجوئی وخوشی کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ
رکھتے ،دعوت وضیافت کا اہتمام کر کے اپنی سعادت مندی کا اظہار کرتے اور دعائیں لیکر
بہت مسرور ہوتے ،اس موقعہ پر یوں تو بہت سے ملازمین وعوام نے ان دونوں بزرگوں کی
دعوتیں کیں اور عزت واحترام سے پیش آئے لیکن ،ڈاکٹر نور محمد قاسم صاحب کے اعزاز و
اکرام ومہمان نوازی اور عقیدت مندی کا ذکر کردینا زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔

جونا گڑھ ہندوستان کے رہنے والے جناب ڈاکٹر نور محمد قاسم صاحب جو عرب
میں اسسٹنٹ سرجن کے عہدہ پر فائز تھے جب ان کو ان بزرگوں کی آمد کا علم ہوا تو بہت خوش
ہوئے اور دوڑے بھاگے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اولاً حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ
ہی سے ملاقات ہوئی ،سلام ودست بوسی کی پھر بعد میں حضرت عید الاسلام سے شرف
ملاقات حاصل ہوا اور چند دن کی صحبت بافیض میں رہنے کے بعد دل وجان سے حضرت کے
گرویدہ ہو گئے اور ان کے دل کی گہرائیوں میں حضرت کی عقیدت وعظمت گھر کر گئی اور آپ
ہی کے دست اقدس پر بیعت ہو گئے۔

جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب نے ان دونوں حضرات کے لئے نہایت آرامدہ اور پرسکون گھر میں قیام کا انتظام کر دیا تھا اور ہر شام کو خود ملاقات کے حاضر ہوتے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے اور موقعہ بموقعہ ان دونوں بزرگوں اور ان کے احباب و رفقاء سفر کی دعوت کا اہتمام بھی کرتے۔

صرف ایک ڈاکٹر نور محمد قاسم صاحب ہی نہیں بلکہ بیشتر ملازمین ان حضرات کو نہایت ہی قدر و منزلت سے دیکھتے عقیدت و محبت سے پیش آتے سلام و دست بوسی کرتے حتی المقدور تکلیف و آرام کا خیال رکھتے عام لوگوں سے ممتاز و منفرد گردانتے حضرت برہان ملت اپنے سفر نامۂ حج میں ایک مقام پر خود تحریر فرماتے ہیں ''الحمد للہ سب معززین و ملازمین کے دلوں میں ہماری وقعت بیٹھ چکی تھی کیونکہ دیکھا گیا کہ جس قدر کارکنان ہمارے مستقر کے مقابل سے گذرتے تھے بہت غور سے ہماری طرف دیکھ کر نہایت ادب کے ساتھ سلام کرتے تھے حتیٰ کہ یہودی ملازمین بھی جب ہم لوگوں کے سامنے آئے تو وہ بھی ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے اور نہایت ہی عقیدت و احترام سے پیش آتے'' (خود نوشت سفر نامۂ حج)

عجیب خبر

چونکہ ان دونوں بزرگوں کو جناب ڈاکٹر نور محمد قاسم صاحب اپنے گھر تمام قافلہ والوں کے سامنے لائے تھے اور دوری کے باعث قافلہ والوں سے ملاقات بھی نہ ہوتی تھی اس لئے دیوبندیوں نے مشہور کر دیا کہ مولانا عبدالسلام اور ان کے صاحبزادے مولانا برہان الحق کو سعودی گورنمنٹ نے قید کر کے جیل بھیجدیا ہے اہل قافلہ سے الگ ان کو ایک دور مکان میں رکھا ہے اس واقعہ کی تفصیل حضرت برہان ملت کی زبان سماعت کیجئے ''حضرت اور فقیر برہان اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نصیر الدین نامی آئے یہ صاحب جہاز میں ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے بہت اچھے شاعر تھے اور ہم سے دلی محبت و ہمدردی رکھتے تھے انھوں نے آکر ہم لوگوں کو بہت غور سے دیکھا مگر مکان کے باہر ہی کھڑے رہے حضرت نے انہیں دیکھ کر اندر بلا لیا جوں ہی اندر داخل ہوئے

بہت حسرت کے ساتھ دریافت کیا کہ حضور خیریت تو ہے؟ حضرت نے فرمایا الحمدللہ، پھر انہوں نے کئی مرتبہ اسی جملہ کو دہرایا جس پر تعجب ہوا کہ کیوں یہ بار بار پوچھ رہے ہیں آخر ان سے کہا گیا کہ آپ اس قدر حیرت میں کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا حضور ہم جس قافلہ کے ساتھ ہیں اس میں یہ خبر مشہور ہے کہ ممبئی سے گورنر کا تار آیا تھا اور اس تار کے حکم پر مولانا عبدالسلام و مولانا برہان الحق گرفتار کر لئے گئے ہیں اور ثبوت میں یہ بات پیش کی جا ہی ہے کہ ایک انگریز ان کے ساتھ تھا اس نے لے جا کر ان دونوں کو ایک مکان میں قید کر دیا ہم نے انہیں بتایا کہ انگریز تو کوئی نہ تھا ڈاکٹر نور محمد قاسم صاحب تھے جو انگریزی لباس میں آئے تھے اور پختہ مکان یہی ہے جس میں انہوں نے ہمارے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کچے مکان سے اس پختہ مکان تک ہمارے ساتھ آئے تھے جس میں ہم مقیم ہیں چونکہ وہ ہمارے ہمراہ آئے تھے اس لئے بعض وہابیوں اور گاندھیوں نے اپنی دلی بھڑاس نکالنے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا ہم تو یہاں نہایت آرام اور خیریت سے ہیں دیکھئے کیا اسی کا نام قید ہے کہ ہم تو نہایت آرام سے چارپائیوں پر سو رہے ہیں جبکہ دوسرے وارڈ کے لوگ زمین پر سو رہے ہیں ہم تو یہاں ڈاکٹر صاحب کے مہمان کی حیثیت سے ہیں ڈاکٹر صاحب ہمارے عقیدتمندوں میں سے ہیں اب آپ بھی ہمارے مہمان ہیں اب یہاں سے کہیں مت جائیے اور رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیے یہ سب دیکھ کر اور سن کر وہ بیچارے بہت خوش ہوئے اور ان مفتری کذابوں پر لعنت بھیجی۔

علماء سے ملاقات:۔ حضرت برہان ملت نے اپنے پہلے حج میں کن علماء سے ملاقاتیں کیں یہ تو نہ مل سکا البتہ دوسرے سفر حج میں ضرور ملتا ہے کہ آپ نے وہاں کے نامی گرامی اجلہ علماء سے ملاقات کی، ان سے استفادہ وافادہ کیا، علمی مسائل میں تبادلہ خیال فرمایا، کئی ایک مجلسوں میں علوم خمسہ اور مسئلہ حاضر و ناظر بھی زیر بحث رہے جب آپ نے علوم خمسہ کے اثبات اور مسئلہ حاضر و ناظر کو دلائل و براہین کی روشنی میں شمس و امس کی طرح پیش کیا تو علماء مکہ و مدینہ آپ سے بیحد متاثر و خوش ہوئے۔ انہوں نے برملا آپکے علم و فضل اور خداداد

ذہانت وفطانت کا اعتراف واقرار کیا ان میں سے کئی علماء ربانیین نے آپ کو تعریفی وتوصیفی
سندیں بھی پیش کیں اور بعض نے آپ سے حدیث وفقہ کی اجازت بھی حاصل کی۔ علماء مکہ
ومدینہ آپکے نام سے پہلے ہی واقف تھے اور جن ان کو یہ معلوم ہوا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا
محدث بریلوی کے مایۂ ناز شاگرد اور روحانی فرزند ہیں تب تو ان کے دلوں میں آپ کی محبت
وعقیدت میں اور بھی اضافہ ہوگیا اور دل کی گہرائیوں سے آپ کی عظمت وفضیلت کے
معترف موقر ہوگئے، دوسرے حج کے موقعہ پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے
مکہ ومدینہ کے نام ایک تعریفی گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا جس کو قارئین کے استفادہ کے لئے
یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی حبیبه النبی الکریم الرؤف
الرحیم وعلی آله الصلوٰة والتسلیم اما بعد فیا علماء بلد الحرام
الاجلة العظام الرحلة الکرام الجهابذة الفخام سلمهم ربهم السلام وادامهم
بالعز والاکرام.

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وعلی من لدیکم الی یوم القیمة
بعد السلام اعرض علیکم انی بحمد الله تعالیٰ وسبحانه مع
الخیر والعافیة وارجو من ربی الکریم ان تکونوا ایضامع الصحة والسلامة
فی ارغد عیش وارجو من کرمکم ان لا تنسونی من دعاء کم الصالحة یاتی
فی هذا العام للحج والزیارة صاحب الفضیلة مولانا المکرم المفخم ذو ا
لمجد والکرم حبی الافخم مولانا المولوی محمد عبدالباقی برهان الحق
سلمه ربه ولد حضرة العلام عیدالاسلام مولانا الشیخ عبدالسلام
الجبلفوری رحمة الله تعالیٰ شانه خلیفة شیخنا المجدد الاعظم اعلیحضرة
سیدنا الوالد الماجد المعظم رحمه الله عزبرهانه یصل الیکم انشاء الله

تعالی ویلاقیکم بتشرف زیارتکم فالمامول منکم ان تکرموہ بالاکرام الذی یلیق بشانہ فان ھذا الشیخ ایضا مشرف بالخلافۃ من شیخنا رضی عنہ مولاہ .

والسلام مع الاکرام

الفقیر مصطفیٰ رضا القادری نوری عفی عنہ بالنبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۲/ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ

یوں تو حرمین شریفین طیبین میں کثیر علماء سے آپکی ملاقات ہوئی جن میں سے چند مشاہیر واجلہ علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرۃ العلامۃ مولانا عمر حمدان محرسی مکہ مکرمہ

صاحب الفضیلۃ مولانا العلامۃ السید محمد المغربی المالکی رئیس المدرسین بمدرسۃ الفلاح مکہ مکرمۃ

صاحب الفضیلۃ مولانا العلامۃ السید محمد علوی المالکی "

سماحۃ الشیخ العلامۃ مولانا شیخ محمد مصطفی اخو العلامۃ الجلیل السید النبیل

سماحۃ الشیخ العلامۃ الفھامۃ حافظ الحدیث مولانا اسماعیل محافظ کتب الحرم.

صاحب القیادۃ والریاسۃ العلامۃ مولانا الشیخ یوسف "

صاحب القیادۃ والریاسۃ الشیخ العلامۃ مولانا امین کتبی

صاحب السیادۃ العلامۃ مولانا الشیخ ابوبکر البار

صاحب السیادۃ والفضیلۃ العلامۃ ومولانا الشیخ السید جعفر کثیر رحمھم اللہ تعالی علیھم.

مدینہ منورہ کی حاضری: وہ بہت ہی بدقسمت اور دنیا کا بدترین انسان ہوگا جس کے دل میں سرکار بطحا کی محبت اور تڑپ نہ ہو اور سرزمین عرب میں پہنچنے کے بعد آپ کے دراقدس پر حاضری کی تمنا نہ ہو، وہ دربار کہ جہاں سے ایمان ملا قرآن ملا عرفان وایقان ملا، بلکہ خود رحمٰن ملا پھر بھلا اس در کو بھول جانا یا اس پر حاضر نہ ہونا کتنی بڑی بدبختی ومحرومی اور دین سے دوری ہے ایسا شخص اللہ ورسول ہر ایک کا دشمن اور دین کا غدار کہلاتا ہے جو روضۂ رسول پر حاضری کو براجانے، حاضری سے لوگوں کو ورغلائے اور بہکائے، وہاں پہنچ کر بھی روضۂ رسول پر حاضری کی توفیق نہ پائے، لیکن وہ خوش عقیدہ مسلمان جس کا دل عشق وعرفان سے معمور اور محبت خدا اور رسول سے بھرپور ہوتا ہے اس مومن صادق کی اولین تمنا یہی ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی زیارت سے شادکام ہونے کے بعد رسول گرامی کے دراقدس پر حاضری دیکر سرفرازی حاصل کرلے اور اس کا ضمیر پکار پکار کر کہتا ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

پھر وہ شخص کہ جس کی رگوں میں رسول کے عاشق زار خلیفۂ اول صدیق اکبر کا خون موجزن ہو وہ صدیق کہ جنہوں نے محبت رسول میں اپنا سب کچھ نثار کردیا، اہل وعیال کی قطعاً فکر نہ کی، جس صدیق اکبر نے غار حرا میں خود اپنے پیر کو اژدہے کے سوراخ میں دیدیا لیکن اپنے محبوب کی تکلیف گوارہ نہ کی وہ صدیق اکبر کہ جنہوں نے شب ہجرت جان کی بازی لگا کر اپنے دیار وامصار کو رسول کی رضاوخوشنودی کے لئے تاراج کردیا پھر جو ذات اس خانوادہ کی پروردہ نہیں بلکہ چشم وچراغ ہو اس کے دل میں کیوں نہ رسول اکرم ﷺ کی محبت موجیں مارتی ہوگی، سچ ہی کہا ہے کسی نے۔

عشق محبوب خدا ہے انکی میراث قدیم
جداعلیٰ بھی تھے ان کے یار غار مصطفےٰ

ایک تو خانوادہ صدیقی کا اثر مزید براں امام احمد رضا محدث بریلوی کی فرزندی

دشا گردی سونے پہ سہاگہ، وہ امام احمد رضا جو سچے عاشق رسول اور فنافی الرسول تھے جو سوتے جاگتے، چلتے، پھرتے، احباب میں، اغیار میں، مجلس وتنہائی میں، رزم میں بزم میں، رات میں دن میں ہمہ وقت عشق رسول میں سرشار رہتے، احباب ومخلصین، اعداء وحاسدین سب نے جن کے عشق رسول کا اعتراف واقرار کیا وہ عاشق صادق کہ جس کی پکار ہی یہ ہو۔

جان ہے عشق مصطفے روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھائے کیوں
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للّٰہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

لہٰذا حضرت برہان کے ہوشمند و بیدار دل میں محبت رسول کا ہونا ضروری تھا جس کا مشاہدہ اس وقت ہوا کہ جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، روضہ رسول کی جالی پر نظر پڑی، اپنے ماتھے کی آنکھوں سے محبوب کبریا کے جلووں سے فائز المرام ہوئے تو پکار اٹھے۔

حسن نور افروز نے عالم کو روشن کر دیا
اے حسینوں کے حسیں میری مدد فرمایئے

حضرت برہان ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ان خوش نصیب حجاج اور عاشقان مصطفے میں سے ہیں جو معدودے چند اور انگلیوں میں گنے جاسکتے ہیں یعنی کہ جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہو، حضرت ممدوح کو رب کریم نے رسول کریم کے روضہ کے اندر حاضری کا شرف عطا فرمایا، اور آپ بھی موقعہ پاکر خوب محظوظ ومسرور ہوئے، روضہ کی گرد وغبار کو جمع کر کے اپنے دامن مراد کو بھر لیا اور بطور تبرک لے بھی آئے جو آج بھی لوگوں کے پاس بطور یادگار محفوظ ہے، آپکو سرکار سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی کہ جس کا اعزاز وصلہ آپ کو دنیا ہی میں عطا کر دیا آپ روضہ رسول میں پہنچ کر کتنا سکون اور کس درجہ مسرت محسوس فرمارہے تھے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے گویا ہیں۔

تجھ کو اے زاہد مبارک قصر جنت کا خیال

بس ہمیں سرکار کے سائے میں مسکن چاہئے

سفر حج وزیارت ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں جو مخصوص واقعہ پیش آیا اور جس نعمت عظیم سرفراز ہوئے اس کو حضرت محمود ملت دامت برکاتہم مفتی اعظم مدھیہ پردیش کے قلم بافیض سے ملاحظہ فرمائیے

۹۲/۶/۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سفر حج وزیارت حضرت عید الاسلام وحضرت برہان ملت علیہم الرحمۃ والرضوان جس کی ابتداء شوال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں ہوئی اس کا خاص واہم واقعہ جو حضرت والد ماجد برہان ملت علیہ الرحمہ نے اکثر وبیشتر بیان فرمایا راقم الحروف فقیر قادری اپنی یادداشت کے مطابق اسے تحریری صورت میں پیش کرتا ہے

جبلپور اور اس کے اطراف کے علاقوں میں بانسوں کے بڑے بڑے جنگلات ہیں یہاں سے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کاروباری شکل میں بانس بھیجے جاتے رہے ہیں یہاں ہر قسم کے بانسوں کے جنگلات پائے جاتے ہیں سفر حج کی روانگی سے قبل والد ماجد حضرت برہان ملت نے جبلپور کے بانس ٹھیکیداروں سے درمیانی موٹائی سے سڈول بانس طلب فرمائے اور ان بانسوں کو چار برابر حصوں میں کر کے ہر حصے کے دونوں کناروں پر پیتل کے خول بنوا کر لگوائے کہ موقعہ بموقعہ دو بانسوں یا چار بانسوں کا جوڑ کر اپنے قافلے کی نشاندہی کا مخصوص ہرا جھنڈا جہاز پر منی میں عرفات میں اپنی قیام گاہ کے خیموں کی نشاندہی کے لئے نصب کرنے کے لئے اپنے ساتھ رکھ لئے تھے جن سے برابر کام لیا جاتا رہا۔

فریضہ حج سے مشرف ہو کر مکہ معظّمہ میں یہ بانس مدینہ طیبہ سے ہمراہ سفر رکھے گئے تھے جس زمانہ میں حضرت جد امجد عید الاسلام اور والد ماجد حضرت برہان ملت سفر حج و

زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے اس زمانہ میں حجاز کا علاقہ ترکی حکومت کے زیر اثر تھا
اور حکومت حجاز کی طرف حرمین طیبین میں نظام حکومت کو چلانے کے لئے جو نگراں گوونر مقرر
کئے جاتے تھے انہیں شریف مکہ کے لقب کا اعزاز تھا شریف مکہ ہی کے دور میں سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نیز گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے اصحاب کبار و شعار یار غار صدیق اکبر و اعدل
الاصحاب غیظ المنافقین والکفار فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حجرہ مبارک میں اندر داخل
ہونے والے دروازے کی چابی خدام روضہ اطہر خواجہ سراوں کے سردار کے پاس ہوتی ہے اور
خدام کی نشست اصحاب صفہ کے چبوترے پر ہوتی ہے حضرت جد امجد عید الاسلام و حضرت
والد ماجد برہان ملت مسجد نبوی میں حاضری حضوری کے معمولات کے بعد انہیں خادمان
روضۂ اطہر کے سردار اور خواجہ سراؤں کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرتے اور قرب روضۂ اقدس کے
فیوض برکات اور اصحاب صفہ کے چبوترے میں خدام روضہ مبارک خواجہ سراؤں سے گفتگو
فرماتے اسی ملاقات کے دوران ایکدن سردار خادمان روضۂ سے گنبد خضرا کے اندر کی صفائی
کا تذکرہ آیا انہوں نے بتایا کہ کھجور کی بڑی بڑی شاخوں کا ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر
لمبا تنا بنا کر صفائی کی جاتی ہے حضرت برہان ملت کے اون سے عرض کیا کہ ہم کچھ بانس اس
سفر مبارک میں اپنے ہمراہ لائے ہیں ان سے بخوبی اور نہایت آسانی کے ساتھ انھیں ایک
دوسرے سے ملا کر بلا کسی پیشانی کے صفائی کی جا سکتی ہے انھوں نے گفتگو تعجب سے سنی اور
ان بانسوں کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت برہان ملت نے ان چاروں بانسوں کو
دوسری نشست کے موقعہ پر اون کے سامنے پیش کیا اور ان کو جوڑ کر پورے طور پر لمبا بنا کر
دکھایا اون بانسوں کے جوڑے جانے کے بعد ان کی لمبائی تناؤ اور مضبوطی وغیرہ دیکھ کر انہوں
نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور خواہش کی یہ انھیں روضۂ اقدس کے اندرونی حصہ کی صفائی
کے لئے عنایت فرمادیں۔

حضرت والد ماجد نے اسے اپنی خوش قسمتی پر محمول فرما کر وہ چاروں بانس سردار
خدام روضۂ اطہر کے سپرد فرمادئے اس پر خلوص عقیدت، محبت و مسرت کے لمحات کے ساتھ

سردار خدام نے والد ماجد حضرت برہان ملت کو ارشاد فرمایا کہ کل بعد نماز فجر اسی مقام پر آکر ملیں، حضرت والد ماجد ان کے ارشاد کے مطابق بعد نماز فجر ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے سردار خدام نے ان کے وعدے کے مطابق حاضر ہونے پر مسرت کا اظہار فرمایا اور والد ماجد سے اپنے ہمراہ آنے کے لئے اشارہ کیا حضرت والد ماجد ان کے ہمراہ ہو لئے، انہوں نے آگے بڑھ کر روضۂ اقدس کا تالا کھول کر بانس لئے ہوئے حضرت والد ماجد کو ہمراہ لے کر اندر داخل ہوئے جب یہ دونوں اندر داخل ہو گئے تو دروازہ انہوں نے اندر سے بند کر لیا

روضۂ مبارکہ کے اندرونی حصہ میں گنبد خضری کی چہار دیواری و مزارات مقدسہ کے درمیان جو دیوار سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے زمانے میں حفاظتی طور پر بنائی گئی تھی اس دیوار اور احاطہ گنبد خضری کے درمیان چاروں طرف جو راہداری ہے اس حد تک حضرت والد ماجد کا بھی سردار خدام کے ساتھ داخلہ ہوا حضرت والد ماجد کے ارشاد کے مطابق سردار خدام روضہ نے حضرت والد ماجد کو چاروں طرف کی راہداری میں جاروب کشی کرنے کی اجازت دیدی ،حضرت والد ماجد اپنے اس فیروز بختی کے واقعہ کو بیان کرتے وقت اپنی اشکبار آنکھوں سے عقید تمندوں اور مصاحبین کے جذبات عقیدت و محبت کو متلاطم بنا دیتے کہ انھیں تو خوش قسمتی سے سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس واعلیٰ میں جاروب کشی کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ،یہ عظیم سعادت اور بارگاہ اقدس واعلیٰ میں شرف حاضری کی مقبولیت اس فقیر قادری کو حاصل ہوئی وللہ الحمد۔

جو شرف قبولیت ان بانسوں کے بدولت حاصل ہوئی اس کی مزید تفصیل اس طرح بیان فرمائی گئی ہے، روضۂ اقدس کے اندرونی حصہ کی راہداری کی جو جاروب کشی حضرت والد ماجد نے فرمائی مزارات مقدسہ کی چہار دیواری پر حکومت کی طرف سے مخملی سبز رنگ کے جو غلاف پڑے تھے حضرت والد ماجد نے انہیں بھی خوب بوسہ دیا اور چہار دیواری سے لپٹ کر اپنے چہرے آنکھوں اور جسم کو بھی خوب مس کر کے چاروں طرف طواف کر کے اپنے ہمراہیوں اور مشائخ اور خاندانی بزرگوں اور خاندان کے سبھی افراد کے لئے بھی خوب خوب

دعائیں کیں۔

احاطہ چہاردیواری میں جاروب کشی کے بعد گنبد خضری کا اندرونی حصہ کی جو خاک مبارکہ جمع ہوئی تھی اسے سمیٹ کر حضرت والد ماجد اپنے ہمراہ جبلپور لے آئے، وہ مبارک خاک آج بھی ہمارے خاندان میں موجود ہے اس کے علاوہ مزارات مقدسہ کی ملحقہ دیوار پر جو سبز مخملی غلاف کے پردے ترکوں کے زمانے سے پڑے ہیں وہ پردے جس رسی میں (ڈوری میں) باندھے جاتے ہیں اس مبارک ڈوری کے چند ٹکڑے نیز مغرب کے بعد روضۂ اقدس کے اندر جو موم بتیاں سلامی کے بطور روشن کی جاتی ہیں اس کا بقیہ تین انچ کا ایک ٹکڑا بھی مرحمت فرمایا، یہ سب تبرکات ہمارے یہاں وعظمت واحترام آج بھی محفوظ ہیں۔

مسجد نبوی شریف سے حضرت والد ماجد برہان ملت ان تبرکات باعظمت ووقار کو لئے ہوئے جب قیامگاہ پہنچے اور حضرت جدامجد عبدالاسلام سے سردار خدام روضہ کے الطاف کریمہ اور گنبد خضری میں روضۂ اقدس کے اندر داخلہ اور جاروب کشی کی پر کیف بابرکت سعادت کے حصول کے ساتھ باعظمت تبرکات ملنے اور ان کو حاضر کرنے کے واقعات وکوائف بادیدۂ نم حضرت جدامجد عبدالاسلام کے حضور عرض کیے تو حضرت جدامجد عبدالاسلام نے فرط جوش ومحبت میں حضرت والد ماجد برہان ملت کو سینے سے لپٹالیا، پیشانی اور آنکھوں کو اپنے نورعین برہان الحق والملۃ والدین کو خوب خوب بوسے لئے اور ارشاد فرمایا۔ اللہ اکبر! تیرے نصیب کتنے بلند ہیں، بیٹا تو بڑا ہی قسمت والا ہے، اعلیحضرت مجدد دین وملت نے تو اس سعادت کے حصول کو فرمایا ہے کہ۔

جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے\
وہ بھی کہاں نصیب یہ صرف نام بھر کی ہے

یہ ہم پر خدا کا بڑا ہی فضل واحسان ہے کہ تجھے تیرے جداعلی یار غار مصطفےٰ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور اسلاف ومشائخ کے طفیل یہ سعادت نصیب ہوئی۔ والحمدللہ رب العلمین۔

مکتوبات اعلیٰ حضرت

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور حدقۂ افضال، نور حدیقۂ کمال عزیز بجان سعادت نشاں

مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ وتجلیات انوار المطلق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد دعائے ترقیات ظاہر و باطن دو تعویذ حاضر کرتا ہوں جس پر یا کافی لکھا ہے بازوئے راست پر باندھا جائے اور جس پر یا شافی لکھا ہے ناف پر اور ایک رکابی کی ترسیل بمرسل امراض صعب سے باذنہ تعالیٰ شفا ہے سات یا گیارہ روز انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوں گے ورنہ چلہ کیا جائے۔

مولانا و بفضل اولانا اپنے والد ماجد سلمہ اللہ کی خیریت سے مطلع کیجئے آپ کے اس لفظ سے کہ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں تفکر ہو گیا ہے مولی عز و جل ان کو جملہ بلیات و آفات سے اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ و امان میں رکھے آپ اور آپ کے بھائیوں کو ان کے سایۂ کرامت کے نیچے مدارج عالیہ تک ترقی دے خدانہ کردہ کیا مرض ہے تفصیل لکھئے اور یہ رکابی علاج عام ہے مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ بھی استعمال فرمائیں آپ اب کیا پڑھتے ہیں اطلاع دیجئے دربارۂ اذان جو وہاں ایک شخص مخالف پیدا ہوا تھا اسکا کیا انجام ہوا اور شہر میں کیا حالت ہے بعض رسائل جدیدہ حاضر کرتا ہوں ایک نسخہ بھیجتا ہوں کہ شاید پہلے مرسل ہو چکے ہوں وہاں کی قدر حاجت پر مجھے اطلاع نہیں جو رسالہ مطلوب

ہوا اطلاع دیجئے حضرت مولانا دامت برکاتہم اور اپنی دادی صاحبہ کی خدمت میں فقیر کا سلام گزارش کیجئے اپنی والدہ صاحبہ عافہا اللہ تعالیٰ کی خیریت سے اطلاع دیجئے والسلام

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ ۱۰؍ ذی الحجہ ۳۲ھ۔

(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الاعز راحۃ روحی و بہجۃ قلبی جعلہ اللہ تعالیٰ حق سبحانہ برہان الحق المبین آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ نو دن ہوئے حاضر کیا ہے امید کہ پہنچا ہو اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا بخار زیادہ آیا غفلت رہی تین دن کے بعد بحمدہ اللہ افاقہ ہوا۔

معاملہ ممبری میں بحمدہ اللہ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفیٰ رضا کا نام مشہود میں لکھوایا ہے اور وہ بفضلہ تعالیٰ کچہری سے گھبراتا ہے کل اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً دو سو میل کے فاصلہ سے حاضر نہیں ہونا پڑتا اور میری صحت جبلپور میں بہت اچھی رہی امراض میں بفضلہ تعالیٰ کمی رہی اور مولانا کی برکت سے حکیم عبدالرحیم صاحب سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے بہت غور سے معالجہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جن پر میں نے اسے اجازت دی، پیلی بھیت سے میں تنہا تعزیتیں کرتا ہوا مانک پور ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا غالباً روز سہ شنبہ حاضر نہ

ہوسکوں گا اطلاعاً گزارش ہے۔

خط مرسل میں ایک استفتاء تھا اس کے جواب کا طالب ہوں والسلام سب حضر ات کو سلام فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ غرہ شعبان الخیر یوم الجمعۃ المبارک ۳۷ھ

(۳)

نور عینی و درۃ زینی جعل اللہ کاسمہ برہان الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

''جدول مطالع البروج'' و ''جدول تعویل النہار'' مع تفاصیل آئیں،

ابھی ان کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوئی ایک شخص نے ایک رسالہ چھاپا کہ پیروں اور مزاروں کو سجدہ جائز ہے۔ اور اس میں کتب ائمہ پر کمال افتراؤں سے کام لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ لکھا کہ جو مخالفت کرے۔ شقی، ملعون، شیطان، راندۂ درگاہ تین جگہ سے یہ رسالے یہاں آئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں میں اضطراب ہے اس کا رد لکھا گیا نو جزو کے قریب تو ہو گیا ہے۔ اور قدرے باقی ہے۔

زیر ناف اسی درد کے چار دورے شوال کی ان تاریخوں میں ہو چکے، حضرت مولانا دامت فیوضہم کی رائے اس سال میری حاضری کی نہ ہوئی اور یہاں بھی لوگ تو نا ہی تھے، اب حاجی لعل صاحب خاں نے بھی ممانعت ہی لکھی ہے، ناچار اس سال جانا ملتوی رکھا زاہد میاں سلمہ کی شادی ربنا تعالیٰ مبارک کرے سب احباب کو سلام۔

نسیم الریاض آپ کے پاس کس مطبع کس سنہ کی ہے؟ تحریر کر کے بھیجیں بخدمت حضرت مولانا تسلیم مع التکریم

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

مکتوبات مفتی اعظم ہند

(۱)

Bareily ۱۹ محرم الحرام ۵۷ھ

مولانا الاعز الاکرم سلمہ المولی تعالی وشرف وکرم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ابھی عنایت نامہ ملا، مولی تعالی مسلمانوں کا حافظ وناصر ہو یہاں بھی کفار ناہنجار نے محلہ میں بہت عظیم فتنہ کرنا چاہا تھا مگر بعونہ تعالی وکرمہ خبثاء خائب وخاسر رہے، محرم امن وامان سے گزر گیا، سول نافرمانی کی ٹھانی مگر ناکام نامراد رہے، بعد عشرہ محرم خبثاء نے کالا جھنڈا اٹھایا گورنمنٹ مردہ باد بیہودہ نعرے برسر بازار لگاتے گئے کتے بھونکتے گئے کسی نے پرواہ نہ کی یمن پوری کی سڑک پر دورویہ چھتوں پر خبثاء پر اینٹیں جمع کر رکھی تھیں بعد محرم کسی نے مخبری کی تو ایک یمن پوری سے تین سو ہتھیار چھوٹے بڑے چاقو، خنجر، چھری، بلم، اور چار گیلن تیزاب اور بندوقیں اور کتنے کنستر زور سے آگ پکڑنے والا مٹی کا تیل جو موٹروں میں جلایا جاتا ہے پکڑا گیا کئی جگہ بہت خطرہ تھا مگر شکر خدا کی امن وامان رہی پیلی بھیت کے قریب نہایت عجیب بہت ہی عظیم واقعہ پیش آیا ایک گاؤں میں چند گھر جلاہوں کے تھے ٹھاکر زمیندار اور اکثر آبادی ہندوؤں کی ہمیشہ محرم داری پر روک ٹوک ہوتی تھی امسال بہت شدت سے روک ہوئی قریب میں مسلمانوں کی زمینداری تھی جلاہوں نے ان سے کہا انھوں نے کہا تم اس گاؤں کو چھوڑ کر یہاں آباد ہو جاؤ یہ لوگ اپنا سامان لینے گئے وہاں کے زمیندار نے انہیں اس سے روکا غرض جھگڑا ہوا ایک مسلمان صاحب نے ٹھاکر سے کہا کہ جانے دو اس میں تمہارا حرج کیا ہے جو تمہارا ان کے ذمہ ہو وہ لے لو غرض پانچ سو خبثاء جمع ہو گئے اور تلوار سے اس سمجھانے والے مسلمان پر حملہ کیا تلوار سر پر پڑی جو کئی انچ سر پر بیٹھ گئی زخمی شیر کی طرح یہ مسلمان بپھرا اور تائید خداوندی کہ اس نے اس تلوار مارنے والے کو پچھاڑ کر اس کی تلوار سے اسے قتل کیا دوسرا اور اس کے امداد کو آیا اسے بھی تیسرا اور بھی آیا اسے

بھی چوتھے کو بھی سخت زخمی کیا جو یقیناً اسپتال میں مر گیا ہوگا ۳۱ / زخمی اور تین قتل کیے یہ اکیلا اور وہ پانچ سو باقی خبثاء دم دبا کر بھاگ گئے (ھوا کبر ھوا کبر لا الہ الا ھو وھوا کبر ھوا کبر وللہ الحمد) اس مسلمان حفظہ المنان نے وہ نقشہ پیش کیا جو آج تک اپنے بزرگان دین کے کارنامے کہا کرتے تھے۔ فالحمد للہ علی ذلک ۔

حضرت مولانا کی خدمت میں سلام مسنون ، میں بطلب خیریت خود خط اس زمانہ میں بھیجنے والا تھا کہ بیرسٹر صاحب کا جبلپور سے خط آیا جس سے اطمینان ہوا ممبئی سے ان کی رجسٹری میرے پاس ایک وہاں آئی میں نے جواب لکھ دیا وہاں کا جواب اب پہونچا اب بیرسٹر کا خط آیا ہے کہ میں ان کے جواب کا منتظر تھا آ گیا اب میں کاغذ لیکر آؤں گا فقط ۔

جناب مولانا المبجل المحترم ذی المجد والکرم سلمہ ربہ الاکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کا گرامی نامہ ملا تھا جس میں ہنود بے بہبود قاتلھم المولی تعالی کی خباثتوں اور انتہائی بدمعاشیوں یہاں تک کہ دولت خانہ جناب پر یورش اور نام لے لے کر گالیوں کا ذکر تھا یہ خبر وحشت اثر ایسی نہ تھی کہ میں اسے سن کر خاموش رہ جاتا مجھے چاہیئے تھا کہ میں خود حاضر ہو کر خیر و عافیت دریافت کرتا مگر ہیں خط بھی اب تک نہ بھیج سکا جن دنوں آپ کا یہ خط آیا ہے میں بہت ہی سخت پریشانیوں میں تھا مرحومہ لڑکی کے انتقال کی خبر کو میں لکھ ہی چکا ہوں جو عریضہ میں نے حضرت مولانا عبید الاسلام مدظلہ کی خدمت میں حاضر کیا ہے اس میں اسے دفن کر کے واپس آیا ہوں کہ بھائی صاحب کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو جانے کی اطلاع ملی اور آپ کا گرامی نامہ نظر کے سامنے نہ رہا کسی کتاب میں رکھا ہوا کل ملا میں بالکل بھول گیا بھائی صاحب چتوڑ گڑھ گئے تھے وہاں جلسے میں روشنی پر کیڑے آئے ان میں سے کسی کیڑے نے ان کے انگوٹھے میں کاٹ لیا جیسے اوروں کے بھی کاٹا اس وقت کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی یوں ہی کچھ خارش سی ہوئی صبح بھی ایک ذرا سا سرخ دھبہ اور کھجلی سی تھی اوروں کے بھی یوں ہی تکلیف تھی پھر آٹھ بجے کے قریب دیکھا تو سب کے چھا

لے تھے اوروں کے چھالے خشک ہو گئے تیسرے چوتھے دن ان کا چھالا کسی طرح پھوٹ گیا
جس نے ایک خفیف زخم کی شکل اختیار کر لی اس کا علاج ہوا وہ اور بڑھا پھر اودے پور گئے
وہاں علاج کرایا قابو میں نہ آیا وہاں کے ڈاکٹر نے غلطی کی کہ شگاف دیدیا بس نشتر لگنا غضب
ہوا بہت زخم بڑھ گیا جے پور علاج کرایا کچھ نہ ہوا بیس روز بعد بہت بڑا زخم لئے ہوئے اور
بہت ضعف کی حالت میں بریلی آئے جب سے یہاں علاج ہو رہا ہے کینٹونمینٹ ہاسپٹل
میں علاج ہوتا رہا۔ جب وہاں کے ڈاکٹر کا خیال معلوم ہوا کہ وہ زخم کی طرف توجہ نہیں کرتا
صرف قلب کی طرف توجہ رکھتا ہے کہ قلب قوی ہو اور انہیں طاقت آئے تو ہاتھ کاٹ دے،
اس لئے چوتھا روز ہے سول ہاسپٹل میں لے آئے یہاں علاج ہو رہا ہے، ضعف بہت
زائد ہے اور یہ پھوڑا کاربنکل سے زیادہ خطرناک بتایا جاتا ہے، شکر بھی آرہی ہے، اور
ایسٹیرن بھی بہت آرہا ہے، انجکشن شکر کے لئے بھی ہو رہے ہیں، ایسٹیرن کیلئے بھی اس
پھوڑے کا انگریزی گینگرین بتایا جاتا ہے، شب و روز ایسے افکار میں مبتلا رہا اور ہوں، اور
حسبنا ربنا ونعم الوکیل دعا اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کا وقت ہے بظاہر ان کی حالت بہت
خطرناک ہے اور رب قدیر ہر بات پر قادر ہے وہ چاہے تو اسی آن صحت بخش دے، حضرت
کی خدمت میں سلام مسنون معروض، زاہد میاں صاحب اور کچھی احباب ہوں تو ان سب
سے سلام فرمادیجئے اور جو اصحاب واحباب اہلسنت ہیں ان سے بھی، سب سے دعا کی
درخواست کرتا ہوں اپنی اور سب کی خیر و عافیت سے جلد مطلع فرما کر مطمئن فرمائیے اور اس
سے کہ ہنوز بے بہبودی اس بد معاشی کا کیا علاج کیا گیا۔

والسلام مصطفےٰ رضا قادری عفی عنہ

۲۶ر شعبان ۵۷ھ

(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمداللہ العلی العظیم ونصلی علی حبیبہ النبی الکریم الرؤف الرحیم و علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیم اما بعد فیا علماء البلد الحرام الاجلۃ العظام الرحلۃ الکرام الجھابذۃ الفخام سلمھم ربھم السلام و ادامھم بالعز والاکرا م اسلام علیکم ورحمۃ اللہ تعا لی و بر کاتہ علی من لدیکم الی یوم القیام بعد السلام اعرض علیکم بعد لثم عتباتکم انی بحمد اللہ تعالی و سبحانہ مع الخیر و العافیت والرجمن رب الکریم ان تکونوا ایضا مع الصحۃ والسلام فی ارغد ایش وارجومن کرمکم ان لا تنسونی من دعائکم الصالح یأتی فی ھٰذا لعام للحج وللزیارۃ صاحب الفضیلۃ مولٰنا المکرم المفخم ذو المجد والاکرم حبی الافخم سولٰنا المولوی محمد عبدالباقی برھان الحق سلمہ ربہ ولد حضرۃ العلام عید الاسلام مولینا الشیخ عبدالسلام الجبلفوری رحمۃ اللہ تعالی شانہ خلیفۃ شیخنا المجددالاعظم اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد المعظم رحمہ اللہ برھانہ یسل الیکم انشاء اللہ تعالیٰ ویلاقیکم لیتشرف بزیارتکم فالمأمول منکم ان تکرموہٗ بالاکرام الذی یلیق بشانہ فان ھٰذا الشیخ ایضاًمشرف بالخلافۃ من شیخنا رضی اللہ عنہ مولاہ .

والسلام مع الاکرام

الفقیر مصطفی رضا القادری نوری عفی نہ

بالنبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ والھوسلم

۱۲/ذو القعدہ ۷۸ھ سنہ

(۳)

۷۸۶

مولانا المحترم دام بالکرم مولانا برہان میاں صاحب

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ، کتنا زمانہ مدید گزرا کہ میں بھی آپ کی طرف سے بے خبر رہا آپ نے تو بالکل بھلا ہی دیا مجھے بار بار یاد آتی رہی مگر عمداً بھی ٹالا کیا اور واقعہ یہ ہے کہ اپنے خطوط کا جواب نہ پا کر صبر کر کے بیٹھ رہا کہ خط بھیجنے کا حاصل ہی کیا جب جواب نہ ملا خدا کرے کہ یہ خط ایسا نہ ہو کہ اسکا جواب ہی نہ آئے یا آئے تو سوکھا یعنی آپکے مژدۂ تشریف آوری کے بجائے کوئی عذر سوکھا گیلا، آپ کی بھتیجی کی شادی ہے اسمیں کوئی عذر مسموع نہ ہوگا، آپ کی ملاقات کے لئے دل بے چین ہے تشریف لائیے، اور زاہد میاں صاحب اور عبدالستار صاحب اور جس طرح ہو دادا بھائی عبدالکریم بھائی، قاسم بھائی صاحبان، عبدالکریم صاحب پہلوان اور احمد بھائی موسیٰ بھائی اور حافظ عبدالحمید صاحب حافظ ابراہیم صاحب سید عبدالکبیر صاحب، ماسٹر حیدر صاحب ان سب صاحبوں کو اور جنہیں میں بھول گیا ہوں انہیں ضرور ضرور ہمراہ لیتے آئیں آپ میری جگہ وہاں ہیں ان صاحبوں کو یہ شکایت نہ ہونا چاہئے کہ میں نے انھیں خط نہ لکھا اکثر کے تو مجھے پتے ہی نہیں معلوم اور جن کے معلوم ہیں انھیں بوجہ عدم فرصت نہ لکھ سکا، میں آج لکھنؤ جا رہا ہوں، اس لئے صرف آپ ہی کو لکھ دینا کافی خیال کیا اور اپنا قائم مقام آپ کو ٹھہرا دیا اپنے اور اپنے ان سب ہمراہی حضرات کے مژدۂ تشریف آوری سے اور یہ کہ آپ کس تاریخ کس وقت پہنچ سکیں گے اس سے مطلع فرمائیں، والسلام حضرت مولانا اور سب سے سلام عرض کر دیں فقط

فقیر مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

۱۴؍ ربیع الآخر شریف ۴۷ھ

(۴)

۸۶/۹۲

آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف

برادر دینی ویقینی (حضرت محترم مولانا المکرّم دام بالکرم)

حیانا ولکم تقبل اللہ مناو منکم

بعد سلام مسنون و دعائے خیر یارب ایں عید وصد ہزار دگر باد فرخندہ بار بار گردد۔

کارڈ عید مبارکباد کا موصول ہوا شکریہ آپ کو اور تمام احباب کو یہ عید اور ہزاروں عیدیں مبارک ہوں اپنی اور سب کی خیریت سے مطلع کرتے رہا کریں۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ (مضمون واحد)

مولیٰ تعالیٰ عزوجل جلد تر آپ کو صحت وقوت عطا فرمائے اور عرصہ دراز تک آپ کا مبارک سایہ اہل سنت کے سروں پر قائم رکھے آمین میری طبیعت بھی پہلے سے صحیح ہے اور ہوتی جا رہی ہے مولی تعالیٰ آپ کو ہر قسم کی صحت عطا فرمائے آپ کی آنکھوں کی شکایت دور فرمادے اور روشن رکھے والسلام۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

(۵)

جناب مولانا بالمجد و بالفضل اولینا ذی الکرم مکرم ومحترم

مولانا مولوی برہان الحق صاحب جعلہ المولی تعالیٰ کاسمہ برہان الحق

وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

تعزیت نامہ ملا مولی عزوجل آپ کی دعائیں قبول فرمائیں اس ہمدردی کا شکر گزار ہوں اور اپنے لئے دعائے عفو وعافیت وصلاح وفلاح دارین کا آپ سے اور حضرت زید فضلہ سے امیدوار حضرت کے مزاج گرامی کی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں مولی عزوجل

ان کا مبارک سایہ اہل سنت کے سروں پر تادیر بصحت وعافیت قائم رکھے انکی خدمت میں فقیر
کا سلام عرض کر دیں زاہد میاں صاحب اور سب اعزہ واصحاب واحباب اور اہل سنت کی
خدمت میں سلام مسنون معروض دوسرا پرچہ اور تعویذ زاہد میاں صاحب سلمہ کو دید یجئے مجھے
ان کا پتہ معلوم نہیں ایسا خیال ہوتا ہے کہ یہ سنا تھا کہ اب وہ کہیں اور رہتے ہیں جناب احمد بھا
ئی پیرسٹر صاحب کے خط میں ان کا بھی ایک خط تھا احمد بھائی کو تعویذ و خط دیدیں وہ پہنچادیں
گے اگر جناب کو زاہد میاں صاحب کی تلاش میں دیر لگے والسلام۔

مصطفیٰ رضا قادری نوری عفی عنہ

۲۸ر جمادی الاول ۶۲ھ از بریلی

سجادہ نشینی کا میں اہل نہیں اسی لیئے میں نے بائیس سال ہوا جب بھی آخر تک انکار کیا
تھا اہلیت پیدا ہونے کے بجائے نا اہلیت ہی میں اضافہ ہو گیا تو میں تو یہ جرأت کر نہیں سکتا
اعلیحضرت کے خلفاء اعلیحضرت کا جانشین اپنوں میں منتخب کریں یہاں کے بعض افراد جیلانی
میاں اور وہ ان کے مرضی پوری نہ کریں تو نعمانی کو سجادہ نشین کرنا چاہتے ہیں، میں تو علی
الاعلان اپنے لئے انکار ہی کر رہا ہوں۔ والسلام۔

مصطفیٰ رضا رضا غفرلہ

(۶)

(لیٹر پیڈ) عبدالکریم عبدالشکور ابراہیم گوڈیل کلاتھ اینڈ بڑی مرچنٹ

دھوراجی جمنا ورڈ روڈ صدیقی مسجد

۴ر جمادی الآخرہ ۷۱ھ یکم مارچ ۵۲ء

حضرت گرامی منزلت دامت فضائلہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

خبر ارتحال حضرت عبدالاسلام موجب اندوہ وملال نے سخت صدمہ پہنچایا۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون ،ان کا انتقال پرملال دنیائے سنیت کے لئے ایک سخت ترین صدمہ موجب حزن وملال ہے اور خلا جوان کے انتقال سے ہوگیا ہے بظاہر اس کی تلافی ہوتی نظر نہیں آتی ویسے اللہ قادر قدیر مقتدر عز وجلالہ کے کرم سے ضرور امید ہے کہ وہ آپ کو ان کا ایسا جانشین فرماوے کہ آپ ان کے جمیع فیوض و برکات بلکہ ان سے زائد کے حامل ہوں اور اہل سنت کو آپ سے بنسبت حضرت مذکور مرحوم ومغفور بہت زائد فیض پہنچے میری دلی آرزو یہی ہے میں اس کی دعا کرتا ہوں بیشک مولی عز وجل ہی کا ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے عطا فرمایا اور ہم سب اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں آج وہ کل ہماری باری جس پر موجب اجر ہے اور صابروں کو عظیم بشارت ،موت حق ہے،ان اللہ مع الصابرین ،ہر شئی کی ایک اجل اس کے یہاں مقرر ہے جس سے ایک پل کا آگا پیچھا ناممکن ہے حضرت علیہ الرحمہ کا سایہ رحمت وفیض وبرکت سنیوں کے سر سے اٹھ جانا عظیم ترین مصیبت ہے آپ کو تلقین صبر کیا کیجئے اور اہل سنت کو میری جانب سے بھی تلقین صبر فرمایئے یہ خبر وحشت اثر گونڈل میں حاجی آدم حاجی جمال صاحب کے یہاں سے معلوم ہوئی تھی ان کے نام آپ کا تار پہنچا وہ لیکر آئے تھے اسی دن میں نے تعزیت کا تار گونڈل سے دلوادیا تھا جس کا آپ کے اس گرامی نامہ بنام سیٹھ عبدالکریم صاحب میں کوئی ذکر نہیں ایک تعزیتی خط جناب شیر بیشۂ سنت مولانا حشمت علی صاحب زیدت فضائلہ نے لکھ دیا تھا جس میں میری حاضری عرس چہلم شریف کے متعلق تحریر کردیا تھا میرا خود ارادہ تھا کہ آپ کے پہلے خط کا جواب حاضر کروں وہ لکھنے نہ پایا تھا کہ سخت اندوہ ناک خبر معلوم ہوئی جس نے قلب ودماغ پر بہت سخت گہرا اثر ڈالا اپنے ہاتھ سے بھی تعزیت نامہ لکھنے کا ارادہ تھا مگر میں عوارض میں شدید مبتلا ہوا اور میری جو حالت رہی سیٹھ عبدالکریم صاحب سے معلوم ہوسکتی ہے آج تک مکان کو بھی خط نہیں لکھ سکا میرا خیال تھا کہ اس سفر سے واپس ہوکر براہ راست جبلپور برائے ادائے تعزیت حاضر ہوں

گا جبلپور کو تابع نہ کروں گا مگر یہاں سے اب تک واپسی نہ ہو سکی ادھر ممبئی کے تار خط اور زبانی پیغام برابر موصول ہو رہے ہیں پھر جئے پور کا عرس (جو میں نے ہی مقرر کیا اعلیحضرت قدس سرہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جو ۱۲؍ جمادی الآخرہ کو ہوگا) اسے ختم کر کے ممبئی پہنچنا یوں نہایت اشد ضروری و اہم ہے میں حیران و پریشان ہوں کہ کیا کروں ایسا ہوا تو میں ممبئی پہنچ کر اپنی تاریخ روانگی جبلپور از ممبئی مطلع کروں گا چہلم شریف کو تاریخ مقرر سے آگے ہٹانے کی ضرورت انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہوگی مجھے تو جناب مرحوم مغفور زاہد میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال پر ملال ہی پر حاضر ہونا چاہئے تھا مگر حالات ایسے تھے کہ میں اس خیال کو پورا نہ کر سکا میری کوتاہیاں اگر چہ لائق معافی نہ ہوں مگر آپکی عنایت آپ کے کرم سے امید ہے کہ آپ معاف فرمادیں گے۔ والسلام

مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ، از دھوراجی

(۷)

حضرت عالی مرتبت ذی الفضیلۃ ذی وقار شہزادۂ سرکار بغداد جناب پیر صاحب

سید محمد طاہر علاء الدین گیلانی زیدت معالیہ و بورکت ایامیہ ولیالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا المکرّم ذی المجد والکرم مولانا عبدالباقی محمد برہان الحق صاحب زیدت فضائلہ، جو صاحبزادہ ہیں اعلیحضرت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت علامہ مولانا عبدالاسلام محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جو سی پی میں اہلسنت کے یکتا عالم اور امام و مرشد انام تھے یہ ان کے خلیفہ بھی ہیں اور خود اعلیحضرت سے مشرف بہ خلافت ہیں میرے مخصوص کرم فرما ہیں انہیں بریلی شریف میں حضرت کی تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حج کا بھی ارادہ رکھتے ہیں تو انہوں نے آرزو کی زیارت کی کہ حرمین میں کہیں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوں گے، انشاء اللہ

تعالیٰ اور مجھ سے خواہش کی کہ انکے تعارف میں دو کلمے لکھ کر حاضر کروں اب یہ سی پی میں اپنے والد بزرگوار کے صاحب سجادہ ہیں۔ اور ان کی برکت سے سی پی بھر کے مرجع المسلمین اور مفتی اعظم سی پی ہیں اور سرکار غوثیت کے مخلص صادق عقیدتمند ہیں، گویا سرکار غوثیت کی محبت وعقیدت ان کی گھٹی میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ انشاء اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ میں بعد حج حضرت کی زیارت سے ضرور مشرف ہوں گے۔ اور یہ خط حاضر کریں گے ان کا ارادہ بعد حج وزیارت بغداد مقدس حاضری کا ہے اگر وہاں کا ویزا مل گیا.................

مصطفیٰ رضا قادری شوال ۱۳۵۷ھ

Jabalpur
24.Oct. 38
11 A.M.

To Janab Moulana Maulvi Burhanul Haq saheb
Near Kutwali Jabalpur M.P. 22 Oct. 38
3,50 P.M.
Bareilly

☆☆☆

مکتوب گرامی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ

۷۸۶/۹۲

حامیٔ سنیت ماحیٔ بدمذہبیت بلبل بستان رضویت

حضرت مولانا صاحب ادامکم المولی الواھب بالفیوض والبرکات والمواھب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں سہ شنبہ ۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ، ۵؍فروری ۱۹۵۲ء کو دھوراجی سے جونا گڑھ وہاں سے ویرم گام واحمد آباد ہوتے ہوئے ممبئی بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پہنچنا ہوگا، وہاں سے انشاء المولیٰ سبحانہ تعالیٰ ثم شاء حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

سلم حضرت سیدی المفتی الاعظم دام ظلہم الاکرم کے ہمراہ رکاب فیض مآب عرس
جہلم حضرت عبد الاسلام رضی عنہ الملک العلام میں شرکت کا شرف حاصل کرنے کے لئے
جبل پور حاضر ہوں گا۔ والسلام مع الاکرام علیکم وعلی جمیع من لدیکم من اہل السنۃ والاسلام۔

فقیر عبید الرضا غفرلہ ولی الحمد والرضا۔

مکتوب گرامی حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمہ

۸۶/۹۲

جالون

۶ ربیع الاول شریف ۹۱ھ

سیدی الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا، میں شہڈول حاضر ہوا تھا، تبلیغی جماعت والوں کو میری تقریر سے دکھ پہنچا، دن میں مجھ سے ملے اور یہ تمنا ظاہر کی کہ ہمارے عالم کو آپ سمجھادیں تو ہم کو اطمنان ہوسکتا ہے، میں نے منظور کرلیا، اس نے تعزیہ، میلاد، فاتحہ سلام ، قیام کو موضوع مناظرہ بنانا چاہا، میں نے کہا کہ تم اپنے مطالبات وعقائد کی فہرست بنالینا، جب اصل موضوع پر گفتگو ہو جائے گی تو تمہارے تمام سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے، اصل موضوع میری تقریر کا وہ حصہ ہے جو تمہیں ناگوار معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت دین اسلام کی تبلیغ کیلئے نہیں، بلکہ تھانوی صاحب کے مسلک کی اشاعت کیلئے ہے، اور تھانوی صاحب اپنے مخصوص عقیدے کے باعث مرتد وخارج از اسلام ہیں تو تبلیغی جماعت کفروارتدادی تبلیغ کے لئے ہے، میں نے ارباب اہلسنت سے عرض کردیا ہے کہ وہ حضرت سے رابطہ قائم کریں اور حضرت ہی کے ذریعہ حضرت مولانا رضوان الرحمٰن صاحب، حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت علامہ نظامی، اور مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

اور جن کو حضرت مناسب تصور فرمائیں دعوت نامے جاری کئے جائیں، ۱۵ر جون کے بعد تاریخ معین کرنے کیلئے کہہ آیا ہوں تا کہ میں حود بھی شرکت کرسکوں، صاحب زادگان والا جاہ سے سلام فرمائیں،

طالب دعا محمد رفاقت حسین غفرلہ

☆☆☆☆

مشاہیر اہل سنت کے تاثرات اور تعزیاتی مکتوبات

حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کو جہاں عوام میں حد درجہ مقبولیت حاصل تھی اور لوگ بے حد آپ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ وہیں اجلۂ علماء کرام بھی آپ کو انتہائی عظمت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے۔ آپ کے علم وفضل، عاجزی وانکساری، اخلاق ومروت، اور اصاغر نوازی کا دلکی گہرائیوں سے اعتراف کرتے۔ آپ کے وجود مسعود کو پوری جماعت اہل سنت کے لئے باعث برکت اور اپنے لئے اکتساب واستفادہ کا سنہرا موقع تصور کرتے آپ کی حیات طیبہ میں جن علماء کا جبل پور سے گزر ہوتا وہ حضرات ضرور تھوڑی دیر وہاں رک کر آپ کی زیارت کا شرف حاصل کرتے۔ اور آپ کے شفقت ومحبت اور رشد وہدایت سے بھر پور میٹھے بولوں کو سن کر ہی آگے کیلئے ارادہ سفر کرتے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات عوام وخواص سب کی منبع ومرجع تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے بعد تمام علماء ومفتیان کرام جملہ اہم امور میں آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ اور آپ کے فرمان عالیشان کو حرف آخر سمجھتے نیز تمام ملی ومذہبی امور میں آپ کی آواز پر سارے علماء لبیک کہتے اور آپ کے بتائے نقوش وخطوط پر عمل پیرا ہوتے یہ سب چیزیں اس کا ثبوت ہیں، کہ عوام کی طرح علماء بھی آپ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، اور ان کے دلوں میں آپ کا علمی جاہ وجلال اور شرف وبزرگی گھر کر چکی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر جہاں آپ کے

دیگر مریدین و متوسلین رو پڑے اور آنسوؤں کا موجیں مارتا ہوا سمندر تھمنے کا نام نہ لیتا تھا وہیں جماعت اہل سنت کے اجلۂ علماء بھی اپنے آپ کو یتیم و بے سہارا تصور کرنے لگے آپ کے انتقال کا غم صرف آپ کے اہل خاندان کا غم نہیں تھا بلکہ پوری جماعت اہل سنت اس وقت غمزدہ اور ماتم کدہ ہوگئی تھی، مدرسوں، مسجدوں میں اجتماعی اور انفرادی طریقے سے آپ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا اور، عقیدت مندوں نے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا، ۔اور اب پڑھتے چلئے چند مشاہیر کے تعزیتی مکتوبات و تاثرات۔

☆

حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کا مکتوب

۸۶/۹۲ھ

ازامجدی منزل گھوسی

مخدوم زادگان گرامی منزلت زیدت افضالکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سیاست اخبار کے ذریعہ یہ روح فرسا خبر ملی کہ حضرت برہان ملت قدس سرہ جوار رحمت میں جا بسے،انا للہ وانا الیہ راجعون ،القلب بفجع والعین تدمع ولا نقول الا ما یحب ربنا و یرضی ، یہ المیہ سارے عالم سنیت کے لئے ایسا المیہ ہے، جس سے عظیم کوئی المیہ نہیں ہوسکتا۔حضرت برہان ملت قدس سرہ اپنے خاندانی اور ذاتی اقدار کے ساتھ اس وقت وہ اپنی اس خصوصیت میں منفرد تھے کہ اعلیحضرت قدس سرہ کے وہ اب واحد خلیفہ رہ گئے تھے، اللہ عزوجل کی شان بے نیازی کہ ہمیں ان سے دور کر دیا،اس خادم پر بے انتہا شفقت اور بے پناہ کرم فرماتے تھے، میں ان سے اس قدر متاثر ہوں کہ اسے صفحہ قرطاس میں لانا ناممکن ہے آپ حضرات کے دل پر کیا گزری ہوگی۔اس کا اندازہ کون کر سکے گا۔لیکن جو آیا ہے اسے ایک دن جانا ہے، ہر آنے والا ایک مخصوص میعاد لے کر آتا ہے۔جب وقت موعود آجاتا ہے تو ایک پل نہ آگے ہوتا ہے نا پیچھے آنے والی مصیبت پر جزع وفزع کرنے سے مصیبت نہیں

ٹلتی البتہ اجر موعود جاتا رہتا ہے اس لئے اس خادم کی درخواست ہے، کہ آپ سب حضرات اس حادثہ کریمی پر صبر کریں۔ میری دعاء ہے کہ اللہ عزوجل آپ دونوں بھائیوں اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور حضرت اقدس کو اعلی حضرت قدس سرہ کے ساتھ فردوس اعلی میں جگہ عطا فرمائے۔

خبر ملتے ہی یہاں مدرسہ شمس العلوم میں ایصال ثواب اور تعزیت کا جلسہ ہوا جس میں تمام مدرسین اور طلبہ و مقامی لوگوں نے شرکت کی، جس میں حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ اور اس خادم نے حضرت اقدس کے فضائل و مناقب بیان کئے۔ اور اپنے گہرے رنج و الم کو بیان کیا مجھے لازم تھا کہ خبر ملتے ہی آپ لوگوں کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا لیکن میں ان دنوں سفر کے لائق نہیں، ۲۴ر نومبر کو میرے داہنے گردے کا آپریشن ہوا ہے اور ابھی تک مکمل صحت حاصل نہیں ہوئی زخم بھی پورے طور سے مندمل نہیں ہوا ہے۔ اور کمزوری بہت ہے، اس لئے صرف اس عریضے پر اکتفا کرتا ہوں۔ العذر عند الکریم مقبول۔ انشاء اللہ عزوجل عرس چہلم میں ضرور بالضرور حاضر ہوں گا اب تک تفصیلی کوائف بھی معلوم نہیں ہو سکے اگر ممکن ہو تو مبارکپور کے پتے پر مطلع فرمائیں۔ ہفتہ عشرہ میں میں مبارکپور جانے کا قصد رکھتا ہوں، آپریشن کی وجہ سے ایک ماہ کے ماہ قریب سے گھر ہوں گھر کے سبھی لوگوں سے بمضمون واحد سلام عرض کریں۔

محمد شریف الحق رضوی

یکم ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

☆

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری مد ظلہ کا مکتوب

مفکر ملت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مد ظلہ العالی

اپنے تعزیتی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

بحالت سفر ایک کوردہ علاقہ میں اس روح فرسا حادثہ کی خبر ملی رنج والم میں ڈوب گیا حضور برہان ملت علیہ الرحمہ دو عہدوں کے جوڑنے والے ایک آخری کڑی تک تھے افسوس کے وہ کڑی بھی ٹوٹ گئی اب روئے زمین پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا کوئی خلیفہ نہیں رہ گیا سوچتا ہوں تو دل پھٹنے لگتا ہے ہم آپ حضرات کو کیا تسلی دے سکتے ہیں پوری دنیائے سنت سو گوار ہے۔ فقط

شریک غم ارشد القادری غفرلہ

پٹنہ ۲۸۔ ۱۲۔ ۸۴

☆

اہلیہ حضور مفتی اعظم ہند کا تاثر

۷۸۶/۹۲

از بریلی شریف پیرانی اماں اہلیہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ

نور چشم محمود میاں، حامد میاں، شاہد میاں عالیہ!

سب کو بہت دلی دعائیں واضح ہو کہ آپ کے والد صاحب کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ صبر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے خط میں دیر اس وجہ سے ہوگئی کہ پوسٹ آفس بند تھا اس لئے خط لکھوانے میں دیر ہوئی مولانا صاحب کی بیماری کا بھی نہیں سنا تمھارے بڑے بھائی اور عالیہ بی کہاں ہیں۔ مولانا صاحب کے پاس وہ آسکے یا نہیں۔ اور تم بھائی بہنیں سب کی خیریت سے جلد مطلع کرنا۔ جو بہن یہاں

ہے ان کے بچے وغیرہ سب کی خیریت لکھنا، چچا پھوپھی اور نکے بچے اور بچیوں کی خیریت جلد معلوم کرنا مشاہد میاں کی شادی ہوگئی ان کی خیریت جلد لکھنا۔ اور سب حالات قابل شکر ہیں عالیہ اوران کے بھائی کی خیریت لکھنا سارے گھر والے حسب مراتب سلام ودعاء عرض کرتے ہیں۔ حضرت مولانا صاحب کو دن بہت اچھا ملا۔ اور حضرت کو بھی یہی دن ملا تھا میں نے سنا ہے کہ نماز ہفتہ کو ہوئی ہے۔ تو جمعہ کو کیوں نہ ہوئی۔ حضرت کی نماز جمعہ کو ہوتی تھی۔ خادمائیں زبیدہ، پروین، سلمہ، شمع، سب کے سلام مولانا صاحب کی خدمت میں پیش کردیں اور حضرت مولانا صاحب سے ان کے حق میں دعا کرادیں اللہ تعالیٰ ان کے دلی جائز مقصد کو پورا عطا فرمائے

فقط دعاء گو۔ پیرانی اماّ

☆

مولانا مصلح الدین صاحب کا تعزیتی مکتوب

۹۲/۶/۸ء

از: مدرسہ مظہر العلوم سوا کٹیا پوسٹ
جلیشور ضلع مہوتری، نیپال،

گل گلزار سلامی آبروئے خانوادہ برہانی حضرت مولانا حکیم محمود میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

امید ہے کہ جملہ خانوادہ کے ساتھ بخیریت وعافیت ہوں گے۔ انتہائی حزن وملال کے ساتھ یہ مکتوب حاضر بارگاہِ عالی ہے۔ حضور برہان ملت علیہ الرحمہ کے وصال پاک کی اطلاع موصول ہوئی آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا۔ دل بیقرا ہو گیا۔ صد حیف ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا روحانی بیٹا اور خانوادہ سلامی کا منبع نور وعرفاں اب بظاہر ہم میں نہیں۔ وہ گیا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے لئے قران خوانی کرائی گئی۔ آپ کی حیات شریف پر اجمالی روشنی

ڈالی گئی ہم اپنی حرماں نصیبی پر غمگین ہیں کہ حضور کا آخری دیدار نہ کر سکے دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جنت الفردوس عطاء فرمائے۔اور پسماندگان با الخصوص آپ کو صبر جمیل اور عطاء جزیل کی توفیق دے۔یوں تو۔کل نفس ذائقۃ الموت کی منزل سے سبھوں کو گزرنا ہے۔لیکن بعض خدا کے نیک بندے ایسے ہیں۔جنکے وصال سے ایک جہاں یتیم ہو جاتا ہے۔اور کیسے نہ ہو۔جیسا کہ فرمان ہے موت العالم موت العالم، انشاء اللہ عرس سلامی کے زریں موقع رحاضر بارگاہ ہوں گا۔اور روحانی فیوض حاصل کروں گا مولانا حامد صاحب وغیرہ سے سلام عرض ہے

آسمان ان کے لحد پر شبنم افشانی کرے غنچہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

فقط والسلام سوگوار غم برہان۔

محمد مصلح الدین قادری مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لال گوپال گنج ضلع الہ باد

۵ر جنوری ۱۹۸۵ھ

☆

حکیم الاسلام پیر طریقت حضرت شاہ مفتی مظفر احمد

صدیقی داتا گنجوی کا قلبی تاثر اور اظہار حقیقت ومحبت کو بھی پڑھتے چلئے، وہ رقمطراز ہیں۔

حضرت سیدی علامہ برہان الحق صاحب قبلہ الرحمان عنہ کے انتقال پر ملال پر آج عالم اسلام رو رہا ہے۔آہ علم وفضل کا شہنشاہ آج ہم سے رخصت ہو گیا۔آہ آج امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے آخری خلیفہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔آپ کے وصال سے علم وفضل کی مسند ایسی خالی ہوئی ہے۔جس کا پر ہونا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔آپ کی ذات بابرکت علم وعمل کی مہر عالمتاب تھی اخلاق وروحانیت کی ایک مرکزی شخصیت

تھی۔ آپ گلستان سنت اور بوستان علم و فضل کے لہلہاتے پھولوں میں ایک نمایاں اور خصوصی حیثیت کے مالک تھے آپ کی ذات مجموعہ کمالات تھی۔ افسوس اب ان کی ذات سے آنکھیں ہمیشہ کو محروم ہو گئیں مضطرب قلوب جس قدر بھی آنسو بہائیں اور آہ و بکا کریں کم ہیں۔ مشیت الٰہی میں کسی کو کوئی دخل نہیں یفعل اللہ ما یشاء بقدرتہ و یحکم ما یرید

حضرت مفتی مظفر احمد بدایونی نے حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے وصال پر مندرجہ ذیل تاریخی مادے استخراج فرمائے (۱) وصدق المحصی عند ربھم جنت النعیم (۲) صدق الطیب وھی عند ربھم جنت النعیم (۳) علامہ اوحد د برہان الحق ۱۴۰۵ھ ہجری

قطعہ تاریخ وفات بزبان فارسی

از جہاں سوئے عدن رفتہ شد برہان حق　　پیکر زہد و اتقاء جود و وندی شد برہان حق

گفت تاریخ وصالش اے مظفر غم زدہ

باغ فردوس جدع رفتند شد بان حق ۱۴۰۵

قطعہ تاریخ وفات بزبان اردو

بزم سونی فضا بھی ہے آئی　　شاہ برہان میاں کی رحلت سے

کہہ کر مظفر وصال تاریخ　　قادری اب چراغ محفل سے ۱۴۰۵ھ

☆

شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کا تاثر

شہزادہ محدث اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ محمد مدنی میاں صاحب آپکے رسالہ مبارکہ صیانۃ الصلوات عن حیل البدعات پر تبصرہ کرتے ہوئے گویا ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز نہیں۔ اور اس میں امام کی تکبیرات انتقالیہ سنکر رکوع و سجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ان دونوں امور مذکورہ کی فصاحت صرف

زیر نظر کتاب "صیانۃ الصلوٰۃ عن حیل البدعات" ہی میں نہیں دیکھی بلکہ ان سے متعلق بہت سے اکابرین وعمائدین کے ارشادات کو بھی دیکھنے کا شرف حاصل ہوا یہ سارے اکابرین وعمائدین وہ مقام رکھتے ہیں جن کی اطاعت ہی میں صلاح وفلاح اور احتیاط ونجات ہے ہم جیسوں کے لئے تو ان کی اطاعت واتباع کے سوا چارہ کار نہیں یہ تو ان کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی ہے کہ اپنے ارشادات کی تائید وتصدیق ہم جیسوں سے بھی چاہتے ہیں حالانکہ ان کے ارشادات کو نہ تو اس تائید وتصدیق کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کی عدم تائید سے نقصان۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہ

۲۵۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء

☆

اور جب حضور برہان ملت علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال کی آپ کو خبر ملی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ تحریر فرمایا۔

گرامی قدر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج ہی اچانک حضرت برہان الملت والدین علیہ الرحمہ والرضوان کے سانحۂ ارتحال کی خبر ملی۔ زبان پر بے ساختہ کلمہ استرجاع جاری ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی ذات ستودہ صفات سے براہ راست مستفید ومستفیض ہونے والی یہ وہ بابرکت ذات تھی جس کی محفل میں بیٹھنے سے مجلس رضا کا سرور ملتا تھا۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کے فیضان علم وعشق کی اس پر تنویر تصویر کی وہ ادا میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔ جب میں سب سے پہلے جبلپور اترا تھا۔ اور علم وفضل کے اس کوہ گراں کو ریلوے اسٹیشن پر اپنا منتظر پایا تھا۔ بے شک بڑوں کی بات بڑی ہوتی ہے اس

ناچیز پر یہ نوازش عشق رضا کا فیضان نہیں تو اور کیا ہے ورنہ اس ننگ اب وجد کے پاس پدرم سلطان بود کے سوا اور کیا ہے۔ حضور برہان ملت یقیناً امام احمد رضا کا جیتا جاگتا فیضان تھے اس پر آشوب وقت میں جبکہ عالم اسلام کو اس عظیم شخصیت کی قیادت ورہ نمائی کی سخت ضرورت تھی۔ اس کا روپوش ہو جانا شدید محرومی کا احساس دلاتا ہے۔ آج پورا عالم اسلام سوگوار ہے اپنے اس سچے بہی خواہ کی داغ مفارقت پر مگر کیا کیا جائے۔ فطرت کے اصولوں کو بدلا نہیں جا سکتا۔ ہر آنے والا جانے ہی کے لئے آیا ہے۔ آفتاب طلوع ہوتا ہے روپوش ہونے کے لئے یہ روشنی بھی اعتباری ہے۔ یہاں کا غروب ہونے والا وہاں کا طلوع ہونے والا ہے ہم کو اشک بار کر کے جانے والا تعجب نہیں کہ اپنے بزرگوں کی نورانی اور روحانی بزم میں سرور و شاداں ہو۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضور قبلہ گاہی علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کو اپنی رحمتوں سے بھر دے۔ اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ اور اس سانحہ عظیمہ پر جملہ عالم اسلام کو عموماً اور فرزندان و متعلق خاندان کو خصوصاً صبر جمیل کی توفیق دے۔ والسلام

خیر اندیش

شریک غم۔ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

۲۳/۱۲/۱۹۸۴

از احمد آباد گجرات

☆

علامہ مولانا مقصود علی خاں صاحب کا تاثر

از شہزادۂ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خاں صاحب

خطیب جامعہ مسجد ساکی ناکہ ممبئی

حضور برہان ملت رضی اللہ عنہ کا سانحہ ارتحال سنیت کا عظیم نقصان ہے۔ حضرت کے تشریف لے جانے سے ہم تمام خدام اہلسنت یتیم ہو گئے حسبنا ربنا نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

حضور برہان ملت علم کا پہاڑ، حضور برہان ملت تقویٰ کا پیکر، حضور برہان ملت اعلیحضرت کا مظہر، حضور برہان ملت مفتی اعظم ہند کی دعا، حضور برہان ملت ناشر مسلک اعلیحضرت، حضور برہان ملت کی ذات ہم سنیوں کے لئے دار السلام، حضور برہان ملت علمی مجلس کی عزت، حضور برہان ملت سنیوں کے اجلاس کی شان۔

ان کا تشریف لے جانا تمام کی جان وشان کا چلا جانا۔ مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے روحانی فرزند اور حیات ظاہری کے آخری خلیفہ ومجاز کا تشریف لے جانا ایسا ہے کہ لوگ مدتوں یاد کر کے یوں کہتے رہیں گے۔

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں کسے

فقط محمد مقصود علی قادری

محمدی مسجد ساکی ناکہ ممبئی ۲۷ ھ

☆

حضرت علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی کا تاثر

۸۶/۹۲ ء

سیاح ایشاء ویورپ حضرت علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی

کا تاثر بھی دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے وہ رقمطراز ہیں۔

سیدی مولانا محمود میاں صاحب ومولانا حامد میاں صاحب وحاجی رمضان صاحب

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہالینڈ کے اخبار جنگ انٹرنیشنلس کے ذریعہ حضور مخدوم الملت تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ المولیٰ کے آخری خلیفہ گرامی کے وصال پر ملال کی اطلاع ملی حضور برہان الملت کا وصال ایک ایسا خلاء ہے جو کبھی پر نہ ہوگا افسوس کہ سرزمین ہند سے اعلیٰ حضرت کے آخری خلیفۂ ارشد بھی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مخدومی وعدہ الٰہیہ حق ہے جو بھی اس کائنات میں موجود ہوا۔ واصل بحق ہوگا مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو اس دنیا سے اپنے حصے کا کام کر جاتے ہیں ان کا آنا بھی مبارک ان کا جانا بھی مبارک حضور برہان

ملت علیہ الرحمہ ایسی ہی پاکیزہ شخصیتوں کے قافلہ سالار تھے خدائے قدیر ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کے مراتب بلند فرمائے اور اپنے آقایان محترم کے ساتھ ان کا حشر فرمائے ۔ آمین بجاہ النبی الکریم برطانیہ کے تمام شہروں و بیرون ملک اطلاع پہونچا دی گئی ۔ فاتحہ ایصال ثواب اور محافل عرس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

شریک غم قمرالزماں اعظمی

☆

علامہ مولانا راشد القادری برکاتی کا تاثر

(از حضرت مولانا راشد القادری برکاتی رضوی خطیب جامع مسجد گونڈی)

شامیانہ رضویت کا آخری ستون بھی ٹوٹ گیا، آہ حضور برہان ملت ہم سے جدا ہو گئے باغ رضا کا پاسبان چلا گیا، دنیائے سنیت کا سہاگ اجڑ گیا، افسوس کہ شامیانہ رضویت کا آخری ستون بھی ٹوٹ گیا، مسلک اعلیحضرت کا تاجدار، مرد حق آگاہ، مناظر اعظم، علامہ فہامہ مفتی اعظم، مدھیہ پردیش اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ حق تبارک وتعالیٰ ان کے مرقد انور پر اپنی رحمت خاص کی پرتو افشانی کرے ''دھیھات، عقیدت مندوں کی دنیا یتیم ہوگئی ہمارا آخری چراغ بھی بجھ گیا، اب کون ہے جو باطل کے سامنے، ہل من مبارز، کا نعرہ بلند کرے گا، اب کون ہے جو عدو رضا کے نیزے کے مارہے، کہ عدو کے سینے میں غار ہے، کی شمشیر براں لے کر دشمنان دین حق کی گردنیں کاٹے گا ۔ واحسرتا

اب تو پتہ نہیں پلکوں پہ ستارہ کوئی
دل کی رگ رگ سے لہو کھینچ لیا ہے تو نے

فقط راشد القادری گونڈی ممبئی

☆

۸۶/۹۲ھ

۲۴/۱۲/۸۴ء

از حضرت علامہ سعید اعجاز کامٹوی علیہ الرحمہ لکڑ گنج کامٹی ناگپور

گرامی منزلت حضرت مولانا محمود میاں محترم المقام حضرت و مولانا حامد میاں مدظلہما

سلام و مسنون!

حضور قبلہ والد ماجد علیہ الرحمۃ والرضوان کی خبر انتقال نے گو پاش پاش کر دیا، چراغ سنیت کا آفتاب درخشاں مغرب برزخ میں غروب ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت کی روحانی آنکھوں کا کوکب تاباں داغ مفارقت دے گیا مسلک سنیت کا منارہ بلند زمیں بوس ہو گیا، صبر کی تلقین کروں تو کس طرح؟ کاش دل کی دھڑکنیں تحریر بن جاتیں، بہر حال اس صدمۂ جانکاہ پر صبر و شکر سے کام لیں، رب قدیر حضرت قبلہ کی قبر کو جلوہ گاہ رسول بنا دے، اور تمام حضرات کو صبر و سکون عطا فرمائے آمین ناگ پور کے منعقدہ ایک جلسے کی وجہ سے تجہیز و تکفین کے موقع پر حاضر نہ ہو سکا، انشاء اللہ مستقبل قریب میں حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔

والسلام مع الاکرام

سوگوار۔ سید اعجاز کامٹوی 24-2-84

☆

۸۶/۹۲ھ

از شاعر اسلام راز الہ آبادی بہادر گنج الہ آباد   ۲۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

محترم المقام قبلہ محمود میاں صاحب سلام مسنون

حضرت برہان ملت کے وصال کی خبر سے افسوس ہوا، مگر یہ اللہ عزوجل کے وہ بندے ہیں، جن کی حیات یہاں سے وہاں اور بہتر ہوتی ہے، یہ ضرور ہے کہ اب شاید دنیا میں سیدنا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی خلیفہ نہیں رہا، وہ اس متبرک سلسلہ کی آخری کڑی تھے، وہ

دنیائے سنیت کے سربراہوں میں سے تھے، بزرگ تھے، پوری زندگی دین وملت کی خدمت اور یادالٰہی میں بسر کی، معالج ایسے کہ اس ملک میں اب ایسے حکیم نہیں پیدا ہوئے ہاتھ میں بے پناہ شفا تھی میں حاضر نہیں ہوسکا افسوس ہے، اپنے چھوٹے لڑکے کو تعزیت کے لئے بھیج رہا ہوں میں انشاء اللہ چہلم میں حاضر ہوں گا، اس موقع پر ذرا کافی اعلان کرا دیجئے گا اور جلسہ کا اہتمام کرادیں گے کیونکہ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی شخصیت بہت اعلیٰ تھی، اس کے لئے ایک کمیٹی بنادیں وہ اس کا اہتمام کرے حامد میاں صاحب کو بھی میرا سلام کہیں اور تمام برادران اہلسنت کو سلام علیکم کہیے۔

فقط دعاؤں کا طالب

فقیر راز الہ آبادی رضوی قادری

☆

۸۶/۹۲

مدرسہ گلشن بغداد ملاتی کلاں شہر ہزاری باغ، بہار ۵/جنوری ۸۵ء

بحضور اقدس سیدی شاہزادۂ سرکار برہان پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج ہمایوں۔ چند دنوں پہلے آنحضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ روانہ کر چکا ہوں ممکن ہے کہ حاضری کا شرف حاصل ہوا ہو، انتہائی رنج وغم و بے پناہ صدموں کے ساتھ یہ خبر وحشت اثر سننے میں آئی کہ ہمارے سرکار اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، رب قدیر مولیٰ کریم ہم سبکو اور بالخصوص قدسی صفات پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، امام اہل سنت کے آنکھوں کی ٹھنڈک، سیدنا اعلیحضرت کی آخری یادگار بھی ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت ہوگئی، سرکار مفتی اعظم ہند کے پردہ فرمانے کے بعد سیدی برہان ملت کی زیارت سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت ہو رہی ہے اہل سنت کا یہ عظیم نقصان، جماعت کا یہ خلاء کبھی پر نہ ہوگا، رشد و ہدایت ولایت و کرامت کے آفتاب و

ماہتاب یکے بعد دیگرے غروب ہوتے جارہے ہیں، سرکار کی رحلت یہ وہ شگاف ہے، جسے پر نہیں کیا جا سکتا۔

وماکان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما۔

اپنی بدنصیبی کی خبر پا کر ملاقات وزیارت کے بعد پھر دیدار کا شرف حاصل نہ ہوسکا آج کل ہفتوں سے علالت کا سلسلہ چل رہا ہے، حضرت کے وصال کی خبر یہاں ایک ہفتہ کے بعد معلوم ہوئی، اس لئے تعزیت کے پیش کرنے میں تاخیر ہوئی، عرس چہلم کا پوسٹر بھیجنے کی زحمت فرمائیں گے، صحت وعافیت کے ساتھ رہا تو حاضری کی سعادت ضرور حاصل کروں گا، ورنہ انشاءاللہ گرمیوں میں ضرور حاضر ہوں گا، سردی میرے لئے بڑی اذیت ناک ہے، بھائیوں بہنوں اور دیگر متعلقین کی خدمات میں بصد واحترام سلام عرض ہے، جواب سے ضرور نوازیں کہ آپ کی تحریر میرے لئے تبرک ہوگی۔

والسلام طالب دعاء وجاروب کش آستانۂ سلامیہ برہانیہ

وکیل احمد اعظمی ۵؍جنوری ۱۹۸۰ء ہفتہ ۱۲؍ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

(خلیفۂ حضرت برہان ملت)

☆

۸۶/۹۲

دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور (راجستھان) ۲؍جنوری ۱۹۸۵ء

مخدوم گرامی قدر مولانا محمود میاں صاحب قبلہ

سلام مسنون! آج ۲؍جنوری ۸۵ء کو گجرات سے آمدہ معتبر حضرات سے معلوم ہوا کہ حضور برہان ملت حضرت علامہ الشاہ برہان الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔ انا لله وانا الیه راجعون۔ یہ خبر جانکاہ بجلی بن کر فضائے دارالعلوم پر چھا گئی، غم واندوہ کی پرچھائیں ہر طرف نظر آنے لگیں، تعلیمی سلسلہ بند کر دیا گیا، تمام اساتذہ وطلبہ نے قرآن حکیم پڑھنا شروع کر دیا، قرآن خوانی کے بعد شیخ الجامعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب

قبلہ نے حضور برہان ملت کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ اعلیحضرت کے آخری خلیفہ تھے، اور آپ کی عبقری شخصیت، علمی کمالات ملی خدمات، عشق رسول پاک وزہد وتقوی پر مکمل روشنی ڈالی، جس سے سامعین و اساتذہ بے حد متاثر ہوئے آخر میں حضرت شیخ الجامعہ دامت فیوضہم العالیہ نے حضور برہان ملت کی روح پرفتوح کے لئے ایصال ثواب ودعاء عطا فرمایا، ہم اساتذۂ دارالعلوم اسحاقیہ اس عظیم غم واندوہ میں برابر شریک ہیں، اور دست بدعا ہیں کہ رب العزت آپ کو صبر وضبط کی دولت عطا فرمائے، اور ملت اسلامیہ کو حضرت کا نعم البدل عطا فرمائے، آمین، رب العزت حضرت برہان ملت کی تربت انوار پر انوار وبرکات کی رحمتیں نازل فرمائے، آمین۔

شریک غم

اساتذہ دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور، راجستھان

(۱) محمد اشفاق حسین (۲) شیر محمد خاں رضوی (۳) محمود حسین رضوی (۴) محمد ادریس اشرفی (۵) محمد احمد فاروقی (۶) محمد فیاض احمد رضوی (۷) محمد قاسم مصباحی (۸) محمد یوسف اشرفی (۹) محمد امین احمد (۱۰) محمد اکبر رضوی (۱۱) محمد مبین احمد رضوی۔

☆

علماء پاکستان کا نذرانۂ عقیدت

۹۲/۸۶ء

روزنامہ آواز جنگ کراچی نے پہلے صفحہ پر جلی سرخیوں کے ساتھ آپ
کے انتقال کی خبر شائع کی ملاحظہ کرتے چلیں روزنامہ جنگ کراچی کی خبر

برصغیر کے مفتی اعظم محمد برہان الحق جبلپوری کا بھارت میں انتقال ہوگیا، مرحوم اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کے آخری خلیفہ تھے، عقیدت مندوں کے تعزیتی پیغامات

کراچی (اسٹاف ابورڈ) امام اہل سنت اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے آخری خلیفہ اور پاک وہند کے مفتی اعظم محمد برہان الحق جبلپوری کا انتقال ہوگیا ہے جمعیت اہلسنت کے ناظم اعلیٰ محمد

حنیف محمد حاجی مجیب نے ان کی رحلت کو امت مسلمہ کیلئے ایک اندوہناک واقعہ قرار دیتے ہوئے کہا، کہ وہ برصغیر کے جید علماء میں شمار کئے جاتے تھے، ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ مفتی برہان الحق صاحب کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کی انھوں نے کہا کہ پاک و ہند کے مفتی اعظم آل انڈیا مجلس عاملہ کے رکن اور وقت کے امام اہل سنت' ممتاز عالم دین' پیر طریقت' اور بہترین ادیب تھے، آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، مرحوم قیام پاکستان کے وقت، سی، پی، مسلم لیگ کے صدر تھے اور ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ ٹکٹ پر صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، بعدازاں جب پاکستان آئے تو شہید ملت لیاقت علی خاں نے آپ کو پاکستان میں مستقلاً سکونت اختیار کرنے کی پیشکش کی، لیکن بھارت میں تدریس اور سلسلہ طریقت کی مصروفیت کے پیش نظر بھارت میں رہنا پسند فرمایا برہان الحق جبلپوری آخری سانس تک علمی اور روحانی فیض بہم پہنچاتے رہے، گزشتہ سال مرحوم کراچی تشریف لائے تو عقیدت مندوں نے آپ کا والہانہ استقبال کیا، آپ کو اعلیحضرت فاضل بریلوی اور ان کے خاندان سے خاص نسبت حاصل تھی، کیونکہ آپ کے والد ماجد مفتی عبدالسلام جبلپوری بھی اعلیحضرت کے خلفاء میں سے تھے مفتی مرحوم کی مرتب کردہ کتاب اکرام امام احمد رضا پاکستان میں بھی متعدد بار طبع ہوئی، دریں اثنا دارالعلوم امجدیہ کے شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، مفتی وقارالدین قادری، ومفتی ظفر علی نعمانی، مولانا حسن حقانی، مولانا شاہ تراب الحق قادری، مولانا الیاس قادری، پیر سید زبیر شاہ، محمد عثمان خاں نوری، محمد حنیف بلو، الحاج حبیب احمد، ہارون احمد، محمد اسلم راہی نے مرحوم کے وصال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، اور مرحوم کی ترقیٔ درجات کیلئے دعاء کی ہے، انجمن حبیبیہ کے صدر محمد زبیر گوڈیل ناظم صلوۃ دھوراجی کالونی جی گوڈیل، انجمن رضا کے سرپرست عبدالکریم نیازی، بزم مصطفیٰ چیئرمین عبدالجبار نقشبندی نے ایک مشترکہ بیان میں خلیفہ اعلیحضرت مفتی برہان الحق کے وصال پر دلی صدمہ کا اظہار کیا ہے، انجمن کے اعلان کے مطابق مفتی مرحوم کا سوئم ۲۲ر دسمبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد حبیبیہ دھوراجی کالونی میں ہوگا۔

نمونہ فتاوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مسائل ذیل میں۔

(۱) اشیاء خورد ونوش سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟ فاتحہ اور دعا میں کیا فرق ہے ہر ایک کی تعریف علیحدہ ارشاد فرمائیں!

(۲) فاتحہ مذکورہ اگر حضور ﷺ سے ثابت ہے تو صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اس پر عمل تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تھا تو اسکی کیا وجہ ہے؟ اس لئے کہ جو حضور ﷺ سے فعل صادر ہو وہ سنت ہے تو پھر ان حضرات کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا اس سنت پر عمل نہ کرنا کیونکر صحیح ہے اور اگر عمل رہا ہو تو ارشاد فرمائیں؟

(۳) فاتحہ اور دعا میں ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟ اور جو شخص ہاتھ نہ اٹھائے اسکے لئے کیا حکم ہے؟

(۴) فاتحہ میں کیا پڑھنا چاہیۓ؟ اور ایصال ثواب کا افضل طریقہ ارشاد فرمائیں!

(۵) اشیاء خورد ونوش مساکین کو دینے سے پیشتر فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا جائے یہ کیونکر درست ہے اس لئے کہ زید کا کہنا ہے کہ پہلے کھانا پینا مساکین پر صرف کیا جائے پھر ثواب پہنچایا جائے تو صحیح ہے ورنہ غلط، اس لئے جس کا ثواب پہنچانا ہے وہ چیز سامنے موجود ہے لہذا جو درست طریقہ ہو وہ ارشاد فرمائیں!

(۶) قیام بوقت ذکر ولادت شریف کرنا کیسا ہے؟ اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے یا نہیں؟ اور اگر ثابت نہیں ہے تو پھر کہاں سے یہ قیام مروّجہ مشروع ہوا؟ اور اس قیام مروّجہ متبرکہ کا انکار کرنیوالے اور اس سے نفرت کرنیوالے کا کیا حکم ہے؟

(۷) زید کہتا ہے، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً، (ترجمہ) آج کے دن میں نے پورا کردیا تمہارے لئے تمہارا دین اور

ختم کردیا تمہارے اوپر اپنی نعمتوں کو اور راضی ہوگیا میں تمہارے دین اسلام سے۔
یہاں سے معلوم ہوا کہ اب اسلام کے اندر جونئی چیز پیدا کی جائے وہ خارج اسلام ہے، زید
کہتا ہے کہ جاننا چاہئے کہ فاتحہ اور قیام عرس شریف وغیرہ اور دیگر امور اس طرح کے جو
ہورہے ہیں یا کئے جارہے ہیں اگر ان کی ضرورت ہوتی تو زمانہ گذشتہ متبرکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ عنہم اجمعین سے اس کی سند ہوتی۔

(۸) علم غیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا اور کتنا ہے؟

(۹) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر عالم ما کان و ما یکون ہیں تو پھر ولو کنت اعلم لغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء فرمانے کا کیا مطلب ہے؟

(۱۰) علم ما کان و ما یکون کہاں سے ثابت ہے پوری عبارت کیساتھ اور ما کان و ما یکون کا معنی بھی فرمائیں!

(۱۱) علم غیب کیا چیز ہے؟ پوشیدہ چیزوں کا جاننا علم غیب ہے یا کچھ اور؟ اگر نظر سے پوشیدہ چیزوں کا جاننا غیب ہے تو غیب داں کے نظر کا اعتبار ہے یا کسی غیر کے؟ علم غیب کی صحیح تعریف بالاتفاق ارشاد فرمائیں!

(۱۲) بدعت کسے کہتے ہیں؟ قرون ثلثہ کے بعد جو چیزیں دین میں نئی پیدا کی جائیں انکا یا کسی اور چیز کا نام بدعت ہے اور بدعت کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف اور ان کا جداگانہ حکم ارشاد فرمائیں!

احقر حافظ رجب علی موتی نالہ جبل پور
مورخہ ۷؍مارچ ۱۹۵۲ء مطابق ۲؍جمادی الآخرہ یوم شنبہ ۱۳۷۲ھ شریف

التوجیه الجلی لسوالات رجب علی

۱۳۷۳ھ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

الجواب ۔بتوفیق اللہ الھادی الی الصواب

جواب(۱)۔فاتحہ کا معنی کسی چیز کو شروع کرنا اور دعا کا معنی حدائے تعالیٰ سے مانگنا، ہر دعا عموماً درود شریف کے بعد سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتی ہے اور ہر فاتحہ کے بعد دعا اصلاح نفس، استقامت علی الدین، مغفرت موتی، مغفرت نفس، اور دعاء برکت ہوتی ہے اشیاء خورد ونوش کو سامنے رکھ کر دعاء برکت کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اسے امام سیوطی نے خصائص کبری میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا حدیث شریف طویل ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔

"اجمعوا ما عندکم ثم قربوہ فقربنا ما کان عندنا من خبز وتمرۃ فجعلناہ علی حصیر نا فدعا فیہ بالبرکۃ .(الحدیث)

یعنی جمع کرو جو کچھ تمہارے پاس ہو پھر لاؤ تو ہم نے جمع کیا جو کچھ ہمارے پاس تھا روٹی کھجور، پس ہم نے انہیں ایک چٹائی پر رکھ دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا کی۔

بیہقی پھر خصائص کبری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات فقلت ادع اللہ فیھن بالبرکۃ فقبضھن ثم دعا فیھن بالبرکۃ .

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا حضور ان پر دعاء

برکت فرمائیں پس حضور نے وہ کھجوریں لیں پھران پر برکت کے لئے دعا فرمائی۔

دلائل النبوۃ میں ابونعیم نے ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی حدیث طویل ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے۔

فجعل الرجل یجئ بالکف الذرۃ والاخر بکف التمر والاخر بالکسر حتی اجتمع علی النطع شئ من ذلک ثم دعا له بالبرکة.

یعنی کوئی آدمی مٹھی بھر جوار لایا دوسرا مٹھی بھر کھجور لایا کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا یہاں تک کہ جب سب چیزیں جمع ہو گئیں تو حضور ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی۔

یہ تمام اشیاء حضور کے سامنے تھیں جن پر حضور نے دعا فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ۲۔ نبی اکرم ﷺ سے جو فعل ثابت ہے اس کے متعلق یہ گمان ہی نہیں ہو سکتا کہ صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر عمل نہ تھا ضرور صحابہ کرام کا اس پر عمل رہا کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سے اس کا انکار کہیں ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ۳۔ فاتحہ اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے عین العلم وزین الحلم میں ہے۔

ویرفع یدیه حتی یری ما تحت ابطیه ضاما کفیه جاعلاً بطنهما نحو السماء الخ . یعنی دعا میں ہاتھ اتنے اٹھائے کہ بغل کے نیچے کا حصہ نظر آئے اس طرح کہ دونوں ہتھیلیاں برابر سے ملی ہوں اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف کھلے ہوں۔

اسی عین العلم میں ترمذی شریف کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

کان علیه السلام اذا مد یدیه فی الدعا لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه . یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دعا کیلئے ہاتھ بلند فرماتے جب تک دونوں ہاتھوں کو چہرۂ مبارکہ پر نہ پھیر لیتے اس وقت تک

ہاتھوں کو نہ کھینچتے۔

جو شخص دعا میں ہاتھ اٹھانے سے انکار کرے وہ منکر سنت اور جاہل ہے اسے اہلسنت وجماعت کی اصطلاح میں دیوبندی وہابی سمجھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب ۴ ۔ بریقۃ محمودیہ وغیرہما میں دار قطنی سے بروایت مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حدیث شریف مروی ہے۔

من مر علی المقابر وقرأقل ھو اللہ احد احدی عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدذالاموات اھ. یعنی کوئی شخص قبرستان جائے اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد کی سورت پڑھے پھر اس کا اجر یعنی ثواب مردوں کو ہبہ کرے اور بخش دے تو جتنے مردے اس قبرستان کے اس سے ثواب پائیں گے اتنا ہی ثواب اسے بھی ملے گا۔

عین العلم وزین الحلم میں ہے۔

وورد قرأۃ یٰسین والاخلاص سبع مرات فی المشاھیر فوعد فیہ مغفرۃ للمیت والقاری ۔ اور بعض مشہور حدیثوں میں سورہ یسین کا پڑھنا اور سورہ اخلاص کا سات مرتبہ پڑھنا وارد ہے اور اس میں میت کے لئے اور پڑھنے والے کیلئے بخشش کا وعدہ کیا گیا ہے۔

فقیر کے یہاں کا خاندانی طریقہ:

درود شریف ۱۱ر مرتبہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ، آیۃ الکرسی دس مرتبہ، اگر ہو سکے تو یسین شریف ایک بار ورنہ سورہ اخلاص زیادہ زیادہ سے ۱۱ر کم سے کم ۳ر بار درود شریف ۱۱ر مرتبہ پڑھ کر اس کا اور فاتحہ کے لئے جو چیز ہے ان تمام کا ثواب سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ کرکے ارواح طیبہ اور اعزہ واقارب کی ارواح کو ایصال ثواب کیا جائے اور اس کے ساتھ اپنے لئے بھی مغفرت اور بخشش طلب کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ۵ ۔ جواب سوال اول میں گذرا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشیاء

خوردنی کو جمع کر کے قریب حاضر کرنے کا حکم دیا پھر اس پر پہلے دعا فرمائی اس کے بعد کھانے کا حکم دیا۔

تو فاتحہ اور ایصال ثواب کے لئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ پہلے فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد غرباء ومساکین کو تقسیم کرے وکھلائے۔

ظاہر ہے کہ فاتحہ کرنے اور ثواب پہنچانے کا اہتمام کرنے والا جب کھانا کھلانے سے پہلے درود شریف اور قرآن عظیم پڑھ کر کھلانے کی نیت کرے گا تو متعدد نیکیاں جمع ہوں گی۔ درود شریف کا ورد، قرأت قرآن کریم، نیت اطعام پھر اطعام۔

ان تمام نیکیوں کا اجتماع کھانا پیشتر کھلا کر یا تبرک تقسیم کر کے پڑھنے میں حاصل نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ ثواب کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ مسلک اور بریقہ محمودیہ وغیرہما ابو حفص الکبیر سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی کہ حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

یا رسول الله انا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعوهم فهل يصل ذلک اليهم قال نعم انه ليصل اليهم ويفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدى اليه . یعنی یا رسول اللہ ہم لوگ اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کیلئے دعا کرتے ہیں، تو کیا یہ سب انہیں پہنچتا ہے فرمایا ہاں بیشک وہ انہیں پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسا مسرور ہوتے ہیں جیسا تم میں کا کوئی اس وقت مسرور ہوتا ہے جب اسے ایک طبق بھرا ہوا ہدیہ کیا جائے، اور اسکے پہنچنے کی کیفیت اللہ اور اس کا رسول جل وعلا و ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔

جواب ۲۔ حضور اکرم تاجدار عالم محمد رسول اللہ کی تعظیم وتوقیر واجلال واکرام ایمان کی جان ہے۔

قال الله عزوجل فالذين آمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذى انزل معه اولائک هم المفلحون ۔ یعنی وہ لوگ جو حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کی تعظیم وتوقیر کی اور انکے مددگار ہوئے اور اس نور مبارک کی پیروی کی جو نور اقدس اس ذات مقدس کے ساتھ اتارا گیا تو وہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

عزت واجلال واکرام سیدانا صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان لازم وملزوم ہیں جہاں ادب وتعظیم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نہیں وہاں ایمان نہیں، معاذ اللہ۔

قال اللہ تعالیٰ انا ارسلناک شاھدا ومبشراً ونذیراً لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ ۔الآیۃ ۔یعنی اے محبوب ہم نے تمہیں بھیجا شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر تا کہ اے لوگو تم ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور توقیر کرو۔

محبوب حقیقی کے چاہنے والے اپنے محبوب کو کمال عزت وکمال عظمت سے سرفراز فرمانے والے مولی نے تعظیم وتوقیر کی کوئی نوعیت نہیں مقرر فرمائی اور آیہ کریمہ، ومن یعظم شعائر اللہ فانہ من تقوی القلوب میں شعائر اللہ کی مطلق تعظیم کو دلوں کی پرہیزگاری قرار دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اعظم شعائر اللہ ہے۔جس شعار الٰہی کی جیسی شان اسی کے مطابق اسکی تعظیم ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان وعزت مکان نامحدود ۔ ع۔ ’’بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘ ۔تو تعظیم وتوقیر واجلال واکرام کے طریقے بھی نامحدود۔ ہر دور اور ہر زمانے کا مسلمان اپنی وسعت واستطاعت کے مطابق جو اعلی سے اعلی اور افضل سے افضل تر طریقۂ تعظیم وتوقیر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرے حسن ومحمود ہوگا۔

علامہ بوصیری نے اپنے قصیدہ بردۂ مبارکہ میں فرمایا۔

فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف
وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر کی طرف جو بھی شرف اور بزرگی کی نسبت کی جائے حضور کی قدر وعزت کے لیے جو عظمت اور بڑائی تو منسوب کرنا چاہتا ہے وہ کر۔

علامہ ابن حجر مکی نے فرمایا۔

تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالی فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ تعالی ابصارھم.

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تمام بہتر سے بہتر ایسے طریقوں کے ساتھ جن میں خدا کی خدائی میں مشارکت نہ ہو ایسا امر ہے جو بہت ہی پسندیدہ ہے ان لوگوں کے نزدیک جن کی آنکھوں کو خدا نے نور عطا فرمایا۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع الکمالات کو اللہ عز وجل نے اپنا ذکر فرمایا۔ "جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی" یعنی اے محبوب میں نے تمہیں اپنے ذکر اور اپنی یاد کا ایک حصہ بنایا تو جس میں تمہارا ذکر کیا اس نے مجھے یاد کر لیا پھر ذکر کرنے کے لئے کوئی خاص ہیئت نہیں مقرر فرمائی اور فرمایا آیت کریمہ۔ فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم ۔یعنی اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے یہ تو مطلق ذکر الٰہی کے لئے تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس خود ذکر الٰہی ہے اب خاص اپنے محبوب کے ذکر کیلئے فرمایا آیت کریمہ۔ ورفعنا لک ذکرک ۔ اے محبوب ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند فرمایا یہ ذکر کی رفعت خواہ ذکر ولادت شریفہ کے وقت ہو یا مطلق نعت شریف یا ذکر سیرت مبارکہ کے وقت ہو تقاضائے محبت میں سرشار مسلمان والہانہ طور پر رفعت ذکر سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتر سے بہتر اور بلند سے بلند تر طریقہ تلاش کرتا ہے اور اپنی وسعت اور قدرت کے مطابق کھڑا ہو کر صلاۃ وسلام کو اپنی حیثیت کے مطابق پورا بھی کر لیا اور شائبہ مشارکتہ فی الالوہیۃ سے بھی بچ گیا فتح القدیر میں فرمایا "کل ما کان ادخل فی الاجلال کان حسناً" یعنی ہر وہ طریقہ جو تعظیم اجلال اور بزرگی کے اظہار میں زیادہ سے زیادہ داخل ہو وہ حسن اور بہتر ہے علامہ برزنجی عقد الجوہر مولود النبی الاظہر صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمایا۔ وقد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایت مرامہ و مرماہ ۔یعنی نہایت

اچھا سمجھا ذکر ولادت مبارکہ کے وقت قیام کو ان اماموں نے جو صاحب روایت ہیں اور نہایت شادمانی او رمسرت ہو اس کے لئے جس کی مراد اور مقصود کی نہایت حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہو۔

تشریحات و بینات سے واضح کہ بوقت ذکر ولادت مبارکہ اور بموقعہ ذکر سیرۃ الشریفہ ونعت کونین ﷺ تعظیم وتوقیر واجلال واکرام سیدانام علیہ الصلات والسلام قیام وصلاۃ وسلام چونکہ ہر طرح مشارکتہ فی الالوہیۃ سے پاک اور قرنا بعد قرن عام طور پر مسلمانوں کے نزدیک باعث خیر و برکت اور مستحسن ہے تو حسب ارشاد حدیث شریف ''ما رآہ المومنون حسنا فھو عنداللہ حسن ''یعنی جس مباح چیز کو مسلمان اچھا سمجھے وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے یہ قیام و تعظیم وتوقیر وتکریم وصلاۃ وسلام اللہ کے نزدیک بھی حسن ہے اور مطلوب شرع مقدس و مستحسن ہے اور آج جبکہ بد باطن کور بصیرت شب و روز اسی کوشش شیطانیہ میں مبتلا ہیں کہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت اور حضور علیہ الصلات والسلام کی عزت وعظمت کو مسلمانوں کے دلوں سے معاذ اللہ کم کیا جائے ایسی حالت میں تو قیام تعظیم وصلاۃ وسلام اہل سنت کا شعار ٹھہرا قیام وصلاۃ وسلام کی اس صورت خاص کے لئے جب تک ممانعت ثابت نہ ہو اور ہمارا دعوی ہے کہ کبھی اس صورت خاص کی ممانعت ثابت نہیں کی جاسکتی تو اس قیام و تعظیم کا حکم مطلقاً جواز واستمرار واستحصان سے بڑھ کر ہوگا۔ اللھم ثبتنا علی السنۃ والجماعۃ والشوق الی لقائہ ومحبتہ وتعظیمہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم یاارحم الرحمین۔

رہا صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ میں اس کا ثبوت نہ ملنا، تو اوپر واضح کیا جاچکا کہ ہر دور اور زمانے میں مسلمانوں جو طریقہ تعظیم واجلال رسالت مآب ﷺ کا بہتر سے بہتر سمجھا اختیار کیا بہت سے وہ کام جو صحابہ وتابعین علیہم الرضوان کے زمانہ میں نہ تھے نہ ان سے ثابت ہیں، مگر قیام ذکر مبارکہ کی مجالس خیر سے بڑے بڑے منع کرنے والے، اسے شرک وبدعت بتانے والے، بڑے زور شور واہتمام کے ساتھ کام کر رہے ہیں،

یہ کام کیوں بدعت نہیں، زمانہ صحابہ وتابعین میں مدرسے اور مدرسوں کی بڑی بڑی شاندار عمارتیں کہاں تھیں، مدرسوں کے چندے وصول کرنے کے لئے طلباء کو کہاں کہاں پھرایا گیا، سفیروں کو کمیشن دے کر کس صحابی وتابعی نے چندے وصول کئے، سالانہ امتحان کس صحابی نے لیا یا دیا، دستار بندی کے اس اہتمام کے ساتھ جلسے کس صحابی یا تابعی کے زمانے میں ہوئے، مگر دیوبندیوں کے بڑے بڑے مدرسہ ہیں ان میں یہ سب بدعات ہو رہی ہیں، اور اس کو جائز بلکہ ضروری سمجھا جا رہا ہے، اور محبت محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ سب قابل اعتراض قرار پا رہا ہے ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

دیکھنا یہ چاہئے کہ جو کام صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں نہ پایا گیا، اور آج وہ معمول بہ ہے تو وہ امر کسی ممانعت شرعیہ کے تحت تو نہیں آتا پھر صدیوں سے علمائے اعلام اسے مستحسن سمجھتے آرہے ہیں عمل کے لئے اتنا کافی ہے مگر دیوبندیہ وہابیہ کے لئے مطلب کی چیز سب کچھ شیر مادر ہے صرف عزت وعظمت مالک کونین صلی اللہ علیہ وسلم کسی آنکھ نہیں بھاتی اسی لئے اہل سنت نے اسے اپنا شعار قرار دیا فالحمد للہ قیام وصلاۃ وسلام سے انکار کرنے والا بے ادب گستاخ وہابی ہے اس کے سایہ سے بچنا ہر سنی کیلئے ضروری ہے۔

الحذر الحذر عن مکائد الشیطان واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۷)۔ الیوم اکملت لکم دینکم ۔الآیت سے زید کا فاتحہ وقیام واعراس بزرگان دین رحمہم اللہ کے اہتمام کو معاذ اللہ خارج اسلام اور قبیح سمجھنا زید کو خود خارج اسلام کئے دیتا ہے مدرسوں کا اجرا ان میں مدرسین کا تقرر ان کی تنخواہیں طلباء کے لئے دار الاقامہ ان کے قیام وطعام کا انتظام چندے وصول کرنے کیلئے دور و دراز دورے طلباء اور ان کے سفراء کا کمیشن چندہ پر رسید با مہر دینا پھر مدرسے کے سالانہ جلسے فارغ طلباء کی دستار بندیاں انہیں سند دینا ان پر مہر لگانا ان تمام امور کے لئے اہتمام دعوت ناموں کا اجراء وغیرہا یہ سب امور زید کے، دیوبندی، گنگوہی، تھانوی، سہارنپوری، وغیرہا مدارس میں پورے زور شور کے ساتھ انجام پاتے نئی باتیں اسلام کے اندر سمجھ کر تو کی جاتی ہیں تو بقول زید، الیوم اکملت

لکم دینکم۔الآیۃ اور قبیح ٹھہرے اور خارج اسلام سمجھ کر کیجاتی ہیں تو قبیح تر زید دیو بندی کے دونوں راستے بند۔ الیوم اکملت لکم دینکم سے تو قرآن کریم واضح فرما رہا ہے کہ اصول شریعت مقدسہ اور امر و نواہی کے متعلق تکمیل ہو چکے اور اب اصول دین میں کسی قسم کی ترمیم و تبدیل و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہ رہی جو امور مباح ہیں وہ مباح رہیں کے حرام نہیں ہو سکتے اور امور مباحہ کو عام مسلمین مستحن سمجھ کر کریں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ہوگا جیسا کہ حدیث شریف ما راہ المؤمون حسنا فھو عنداللہ حسن ۔ سے اوپر ثابت ہوا تو قیام و فاتحہ و اعراس بزرگان دین وغیرہا، اتممت علیکم نعمتی ، کے تحت مستحسنات میں داخل۔

قیام و تعظیم کے متعلق جواب سوال (۶) میں واضح کر دیا گیا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

عرس کا اطلاق عرس میں سالانہ کسی بزرگ کی یادگار میں ان کی وفات کے دن ایصال و ثواب کو کہا جاتا ہے اور اصل یہ ہے کہ سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال یوم احد کو شہدائے احد کے قبور پر تشریف فرما ہوتے اور ان کے لئے دعاء فرماتے شامی میں ہے: روی ابن ابی شیبہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یأتی قبور الشھداء علی رأس کل حول ویقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون ۔

یعنی ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہیدوں کی قبروں پر ہر سال کے شروع دن تشریف لیجاتے، اور آیت مذکورہ تلاوت فرماتے، اور ایسا ہی چاروں خلیفہ، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی کرتے آئے۔

زید [illegible] کی نگاہوں میں ہر عمل خیر کو قبیح اور خارج اسلام دیکھتی ہے، ذی ہوش مسلمان غور کرے کے اعراس بزرگان دین میں ختمات قرآن کریم، ذکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نعت شریف، مناقب اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فاتحہ پھر غربا اور عقیدتمندوں پر تقسیم تبرک و طعام ہوتا ہے ان میں کون سا عمل اور کیا چیز قبیح منافی اسلام ہے پھر اس پورے مجموعہ کو خارج اسلام قرار دیا جائے جبکہ ہر سال قبور شہدائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پر خود رسول

اکرم ﷺ کا ہر سال تشریف لے جانا اور خلفائے راشدین رضوان اللہ عنہم کے دور مقدس میں اس سلسلے کا جاری رہنا ثابت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ سے نقل فرمایا درایام وفات حضرت رسالت مآب ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعام پختہ شود قدرے نخود بر پاں وقندے سیاہ نیاز کردم۔ یعنی حضرت رسالت پناہ ﷺ کی وفات مبارکہ کے ایام میں میرے پاس ایسی چیز نہ تھی کہ حضور ﷺ کی نیاز کے لئے کھانا پکایا جا سکتا اس لئے کچھ بُھنے ہوئے چنے اور گڑھ پر نیاز کیا گیا معاذ اللہ زید کا قول مردود یہاں بھی کہا جائے گا اسی سلسلہ میں زید اور اس کے تمام ہمنوا دیو کے بندوں کے گرو گھنٹال ہندوستان میں وہابیت کے بانی اور وہابیوں کے سردار اسماعیل دہلوی کی بھی سن لیجئے۔ صراط مستقیم میں کہا۔ ہرگاہ ایصال ثواب نفع بمیت منظور دارد موقوف براطعام نہ گزارد اگر میسر باشد بہتر است والا ثواب سورۂ فاتحہ واخلاص بہترین ثوابہا است۔ یعنی جبکہ ایصال ثواب سے میت کو نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر میسر ہو تو کھانا کھلائے ورنہ سورۂ فاتحہ واخلاص کا ثواب بہتر ہے اب زید اور اس کے ہمنوا اپنے گرو کو یعنی اسماعیل دہلوی کو جو اہل سنت کے نزدیک تو اپنے عقائد فاسدہ کا سدہ کا کے سبب خارج اسلام تھا ہی اس کے قول کو الیوم اکملت لکم دینکم کے خلاف سمجھیں گے اور اسے خارج اسلام قرار دیں گے یا نہیں، ان الوھابیۃ قوم لایعلمون واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ۸/۹/۱۰/۱۱: سید عالم ﷺ کی رحمت وعزت وعظمت نامحدود ان کا علم پاک بھی اسی طرح نامحدود اللہ عزوجل اور رسول اکرم ﷺ کے سوا نہ کسی کو یہ خبر کہ ان کے رب انہیں کیسا اور کتنا علم عطا فرمایا نہ یہ کہاں کا علم کیسا اور کتنا ہے رب العالمین محبوب ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کا پیارا پیارا لقب دیکر واضح فرمادیا کہ عالمین کے رب نے انہیں عالم بنایا اب سائل یا معترض یہ غور کرے کہ اللہ عزوجل کتنے عوالم کا رب ہے اس پر یہ فقدہ واضح ہو جائے گا کہ اتنے ہی عوالم کے لئے ذات اقدس ﷺ رحمت ہے اور جتنے ہی عوالم کے لئے وہ رب

ہے اتنے ہی عوالم کا علم نا قابل انکار ہے اور تمام عوالم ما کان و ما یکون کے تحت داخل تو حضور پرنور عالم ما کان و ما یکون علیہ کا کیسا علم اور کتنا ہے رب العالمین عز برہانہ کے سوا کوئی نہیں جانتا آیت کریمہ۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر، الآیت کا مطلب تفسیر خازن اور تفسیر جمل نے فرمایا۔

فان کنت قد اخبر علیہ عن المغیبات و قدجاء ت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ علیہ فکیف الجمع بینہ و بین قولہ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کنت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع و الادب والمعنی لاعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ و یقدرہ لی و یحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب.

یعنی آیۃ کریمہ ولو کنت اعلم الغیب الایہ سے تجھے یہ خیال ہو کہ حضور علیہ نے غیب کی باتوں کی خبر دی اور اس کے متعلق صحیح حدیثیں ہیں اور غیب کا علم حضور کے عظیم ترین معجزات میں سے ہے پھر آیت کا کیا مطلب ہوسکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور پرنو علیہ نے محض تواضع کے طور پر اپنی ذات ستودہ صفات سے علم کی نفی فرمائی اور حقیقۃً آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں میں غیب کی باتیں خود نہیں جانتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور اس کے مقدر کرنے سے جانتا ہوں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کے بعد علم غیب عطا فرمایا ہو۔

نسیم الریاض میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔

وقولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و اما اطلاعہ علیہ باعلامہ اللہ تعالیٰ فانہ محقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا

من ارتضی من رسول ۵۱.

یعنی آیت کریمہ ولو کنت الایہ میں اس علم کی نفی ہے جو بغیر کسی واسطے کے ہو لیکن حضور ﷺ کو اللہ تعالی کے بتانے سے غیب کی باتوں میں علم حاصل ہونا بلاشبہ تحقیق سے ثابت ہے جیسا اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ''اللہ تعالی عالم غیب ہے اور اپنی غیب کی باتیں نہیں ظاہر فرماتا مگر انہیں رسولوں پر جنہیں چن لیتا ہے''۔ اب اس آیت کریمہ اور اس قسم کی وہ آیات جن میں علم غیب کی نفی ہے ان کا مطلب صرف یہ کہ ذاتی طور پر تمام غیوب کا مالک صرف رب العزۃ تبارک وتعالی ہے وہ اپنی عطا سے جسے جتنا چاہے بخش دے سرکار کونین ﷺ کو تمام ما کان و ما یکون کے لئے رحمت بنایا انہیں تمام ملک وملکوت کی حکومت بخشی ما کان و ما یکون اور ملک وملکوت کا علم عطا فرمایا۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ما کان و ما یکون کا معنی:

ما کان اسے کہتے ہیں جو ابتدائے آفرینش عالم سے زمانہ رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک ہو چکا۔ ما یکون وہ جو قیامت تک اور اس کے بعد ہوگا۔ جس کی نہایت صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہی جانتے ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وماسیکون ۔یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا، معراج کی شب میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا پس مجھے ما کان و ما یکون کا علم حاصل ہو گیا۔

بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقامافاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ ۔

ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ابتدائے آفرینش خلق سے لیکر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا بھول گیا وہ جو بھول گیا۔

یہ ہے وہ علم ما کان و ما یکون جو خالق ما کان و ما یکون نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور وہی اس کا شروع اور منتہی جانتا ہے مسلمان اس کی ابتدا اور منتہا جاننے کے لئے مکلّف نہیں، صرف ان پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و تکریم اور عزت و محبت کے لئے مکلّف ہے اور یہی عین ایمان ہے۔

غیب کا لغوی معنی تفسیر روح البیان میں ہے هو ما غاب عن الحس و العقل بحيث لا يدرك بو احد منهما ابتداء بطريق البد اهة یعنی غیب وہ ہے جو پوشیدہ ہوش اور عقل سے اور دونوں سے ابتداء بطور بداہت نہ جان سکے۔

یہ غیب کا لغوی معنی ہوا اور اصلاح شریعت میں احکام القرآن للاشبیلی میں ہے ما غاب عن الحواس مما لا يوصل اليه الا بالخبر دون النظر یعنی غیب وہ ہے کہ جو حواس سے غائب ہو اور خبر ہی سے اس پر عمل ہوسکتا ہے نظر کی رسائی وہاں تک نہیں اور بھی احکام القرآن ہے۔

انه الغيب الذى اخبر به الر سول عليه السلام مما لا تهتدى اليه العقول یعنی غیب وہ چیز ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی اس چیز تک پہونچنا ممکن نہیں

ان عبارت سے واضح کہ وہ تمام امور و اشیاء جو عامۂ خلائق کی نظر و حواس، عقل و فہم سے غیب ہیں ان پر علم ہونا علم غیب ہے و لكن الو هابيه لا يعلمون و الله تعالىٰ اعلم

جواب ۱۲ : بدعت اصطلاح شریعت مطہرہ میں اس کام کو کہا جاتا ہے جو زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں نہ تھا بعد میں جاری ہوا اگر چہ وہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم کے زمانے میں ہی کیوں نہ جاری ہوا ہو بخاری شریف میں عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے طویل حدیث مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح باجماعت جاری فرمانے کے بعد ایک مرتبہ نکلے دیکھا کہ لوگ ایک قاری کے

پیچھے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کررہیں ہے فرمایا ''نعمت البدعة هذه ''یعنی رمضان مبارک میں علیحدہ علیحدہ رات کونوافل ادا کرنے سے کس قدرزیادہ بہتر بدعت ہے کہ سب مل کرایک قاری کے ساتھ باجماعت ادا کررہے ہیں علیحدہ تراویح سنت مؤکدہ ہے مگراس طرح جماعت کے ساتھ ایک حافظ کے پیچھے ادا کرنا چونکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احداث وایجاد فرمایا اسے بدعت کہا بدعت بایں معنی کہ لم یکن فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مروجہ تراویح نہ بدعت ہوتی تھی اور فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نزدیک بدعت وہ ہے۔جوزمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علھیم اجمعین کے بعد حادث ہوطریقہ محمودیہ میں ہے''هی فی عبارة الفقها ء یعنون بها مع ما احدث بعد الصدر الاول مطلقا ''۔یعنی فقہائے کرام نے بدعت سے مرادوہ چیز لی ہے جوصدراول کے بعد نکالی گئی ہو بدعت خواہ قرون ثلثہ میں ہویا اس کے بعد بدعت ہے اور فقہائے کرام نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم فرمایا ہے شامی میں ہے''بدعة محرومة وقد تكون واجبة و مندوبه و مكروهة و مباحة اه ملخصاً''۔بدعت محرمہ وہ جوکسی دلیل سے حرام کے قریب اس سے بچنا فرض ہے۔واجبۃ وہ کہ اسے نہ کیا جائے تو دینی مذہبی ذمہ داری کی تکمیل نہ ہواس لئے اس پر عمل ضروری ہے مندوبۃ وہ کہ اس کا کرنا بہتر ہے مکروہۃ وہ کہ اس سے بچنا بہتر ہے مباحۃ وہ کہ کرنا نہ کرنا برابراور بہ نیت خیر کیا جائے تو ثواب کی امید ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

نمونہ مضامین

یہ مضمون حضرت نے امام احمد رضا کانفرنس میں پڑھنے کے لئے تحریر فرمایا تھا جو ۱۳۸۸ھ میں سرزمین ناگپور میں منعقد ہوئی تھی۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الله رب محمد صلی علیه وسلم

از: حضرت برہان الملۃ والدین مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی سلامی مفتی اعظم جبل پوری (ایم، پی)

الحمدلله الذی صل علی حبیبه محمدو جعل رضائه رضاه والصلاة والسلام علی من حمد الله تعالیٰ بحمدلا یحمده سواه فکل حمد لاحمد وکل صلاۃ لمحمد فاطلب من الله الاحد الاحمد رضاء محمد علیه وعلی آله وصحبه وابنه الاکرم الغوث الاعظم وعلی کل من ینتمی الیه صلوات الواحد الصمد .اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد المأة الحاضر مؤیدا لملة الطاهرة سنام نورالایمان انسان عین الاعیان الذی لم یکتحل بمثله طرف الاوان قطب المکان غوث الزمان ،برکة الاعیان آیة من آیات الرحمن سیدنا وسندنا ومرشدنا و استاذنا العلامة احمدرضا خان قادری رضی الله تعالیٰ عنه وقد سنا باسراه ونفعنا بمیامنه وبرکاته فی کل زمان ومکان کی ذات والاصفات علم وفضل وکمال کا ایسا نور بار آفتاب ہے جس کی ظاہری خوبی بے پایاں علوم کی روشن شعائیں صراط مستقیم شریعت کے لئے اور روحانی سلاسل

قدس سرہ کی باطنی معنوی انوار افروز کرنیں رہ روان راہ طریقت کے لئے آج بھی بظاہر افق حیات دائمی میں پردہ پوش ہو جانے کے باوجود تاباں و درخشاں اور اہل سنت و جماعت کے لئے ایمان افروز مشعل ہدایت ہیں جس طرح حیات ظاہری میں دنیائے اسلام اور چمن وگلزار سنیت کے لئے باران رحمت تھیں۔

ابوداؤد کی حدیث شریف میں ہے ''ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ذات کو مبعوث فرمائے گا جو اس امت کیلئے دین کی تجدید فرماتا رہے گا۔

اس حدیث شریف کے مطابق ہر صدی کے شروع میں مجدد تشریف لاتے رہے اور اپنے اپنے زمانے کے ماحول کی مناسبت سے سنت کو بدعت سے، ہدایت کو ضلالت سے علاحدہ و ممتاز فرماتے رہے اور اہل بدعت و ضلالت کے سروں کو کچل کر انھیں ذلیل کیا، مجدد کا یہی منصب ہے، حاشیہ نووی شریف میں اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا'' ای یبین السنۃ من البدعۃ ویذل اھلھا ''یعنی مجدد سنت کو بدعت سے علاحدہ اور آشکار فرمائے گا اور اہل بدعت کو ذلیل کرے گا۔

مجدد کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ جب لوگ کتاب وسنت کے عمل کو ترک کر رہے ہوں اور سنت مٹتی جارہی ہو تو سنت کو زندہ رکھنا اور مقتضائے کتاب وسنت پر عمل کے لئے حکم دینا اور کوشش کرنا۔ سراج منیر میں علقمی سے ہے۔''معنی التجدید الاحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ والامر بمقتضاھما ''یعنی تجدید دین کا معنی ہے کتاب وسنت پر عمل کو زندہ کرنا جو مٹتا جارہا ہے اور کتاب وسنت کی منشا کے مطابق حکم جاری کرنا۔

عون الودود میں ہے۔''قال السیوطی عن سفیان بن عیینہ بلغنی انہ یخرج بکل مأۃ سنۃ بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من العلماء یقوی اللہ بہ الدین '' ۔

یعنی امام سیوطی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد یقیناً ہر سو سال پر علماء میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ دین کو قوت دے گا۔

مرقاۃ الصعود میں اپنے وقت کے مجدد علامہ اجل امام جلال الدین سیوطی سے روایت ہے۔

والذی ینبغی ان یقول المبعوث علی رأس المأۃ رجلا مشھورا معروفاً مشار الیہ وقد کان قبل کل مأۃ ایضا من یقوم بامر الدین والمراد بالذکر من انقضت الماۃ وھو حی عالم مشھور مشار الیہ

یعنی اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ہر صدی کے شروع میں جسے تاج مجددیت سے سرفراز فرمایا جائے ایسا شخص ہونا چاہئے جو علم وفضل وکمال وتقویٰ وسیرت میں مشہور ومعروف ہو اور دینی معاملات میں اسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور صدی شروع ہونے سے پہلے بھی اس نے امر دین کو مضبوط رکھا ہو اور راس ذکر سے مراد یہ ہے کہ ختم ہونے والی صدی میں وہ ہونہار مجدد زندہ ہو مشہور عالم ہو اور اس زمانے کے علماء کا مشار الیہ مرجع ہو علوم کے تعدد تنوع ودرجات کے لحاظ سے۔

عون الودود میں امام جلال الدین سیوطی سے روایت ہے۔

ذھب بعض العلماء انی ان الاولی ان مجمل الحدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلا واحدا بل قد یکون واحدا فاکثر فان انتفاع الامۃ بالفقھاء وان عم فی امور الدین فان انتفاعھم بغیرھم کاولی الامر واصحاب الحدیث والقراۃ والواعظین واصحاب طبقات من الزھاد کثیرا اذ ینفع کل بفن لا ینفع فیہ آخر

یعنی بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ حدیث شریف کو اسکے عموم معنی پر رکھا جائے اس سے یہ لازم نہ ہوگا کہ ہر صدی کے شروع میں بھیجا جانے والا مجدد ایک ہی شخص ہو بلکہ ایک ہو یا زیادہ کیونکہ امت مسلمہ کو اگر چہ عام طور پر دین کے معاملات میں فقہاء کرام ہی سے کام پڑتا ہے لیکن امت کے بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جنکا فقہاء کے علاوہ دوسرے اکابر سے بھی تعلق ہوتا ہے جیسے اولوا لامر صاحب حکومت محدثین ، قارئین ، واعظین اور مختلف طبقات کے زہاد وغیرہم بکثرت حضرات ہیں کیوں کہ ہر شخص جس فن سے تعلق رکھتا ہے اس فن کے امام ہی سے نفع حاصل کرسکتا ہے دوسرے سے نہیں۔

☆☆☆

چودہویں صدی کے مجدد اعظم

تصریحات بالا کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لائے اور ماحول کے مطابق احیاء سنت وتجدید دین متین بھی فرمائی۔

ہمارے مجدد اعظم سیدنا استاذنا مرشدنا اعلیحضرت مجدد مأۃ حاضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے لمحات مقدسہ پر نظر ڈالی جائے تو ولادت سراپا سعادت سے وفات حسرت آیات تک ہر لمحہ حدیث شریف اور اس کی شروح وتوضیحات کے مطابق الحرف بالحرف نظر آئے گا اور بعض واقعات وحالات غیر معمولی نوعیت کے ایسے ملیں گے جنہیں خرق عادات سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ولادت شریفہ مأۃ ماضیہ ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی، چار سال کے ہونے پر عموماً بچہ کی بسم اللہ شروع کرائی جاتی ہے لیکن مجددیت عظمیٰ کی پہلی علامت یہ ہے کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ ختم فرمالیا ، چودہ سال کی عمر عام طور پر کھیل کود کی ہوتی

ہے، تعلیم کی طرف رجحان کم ہوتا ہے، اعلیحضرت نے چودہ سال کی عمر میں تمام علوم وفنون کی تکمیل فرما کر مسند افتاء کو زینت بخشی، اور والد ماجد کو اس عظیم ذمہ داری سے سبکدوش فرمادیا، مجددیت عظمی کی دوسری نشانی تھی ۱۲۸۶ھ میں سند افتاء پر جلوہ افروز ہو کر حسب تصریح امام علامہ سیوطی علیہ الرحمہ ''وقد کان قبل کل مأة ایضا یقوم بامر الدین'' مجددیت کے راس مأة سے پہلے ہی امر دین کو سنبھالا اور بڑے بڑے عمر رسیدہ علماء اسلام کے مرجع ومشار الیہ ہوئے۔

ہندوستان کے انقلابی دور میں مجدد اعظم کے جہاد بالقلم:

۱۸۵۷ء کے بعد کا دور بڑا سخت انقلابی اور آزمائشی دور تھا۔ ۱۸۷۰ء میں جب آپ نے افتاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں اس وقت ہندوستان کی سیاست بہت پیچیدہ تھی اور الجھی ہوئی تھی سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا، طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا، امن مفقود تھا اور مسلمان انگریز کا مشق ستم بنا ہوا تھا، چونکہ مسلم سلطنت انگریز کے دست بد کا شکار ہوئی تھی مسلمان ہی کے وقار واقتدار کو انتشار میں تبدیل کرنیکی تدبیریں انگریز کے زیر غور تھیں ، انگریز جانتا تھا کہ مسلمان کا مذہب ہی سب کچھ ہے اس لئے جس طرح بھی ہوا سے مذہب سے بیگانہ بنا کر ہی ہندوستان پر چین سے حکومت کی جاسکتی ہے، چنانچہ ایسے لوگوں کو تلاش کیا گیا جو بااثر اور اس مقصد کے لئے موزوں ہوں ہندوستان کا مسلمان سنی العقیدہ حنفی مذہب سچا مسلمان تھا سنیت پر مضبوطی کیساتھ متحد تھا مسلمانوں کے اس اتحاد وارتباط کو پارہ پارہ کرنے کے لئے شاطر انگریز کو ایسے لوگوں کی تلاش میں زیادہ دقت نہیں ہوئی جو بظاہر مقطع مسلمان اور مسلمانوں میں بااثر اور بارسوخ تھے اور جن کے ذریعہ آسانی سے مسلمانوں میں مذہبی تفریق وانتشار کی بنیاد ڈالی جاسکتی تھی۔ چنانچہ ایک طرف اسمعیل دہلوی نجدی خدا... عقائد وخیالات کی تبلیغ کے لئے اور اس کا گرو سید احمد رائے بریلوی زہد وتصوف کے لباس میں مل گئے اور دوسری طرف دہریت ونجدیت کی تبلیغ کے لئے سرسید احمد خاں مل گئے ا...

ر بدمذہبیت، وہابیت، دہریت کی ہوا نے ہندوستان کے اندر سنیت کی فضا کو مکدر کرنا شروع کر دیا۔

کتاب وسنت پر عمل تو درکنار ایمان کے اصل الاصول محبت و تعظیم وتوقیر نبی اکرم ﷺ پر نجدیت ووہابیت کے تیغ وتبر چلائے جانے لگے، اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب منتسب کیا گیا۔ ختم نبوت سے انکار کیا گیا، علم غیب نبوی کو معاذ اللہ بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے برابر قرار دیا گیا، یارسول اللہ کہنا شرک، ذکر میلاد مبارک کو کنھیا جنم سے تشبیہ دی گئی۔ نماز میں سرکار اعظم ﷺ کی مبارک ومسعود یاد اور تصور کو معاذ اللہ اپنے گھر کے گدھے اور گائے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر کہا گیا وغیرہا من الھذیات والکفریات العیاذ باللہ تعالیٰ من مثل ھذہ الابلیسات۔

حدیث شریف میں مجدد کا فرض ارشاد ہوا ''یجدد لها دینها'' نووی نے اس کی شرح کی ''یبین السنة من البدعة ویذل اهلها''۔ سراج منیر نے علقمی سے تجدید کا معنی بتایا ''احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنة والامر بمقتضاها''

تو تجدید کا مطلب اور مقصد ظاہر ہے کہ مجدد کی وسیع نظر دیکھ رہی ہو کہ مبتدعین وضالین کاریشہ دوانیاں دین متین کے کس پہلو کو کرید رہی ہیں اور کس بدعت وضلالت کی ترویج ہو رہی ہے، اور کتاب وسنت کے کن اعمال صالحہ کا اندراس ہو رہا ہے؟۔

مائۃ حاضرہ کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عاقبت میں وسیع نظر نے دیکھا کہ قرن شیطان نجد کا دہلی سے خروج ہوا اور اس کی ناپاک تحریک مسلمان کے ایمان کے ڈاکہ ڈالنے کے لئے قدم بڑھا رہی ہے سید اکرم ﷺ کی عظمت شان رفعت مکان اور سرکار کی محبت جو عین ایمان، ایمان کی جان ہے اس سے مسلمانوں کو بیگانہ کیا جا رہا ہے اور اس زندقہ والحاد کی تحریک کو انگریز کی پشت پناہی تقویت پہونچا رہی ہے سیاسی طوائف الملوکی کے ساتھ مذہبی تفرقہ پردازی بڑھتی جا رہی ہے ایمان اور دین کے قزاق مسلمان کے روپ میں

اسلام اور مذہب کا نام لے کر وہابیت نیچریت کی ایمان سوز تحریک اور مہلک مذہب زہر کو پھیلا کر مسلمانوں کے حقیقی اسلام ہی کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مسند افتاء پر رونق افروز تاج افتاء سے مزین علم و فضل و کمال کے معراج شہرت پر نمایاں علماء وقت کا مشار الیہ فضلاء زماں کا مرجع صغیر السن مفتی اعظم قائم بامور الدین علامہ اجل مولانا احمد رضا خاں احد ورضاء احمد کے لئے کمر ہمت باندھ کر تجدید مائۃ حاضرہ کے لئے مائۃ ماضیۃ میں سنان قلم و شمشیر لسان کے ساتھ میدان علم میں اعداء دین کو للکارتا ہوا تشریف لے آیا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعدا سےکہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ہر فرقہ فاسدو باطل اوران کے ہر فقرہ کاسدو عاطل کا قرآن وحدیث وواصول معقول ومنقول سے وہ رد فرمایا اور ایسے ایسے قوی دلائل قاہرہ سے ان کے پرخچے اڑائے کہ اعدائے دین کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور علمائے اہلسنت کے دل باغ باغ ہو گئے اور عوام اہلسنت کے ایمان تازہ ہو گئے۔ جو کید شیطان سے متاثر ہو رہے تھے راہ راست پر آ گئے اور امام علامہ سیوطی کے ارشاد وقد کان قبل کل مائۃ ایضاً من یقوم الدین کے مطابق دین متین اسلام و سنیت مکرما کریں و کید شیاطین سے محفوظ رہا۔

ابھی مائۃ حاضرہ شروع نہیں ہوا اگر مجدد کی شان پوری آن بان کے ساتھ اپنا سکہ بٹھا رہی ہے اور لوہا منوار ہی ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

کمال علم مجدد اعظم

سراج منیر، شرح جامع الصغیر کے ارشاد کے مطابق ''ان المجدد انما هو بغلبة الظن بقرائن احواله والانتفاع بعلمه ''یعنی مجدد اپنی مجددیت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اس کے قرائن احوال اور اس کے علم سے انتفاع پر غلبۂ ظن سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے۔

یہ غزالیٔ وقت، رازیٔ زماں، سیوطی دوراں، اس صغر سنی میں جامع معارف وحقائق کاشف معانی ودقائق واقف معقول ومنقول ہادیٔ فروع واصول، مرجع العلماء، منبع العلوم، قرائن احوال اور انتفاع بعلمہ الحال سے بتا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تاج مجددیت سے سرفراز ہوگا۔

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　　می تافت ستارۂ بلندی

روشن پیشانی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ مجدد معمولی مجدد نہ ہوگا۔

چنانچہ ۱۲۹۴ھ جب اعلیحضرت علیہ الرحمہ کو سید السادات الکرام حضور پرنور اقدس مولانا مرشدنا حضرت سید آل رسول علیہ الرحمہ نے شرف بیعت کے ساتھ سند خلافت واجازت علوم دینیہ شرعیہ وسلاسل مقدسہ، سند حدیث وغیرہا سے سرفراز فرمایا۔ تو حضرت اقدس نے یہ تمغہ امتیازی بھی بخشا کہ اگر خدا مجھ سے یہ سوال کرے گا کہ تو میرے پاس کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔ یہ حضرت اقدس کی مجدد اعظم کے لئے پیشین گوئی تھی۔

۱۲۹۵ھ میں حرمین طیبین حاضری کا شرف ہوا، شافعی مصلّٰی کے امام مولانا شیخ محمد حسین بن صالح جمل اللیل نے جن سے کبھی پہلے تعارف نہ تھا پہلی ہی ملاقات میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دست اقدس اپنے دست مبارک میں لے کر چہرۂ مقدس کو دیر تک غور سے دیکھا پھر پیشانی مبارک کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا ''انی لاجد نور الله من هذا الجبين ''یعنی بلاشبہ میں پیشانی سے اللہ کا نور جھلکتا پا رہا ہوں، یہ مجددیت عظمیٰ کا نور

تھا جو پیشانی مقدس سے جھلکا اور پرنور آنکھوں کو نظر آیا۔

امام شافعیہ ممدوح کے علاوہ اس وقت کے علماء حرمین طیبین نے ہمارے تیئس سالہ بحر العلوم کی مقدس پیشانی اور منور چہرہ پر علوم کاملہ وفراست صادقہ اور فضل وکمال کی چمکتی شعاعوں میں پڑھ لیا کہ یہ ہونہار نو جوان شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کا جامع اور دین متین کا ایک مضبوط ومستحکم ستون ہونیوالا ہے۔اور تمام علوم وفنون کے حقائق ومعارف میں بڑے بڑے عمر رسیدہ علماء اعلام وفضلاء کرام کے زانوئے ادب اس کے اقتدار علم اور وقار حلم کے آگے جھکنے والے ہیں۔

علامہ جمل اللیل موصوف علامہ اجل سید احمد بن زین دحلان مفتی شافعیہ علامہ محقق مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ وغیرہم علماء مکہ مکرمہ ومدینۂ طیبہ نے ہمارے ہونہار مجدد اعظم کو اسناد حدیث وفقہ وغیرہا اور اجازت متینہ سے مشرف فرمایا تیرہویں صدی پوری ہورہی ہے اور علماء عرب وعجم وہند کی نظریں اس نور بار تقدس آثار پیشانی کی طرف لگی ہوئی ہیں، استفادہ علوم ظاہری وصوری ومعنوی کے ساتھ مجددیت عظمٰی کے آثار وقرائن بھی دیکھ رہے ہیں، اور ان کے مجلی قلوب شہادت دے رہے ہیں کہ "من انقضت المأة وھو حی عالم مشھور مشار الیه" کا صحیح مظہر یہی ذات عالی صفات ہونے والی ہے۔

☆

مجدد مأۃ حاضرہ

تیرہویں صدی کا آفتاب غروب ہوا اور چودھویں کا ہلال خیر ورشد افق مغرب پر نمودار، جاننے والوں نے ربی وربک اللہ سے اس کا خیر مقدم کیا اور دعا مانگی "اللھم انا نسئلک خیر ھذہ السنة اللھم انا نعوذبک من شر ھذہ السنة"۔

یکم محرم الحرام ۱۳۰۱ھ کا آفتاب عالمتاب ۱۱ فروری ۱۸۸۳ء جمعرات کو پوری

تابانی کے ساتھ افق مشرق پر چمکا اور ہمارے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم نے فرمایا کہ "اب صدی بدلی ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہیے، سبحان اللہ! کتنا ذومعانی ارشاد ہوا کہ اب تک جو کچھ حقائق و معارف و مسائل حل کیے گئے اور معاندین حق اور اہل باطل کے ردوابطال میں جو اقدامات ہوئے وہ ایک مفتی کی حیثیت سے تھے اور اب چودھویں صدی میں جو ہوگا وہ مجدد کی حیثیت سے ہوگا اور علوم قدیمہ وجدیدہ کے ہر شعبہ پر قلم رواں ہوگا، علوم وفنون عقلیہ ونقلیہ کے کسی گوشہ کو تشنہ نہ چھوڑا جائے گا ہر باطل کی مکمل سرکوبی کی جائے گی اور حق کو پوری تابانی کے ساتھ واضح کیا جائے گا، ہر اس سنت کو جس کی جانب سے توجہ ہٹتی جارہی ہے زندہ کیا جائے گا اور ہر اس بدعت کو جو بڑھتی جارہی ہے مٹانے کی کوشش کی جائے گی، ہر مفسد، معاند، حق پوش، باطل گوش، بددین، بدمذہب، بدعقیدہ کو جہاد بالقلم کے ذریعہ اس کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اور ناموس رسالت اور اولیاء کرام کی صیانت وحفاظت کے لئے زندگی کا ہر لمحہ وقف کردیا جائے گا۔

امام علامہ سیوطی نے بعض علماء کے حوالہ سے فرمایا الا ولی ان من حمل الحدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المبعوث علی راس المائة رجلا بل قد یکون واحد افا اکثر الخ یعنی یہ ضروری نہیں ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہو ہو سکتا ہے کہ ہر علم وفن اور طبقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کئی مجدد ہوں۔

☆

مجدد اعظم

چودھویں صدی کے ہمارے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کے علم وعمل وقرار و گفتار کے ہر قرینہ سے ظاہر و ہویدا ہو گیا کہ ایک وقت میں کئی مجدد کبھی ہوئے ہوں گے یا آئندہ کبھی ہوں مگر چودھویں صدی کا مجدد مجدد اعظم ہے یہ مجدد اعظم ان تمام علوم وفنون کا

جامع اور آئندہ تمام باریک سے باریک مسائل پر حاوی ہے جن کی حاجت اس دور میں اور آئندہ رہے گی حسب ارشاد قرآن کریم ذلك فضل الله یوتیه من یشاء الله ذوالفضل العظیم وارو ان الفضل بید الله یو تیه من یشاء چودہویں صدی کا مجدد اعظم بفضل رب اکرم مظہر اتم ہے اس سرکار اعظم رحمۃ اللعالمین ﷺ کی رحمت کاملہ کا جسے بشارت عظمی دی گئی و کان فضل الله علیک عظیما وار جس کی شان شان عظمت مکان ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ کے علوم کا احصار اس افقر آستان احقر برہان کے امکان سے بالا تر ہے کچھ علوم کی فہرست پیش کرنے کا شرف حاصل کرلیا جائے، قرآن کریم، تفسیر، قرأت، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، اسماء الرجال، جرح وتعدیل، فقہ، اصول فقہ، معقول، منطق، کلام، ادب، معانی، بیان، بدائع، بلاغت، صرف نحو، عروض، قوافی، تصوف، سلوک، تواریخ (حالات واقعات) فن تاریخ (اعداد) سیر مناقب لغات، ہندسہ حساب، جبر ومقابلہ، ریاضی، ہیئت طبعیات، نجوم، جفر، اوقاف، تکسیر، توقیت، لوگارثمات وغیرہا بعض وہ علوم جن پر یورپ کو امتیاز وفخر تھا اور یورپ ہی ان علوم کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور جو صرف انگریزی میں تھے ان پر عبور ایک کرامت تھی۔

چودہویں صدی کے مجدد اعظم اعلیحضرت مجدد مأۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ علوم کب اور کیسے اور کس سے حاصل کئے جب کے آپ نے صرف اپنے والد ماجد علامہ زمان فاضل دوران حضرت مولانا مفتی شاہ محمد نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے سوا کسی کے سامنے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا اور جملہ علوم عقلیہ نقلیہ حضرت ممدوح ہی سے حاصل کیے، انگریزی کا کسی سے ایک حرف نہ پڑھا مگر اعلیحضرت ان تمام علوم کے نہ صرف جامع بلکہ بعض علوم کے مصلح بھی تھے۔

یہی کہا جاسکتا ہے کہ حدیث شریف میں ''اتقوا من فراسة المؤمن فانه ینظر

نور اللہ تعالی ''فرمایا گیا شان مجددیت عظمی کی ایک نہایت دلکش اور نمایاں مثال ہے کہ علوم عدیدہ وعجیبہ کی یہ جامعیت الہامی طور پر بھی فراست صادقہ کی نور مبین سے عطا فرمائی گئی ذلک الفضل من اللہ، یہ بھی خوارق عادات سے ایک خرق عادت ہے۔

فقہ وہ احکام شرعیہ وعلوم اسلامیہ میں اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے بلند پایہ مجدد ہونے کی شہادت آپ کا مجموعہ فتاوی ہے جس کا تاریخی نام العطایا النبویه فی الفتاوی الرضویة ہے جو بڑی تقطیع کی بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار صفحات سے زیادہ ہیں۔ یہ فتاوی مبارکہ اگرچہ مسائل فقہیہ اور جزئیات فقہیہ کا نہایت ہی مدلل اور مکمل جامع فتاوی ہے مگر بیشمار نازک تر ضمنی مسائل اور دوسرے علوم وفنون کا ایسا نادر ذخیرہ ہے جو فقہاء متقدمین اور متاخرین کے مبسوط مصنفات بڑی سرگردانی اور کاوش کے بعد مل سکیں، اعلیحضرت مجدد مأة حاضرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک فتوی علامہ جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب حافظ کتب حرم مکہ مکرمہ نے دیکھا بے انتہا حیرت واستعجاب ومسرت کے ساتھ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحریر روانہ فرمائی جسمیں حمد وصلاۃ کے بعد اعلیحضرت کو مخاطب فرماتے ہیں ''شیخ الاسلام بلا مدافع ووحید العصر بلا منازع'' سے پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں ''و واللہ اقول و الحق من انه لو رأها ابو حنيفة النعمان لاقرت عينه ولجعل مؤلفها من جملة الاصحاب ''یعنی اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور بالکل حق کہتا ہوں کہ بے شک اس فتوی کو اگر امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالی عنہ دیکھتے تو بلا شبہ انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور یقیناً اس فتوے کو مولف کو امام اعظم اپنے اصحاب، امام ابو یوسف امام محمد امام زفر رضی اللہ تعالی عنھم میں شامل فرماتے۔ اعلی حضرت مجدد مائۃ حاضرہ علیہ الرحمہ کے مجددیت عظمی کی کیسی بین شہادت ہے الحمد للہ۔

''الاجازات المتین'' سے بالاختصار یہ ایک شہادت پیش کی گئی تفصیل کے لئے ندوہ کے ردوابطال میں فتاوی الحرمین اور وہابیہ دیوبندیہ کے ردوابطال میں حسام الحرمین کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ علماء وعظماء واکابر حرمین طیبین نے کیسے عظیم ورفیع ووقیع

کلمات عزیزہ سے مجدد مأۃ حاضرہ علیہ الرحمہ کو خطاب فرمایا اور یگانہ زمانہ وحید العصر امام وقت مجدد مأۃ حاضرۃ کے مجددیت عظمی پر کیسی زبردست شہادتیں دیں۔ متعنا اللہ تعالیٰ وقدسنا باسرارہ ونفعنا ببرکاتہ۔

رسالہ مبارکہ "الدولة المكية بالمادة الغيبية "تو اعلیحضرت مجدد ماۃ حاضرہ کی ایسی نمایاں زندہ کرامت عظیمہ ہے جس کی مثال صدیوں پہلے سے صدیوں بعد تک نہ ملے گی جس نے شریف مکہ سے خراج مجددیت وصول کیا۔ اور نہ صرف علماء حرمین طیبین بلکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود دنیاء اسلام کے تمام علماء اعلام نے الدولۃ المکیۃ کو سن کر مصنف علیہ الرحمہ کے وہبی علم وفضل وکمال تحقیق پر صدائے تحسین وآفرین بلند کی اور فتوائے مذکور کی تصدیق کو اپنی سعادت عظمیٰ تصور کیا اور نہایت فصیح وبلیغ خطابات کے ساتھ خراج عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے تقاریظ لکھنے کا شرف حاصل کیا اسی کے ساتھ بیعتوں، اجازتوں خلافتوں کا لامتناہی سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ مدینہ طیبہ پہنچ کر سرکار ابد قرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار رحمت بار سے زیارت روضہ مقدسہ کیساتھ روحانی فیوض وبرکات کا شرف حاصل کر کے مراجعت فرمانہ ہوئے۔ حرمین طیبین میں خادم حرمین طیبین، شریف مکہ اور دنیائے اسلام کے علمائے اعلام، صوفیاء کرام، اتقیاء عظام، محققین ذوی الاحترام کی جانب سے یہ اعزاز واحترام اور اظہار عقیدت وانقیاد کا اتنا زبردست اہتمام اس بات کی نہایت واضح اور بین شہادت ہے کہ اعلیحضرت مجدد مأۃ حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف ہندوستان کے بلکہ پوری دنیائے اسلام کے مجدد اعظم ہیں۔

متعنا اللہ تعالیٰ والمسلمین بفیوضہ الروحانیۃ وقدسنا باسرارہ الطاھرۃ ونفعنا بعلومہ الفائضۃ وبرکاتہ العالیۃ۔

نمونۂ خطبۂ صدارت

یہ خطبۂ صدارت حضرت اقدس برہان ملت قدس سرہ نے بہار صوبائی کانفرنس میں لاکھوں عوام کے مجمع میں سرزمین سیوان میں پیش کیا، یہ کانفرنس جماعت رضائے مصطفےٰ کے زیر اہتمام ۱۳۸۸ھ میں منعقد ہوئی تھی

بسم الله الرحمن الرحيم

الله رب محمد صلى عليه وسلما

الحمدلله الذى صلى على نبيناو حبيبه محمد مع ملئكته وامر المؤمنين للصلاة والسلام عليك ورفع ذكره وجعل رضائه رضاه والصلاة والسلام على من حمد الله تعالىٰ بحمده احد سواه فكل حمد لله الاحمد ،وكل صلاة وكل سلام لحبيبه محمد فاطلب من الله الاحد الاحمد رضاء محموده محمد .عليه وعلى آله واصحابه وابنه الاكرم الغوث الاعظم وعلى كل من ينتمى اليه ،صلوات الله الواحد الفرد الصمد . اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم .يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم لايضركم من ضل اذا اهتديتم الى الله مرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم تعملون صدق الله ربنا العلى العظيم وبلغنا رسوله النبى الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين .

میرے آقائے نعمت سرکار برہان نواز محی الملۃ والدین شیخ الاسلام والمسلمین حضور پرنور مفتی اعظم ہند وحضرات علمائے اعلام ومشائخ کرام وجناب صدر مجلس استقبالیہ وعمائد واعیان وارا کین مہتمین بہار سنی کانفرنس واخوان واخوات ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شکوہ وشکریہ:

دارالاخیار صوبہ بہار کے اس عظیم الشان باوقار اجتماع، اکابر ملت، علماء امت، مشائخ طریقت، اساطین شریعت، ہادیان ورہنمایان اہلسنت، اساتذۂ کرام، مقررین عظام سیاسی ملکی قانونی مکاتب خیال کے مفکرین ذوی الاحترام کے درمیان ایک گمنام صوبہ مدھیہ پردیش اور بدنام شہر جبلپور کے گوشہ نشین خادم دین، ہیچمدان برہان کے ضعیف وناتوان کاندھوں پر اس تاریخی پرشوکت وشان اجلاس بہارسنی کانفرنس کی صدارت کا بار رکھا گیا، جس بے مثال نورانی اجتماع میں ہندوستان کے مایۂ ناز اکابر علماء اہلسنت حاملان شریعت محافظان سنت وسنیت، ارباب حل وعقد کو سر جوڑ کر سنت اور اہلسنت کے حال پر غور وفکر کرکے سنیوں کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کرنا اور قیادت کے متلاشی بے یار ومددگار سنیوں کے مضطرب قلوب کے سکون واطمینان کی منزل بتانا ہے، اور مستقبل کو سنبھالنا ہے ایسے اہم ترین مسائل کے پیش نظر کسی عظیم المرتبت اور ددور حاضر کی سیاسی پیچیدگیوں پر عمیق النظر مفکر کو زینت مسند صدارت بنانے کے بجائے ایک نااہل گمنام گوشہ نشین کو صدر نشین بنادیا، اس برمحل شکوہ کے بعد اس حقیر نوازی اور عزت افزائی پر جذبات تشکر وامتنان کیساتھ تمام اکابر ملت سے طالب دعا ہوں کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور پرنور غوث اعظم قطب عالم سلطان بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ووسیلہ وبرکت سے اور میرے روحانی باپ میرے مرشد برحق میرے استاذ محترم امام اہلسنت مجدد دین وملت مرجع انام شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز کی روحانی توجہات قدسیہ اور میامن وبرکات لطیفہ سے اپنے فرائض وقت اور خدمات صدارت کو بطریق احسن انجام دے سکوں اور علامۂ اعز مولانا ارشد القادری اعزہ اللہ تعالیٰ وایدہ بفیضہ القوی کے جذبات فلاح وصلاح قوم کو عظماء اہلسنت کی رہنمائی میں پورا کرسکوں، وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

پیش لفظ:

اکابر امت و اخوان ملت! دنیا کی وہی قومیں زندہ ہیں جن کی روایات زندہ ہیں جن کا ضابطۂ حیات زندہ ہے، جن کا دستور العمل زندہ ہے، جن کے اسلاف کے حالات وواقعات زندہ ہیں، روایات کی زندگی کا دارومدار اسلاف کرام کی زندہ جاوید سوانح حیات، ان کی ہدایات و خیالات، ان کے حالات وواقعات، انکے اقوال و ارشادات کی زندگی پر ہے جو آنیوالی نسلوں کے لئے اصول وضوابط اعمال وافعال کے لئے درس اور مشعل راہ ہیں، یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ دنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں کے دورو تسلسل اور تداول لیل ونہار کے درمیان، محدثات جدید خیالات اور بدلتے ہوئے طرز حیات کو اپنے ان اسلاف کرام وہادیان عظام، ورہنمایان ذوی الاحترام کے محفوظ ومنضبط ارشادات واصول وہدایات کے ساتھ موازنہ کریں ان کے اقوال وافعال کو اطوار وعادات کو اور ان کے مواعظ ونصائح کو اس موازنہ کے لئے شمع ہدایت بنائیں!

حضرات: آج کا انقلابی دور بڑا آزمائشی اور مزلۃ الاقدام دور ہے انسان آزاد خیال، آزاد اخلاق آزاد عقائد، آزاد مذہب، اس ناپاک آزادی کے دور میں ان گستاخ اور بے باک باغیوں کو جن کی بغاوت تمام عزتوں، عظمتوں، رفعتوں کے مالک سرکار ابد قرار نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ عرش پائگاں میں خفیہ سازش کی طرح جل رہی تھی اور کھل کر اس بغاوت کی آگ کو بھڑکانے کی جرأت نہ تھی۔ اب یہ دینی مذہبی باغیانہ سرگرمیاں آزادی کے ساتھ کلمہ اور نماز کے پردہ میں جماعت اسلامی کے نام پر اجتماعات کر کے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور سنیت سے باغی بنا کر اہل سنت میں وہابیت کی بغاوت کو آزادی کیساتھ پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

وہابیت، نجدیت:

قرون مشہود لہا بالخیر کا ابتدائی دور بھی دین کے باغیوں، منافقوں سے خالی نہ تھا،

منافقوں کی مذمت میں قرآن عظیم کی متعدد آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ ان کے وجود کی شاہد ہیں اور نجد سے اس زہریلے پودے کے نکلنے کی پیشین گوئی حضور اقدس ﷺ نے فرما دی تھی، انہیں مشہود لہم بالشر منافقین کی نسل سے نجدیت، وہابیت کا ظہور کم وبیش ڈھائی سو سال پہلے نجد سے ہوا اس دینی مذہبی بغاوت کی داستان تو بہت طویل ہے مگر کسی قدر سیر حاصل تبصرہ وتنقید سے کم از کم آج کل کے دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں کے اجتماعات واعلانات وخیالات کا ماتخفی صدورھم اکبر کچھ نمایاں ہو جائے گا۔

عزیزان ملت! اس بغاوت ووہابیت کی ابتدا ابن عبدالوہاب سے ہوئی یہ اپنی مجلسوں میں تقریروں میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا۔

"ایھا المجانین لم لا تقولون با اللہ و ھو معکم فای حاجۃ الی المجیٔ الی محمد والرجوع الیہ" یعنی اے پاگلوں یا اللہ کیوں نہیں کہتے جبکہ وہ تمہارے ساتھ ہے ایسی حالت میں محمد (ﷺ) کی طرف آنے اور ان کی جانب متوجہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ کہا۔

"اما السابقون فا للات و العزی و السواع واما اللاحقون فمحمد و علیا و عبد القادر و الکل سواء" یعنی اگلے کفار مکہ لات وعزی وسواع کو پوجتے تھے اور یہ مکہ کے بتوں کے نام ہیں اور یہ پچھلے لوگ مسلمان محمد ﷺ علی اور عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ کو پوجتے تھے اور یہ سب برابر ہیں۔"

بغاوت وشقاوت انتہائی متشددانہ اور قابل غور فقرہ "و الکل سواء" ہے اس میں ایک تیر سے دو وار کیے پہلا وار یہ کہ لات وعزی اور سواع تینوں بت اور معاذ اللہ محمد علی وعبد القادر ﷺ (نقل کفر کفر نباشد) بت ہونے میں برابر ہیں دوسرا وار یہ کہ کفار مکہ جو ان بتوں کو

پوجتے تھے اور مسلمان جو سید عالم اور حضرت علی اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے دامن عقیدت سے وابستہ ہیں سب برابر ہیں یہ وہابیت ونجدیت کے باغیانہ وملحدانہ عقیدے کی ابتدا ہے کہ یہ تینوں معظم ومحترم ہستیاں اور وہ تینوں ذلیل بت برابر ہیں اور ان ذلیل بتوں کے ماننے والے کفار ومشرکین اور ان تینوں محبوبان ومقبولان بارگاہ رب العزت تبارک و تعالیٰ سے عقیدت رکھنے والے مسلمان ایک پلے پر ہیں معاذ اللہ اسی ابن عبدالوہاب نے کہا تھا انما هو طارش وقدمضی یعنی وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک ایک ڈاکیہ تھے جو گزر گئے اسی ابن عبدالوہاب کا قول ہے محمد قدمات و لم يبق فيه نفع اصلا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مر گئے اور اب ان سے کوئی نفع نہیں رہا اس نے اپنے وعظوں مجلسوں میں اعلان کیا برادران ملت! ''انی اجيئكم بالدين الجديد ''یعنی میں تمہارے پاس نیا دین لیکر آیا ہوں ''ان الدين عند الله الاسلام'' یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور ''رضيت لكم الاسلام ديناً'' میں راضی ہوں اس پر کہ تمہارا دین اسلام ہے جو دین اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ تمہارے لئے اپنی رضا کا سبب بنایا اور پسند فرمایا وہ ابن عبدالوہاب کے محمد قد مات ولم يبق فيه نفع اصلاً کے ساتھ معاذ اللہ ختم ہوا اور اب اس دین اسلام سے بغاوت کر کے انی اتيتكم بدين جديد کے مطابق ابن عبدالوہاب کے نئے دین کو اختیار کر کے بجائے محمدی سنی کے وہابی ہو جاؤ۔ اعاذنا الله تعالىٰ ووقانا من شر كل شيطان و اعوانه یہ ابتداء بغاوت وہابیت کے چند غلیظ نمونے پیش کئے گئے اس کی کتاب التوحید میں ایسی گندگی خوبصورت الفاظ میں جا بجا ملے گی

سنی مسلمانوں سے جہاد

سترہویں صدی عیسوی میں ابن عبدالوہاب نجدی نے بلاد عرب کے تمام سنی مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر ان سے جہاد فرض بتایا ان دنوں ترکوں اور انگریزوں میں کشیدگی شباب پر تھی نجدی نے انگریزوں سے ساز باز کر کے عرب اور ترک سنیوں کے ساتھ

جہاد کا نعرہ بلند کیا مکہ معظّمہ، طائف شریف، مدینہ طیبہ میں علماء وعوام کا قتل عام کیا کیونکہ اس کے نزدیک اس کے دین جدید کو نہ ماننے والے سب مشرک تھے اور مشرک سے جہاد کر کے اس کو اپنے ناپاک نئے دین وہابیت کی تبلیغ واشاعت کرنا تھی اس اجمال کی تفصیل وہابیان ہند کے ایک مورخ مسعود عالم ندوی کی کتاب ''ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک'' میں دیکھی جاسکتی ہے، جس میں نجدیوں کے مکہ معظّمہ میں فاتحانہ داخلہ اور حرم شریف کو شرک وبدعت کی آلودگیوں سے پاک کرنے کا فخر کے ساتھ مزے لے لے کر بیان کر کے ہندوستان میں نجدیت ووہابیت کے داخلہ کو پہلی اسلامی تحریک کہا ہے۔

جب نجدیوں نے حرم کعبہ میں ظلم وستم کی انتہا کر دی اور چن چن کر علماء کو شہید کر دیا تو مدینہ طیبہ پہنچے جب ان کے گرو گھنٹال شیخ الاسلام کی نظر مزار اقدس پر پڑی تو اشارہ کر کے بولا۔ ''هذا صنم اكبر'' یہ سب سے بڑا بت ہے العیاذ باللہ تعالیٰ اس طرح حرمین طیبین میں بلاد عرب، اور مقامات مقدسہ کے سنی مسلمان مرد عورت بچے علماء اور عوام نجدیت وہابیت کی بغاوت کے ظلم وستم سے کوئی نہیں بچا اور نجدی ابن عبدالوہاب اور اس کی اولاد کو فخر تھا کہ اس نے مشرکوں کو قتل کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار میں ابن عبدالوہاب کے عقائد ومظالم کو مختصر الفاظ میں یوں واضح فرمایا ہے۔

كما وقع فى زماننا فى اتباع ابن عبدالوهاب الذين قد خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين هم كانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرك واباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم وضرب بلادهم وظفربهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والف .

"یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے پیرووں سے ہوا وہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر مسلط ہوئے وہ حنبلی ہونے کا بہانہ کرتے تھے لیکن وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ صرف وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہیں وہ سب مشرک ہیں اور اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح قرار دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو اجاڑ کر برباد کر دیا اور ان پر اسلامی افواج کو فتح عطا فرمائی۔ یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا"۔

یہاں تک کہ ابن عبدالوہاب نے کتاب التوحید میں اپنے تشدد و تعصب کی حد کر دی، لکھتا ہے

مشرکوا ذلک الزمان اخف کفراً من مسلمی هذا الزمان

یعنی زمانہ رسالت کے مشرکین (ابوجہل وغیرہ) کا کفر آج کل کے مسلمانوں سے بہت ہی ہلکا تھا پھر یہ نہ سمجھا جائے کہ صرف نجد یا عرب کے مسلمان مشرک ہیں اسلئے اس کی بھی وضاحت کر دی۔

انی ادعوکم الی الدین وجمیع ماهو تحت السبع الطباق
مشرک علی الاطلاق ومن قتل مشرکا کان له الجنة

یعنی میں تمہیں دین کی دعوت دیتا ہوں اور جو مخلوق ساتوں آسمان کے نیچے ہے وہ سب کی سب مطلق مشرک ہے اور جس نے مشرک کو قتل کیا اس کیلئے جنت ہے یہاں قدرتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن عبدالوہاب کے باپ دادا استاذ وغیرہ تو اس کے ملعون دین کے پابند نہ تھے ان کے متعلق اس کی کیا رائے ہے تو اس نے ظاہر کر دیا کہ مشائخی مشائخهم الی ستمأة سنة کلهم مشرکون یعنی میرے پیر اور ان پیروں کے پیر سب کے سب چھ سو سال سے برابر مشرک ہیں یہ لکھ کر اس نے اسلام اور شریعت محمدیہ سے بغاوت وشقاوت کی انتہا کر دی اور اس پر آخری مہر لگا دی انا للہ وانا الیه راجعون ،غرض کہ وہابیت ونجدیت کے معلم اول کے دین محمدی اسلام اور سنیت سے بغاوت کا یہ مختصر خاکہ ہے۔

ہندوستان میں بغاوت ووہابیت ونجدیت مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ذریعہ آئی

،ابن عبدالوہاب نجدی کی ''کتاب التوحید''اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان''اور''صراط مستقیم'' نے ہندوستان بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک کہا اور ان سے جہاد کی تحریک پھیلائی مولوی اسمٰعیل نے سید احمد رائے بریلی کو اپنا مرشد بنا کر دونوں نے انگریز سے ساز باز کی ،شاطر انگریز کو اچھے آلہ کار ہاتھ لگے،ان کے شرک کے فتووں نے مسلمانوں میں افتراق پیدا کیا اور وہ جذبہ جہاد جو انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے امام المجاہدین علامہ فضل حق خیر آبادی مفتی عنایت اللہ وغیرہما علماء اہل سنت نے پیدا کیا تھا، انگریزوں کے (Divide and Rule)(ڈیوائیڈ اینڈ رول)پر چڑھ گیا ،مجاہدین اہلسنت قید فرنگ کی مصیبتوں میں ڈال دیئے گئے سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے پیر سید احمد رائے بریلی کے تقدس کا ڈھنڈھورا پیٹ کر ہندوستان کے مجاہدین آزادی کے رخ کو سکھوں سے جہاد کا حیلہ بنا کر سرحد کے سنی مسلمانوں کی ریاستوں کی طرف پھیر دیا اور باغستان کے خالص مسلم خطہ کو انگریزوں کے زیر اقتدار لانے کے لئے وہی سرگرمی دکھائی جو ابن عبدالوہاب نجدی نے حرمین طیبین ومقامات مقدسہ عربیہ پر تسلط کیلئے اختیار کی تھی،ہندوستان کے پیر اور مریدان مساعی شنیعہ وقبیحہ کے لئے مالی امداد کے پہنچانے کا ذریعہ مولوی اسحاق دہلوی تھے آخر یہ پیر اور مرید دونوں اپنے اس مقصد شر میں کامیاب ہونے سے پہلے ہی سرحد کے بہادر اور غیور سنی مسلمانوں کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچ گئے ،اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شعروں میں ان کے عقائد واعمال کا نہایت نفیس خاکہ کھینچا ہے۔

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید وذبیح کا

وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

یہ ہے دیں کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر

جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

وہابیان ہند کے ان سرکردہ اور پیشوا باغیوں کی باغیانہ سازشوں اور سرگرمیوں کا نہایت مکمل خاکہ میرے مخدوم و بزرگ حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب بریلوی کی کتاب ''اسباب زوال'' میں ملاحظہ فرمایئے جس میں ممدوح نے مسعود عالم ندوی کی کتاب ''ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک'' اور مرزا حیرت دہلوی کی کتاب ''حیات طیبہ اور تواریخ عجیبہ'' اور ''تذکرۃ الرشید'' اور پادری ہوجز کی ڈکشنری آف اسلام اور بھی کتابوں کے مستند حوالوں سے باوجود اختصار کے نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ بحث کی، تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، اور کتب وہابیہ کے ردو ابطال میں حضرات علماء اہلسنت کی تصانیف شائع ہوچکی ہیں، جن کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے بیحد مفید ہے، اس بغاوت دینی و مذہبی اور وہابیت کے باغیوں کا کیا حشر ہوا آج تک پتہ نہ لگا کہ سرحد کے بہادر سنی مسلمانوں نے اسے کہاں ختم کردیا، وہابیوں کے معلم ثانی کے ناپاک اثرات ضرور ہندوستان میں باقی رہ گئے۔

وہابیت و دیوبندیت:

معلم ثانی کی بغاوت دینی مذہبی اور وہابیت سے دیوبند گنگوہ تھانہ بھون وغیرہا شمالی ہند کے علاقے متاثر ہوئے اور نجدیت کی چنگاریاں ملک میں پھیلنے لگیں ہندوستان میں عالمگیر سنیت کی فضا مکدر ہونے لگی انگریز کے دور حکومت میں جسے مذہبی آزدی کا نام دیا گیا

اس آزادی کا یہ اثر ہوا اور بغاوت وہابیت نے بعض مدعیان علم کے خیالات کو اتنا گندا کردیا کہ ذات الٰہی کو معاذ اللہ امکان کذب کا نشانہ بنایا گیا کتاب وسنت پر عمل درکنار ایمان کے اصل الاصول محبت وتوقیر نبی کریم ﷺ پر نجدیت و وہابیت کے تیغ و تیر چلائے جانے لگے، ختم نبوت سے انکار کیا گیا، علم غیب نبوی کو العیاذ باللہ بچوں پاگلوں جانوروں چوپایوں کے علم کے برابر قرار دیا گیا، یا رسول اللہ کہنا شرک کہا گیا، ذکر میلاد مبارک کو کنہیا کے جنم سے مشابہت قرار دی گئی نماز میں نبی کریم ﷺ کی مبارک و مسعود یاد کو معاذ اللہ اپنے گھر کے گدھے اور گائے کے خیال میں غرق ہوجانے سے بدرجہا بدتر کہا گیا، حضور ﷺ کی تمام صفات کریمہ و محاسن جلیلہ کے مقابل بشریت کو اہمیت دے کر بشریت سے

متعلق رذائل کوذات گرامی سے منسوب کیا جانے لگا۔ وغیرھا من الھذیان و الکفریات العیاذ باللہ تعالیٰ من ھذہ الخرافات و الا بلیسیات.

سنیت واہلسنت :۔

سنی کی مختصر جامع تعریف یہ ہے کہ جس کا یہ عقیدہ مضبوط و مستحکم ہو" بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" لا الہ اللہ کے بعد محمد رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع الکمالات ہے تخلیق عالم و آدم کا سبب یہی ذات ستودہ صفات ہے، ع۔ مقصود ذات اوست دیگر جملگی طفیل میرے استاذ و مرشد برحق حضور پورنور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت علامہ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے سنیت کا نقشہ کیسے نفیس انداز میں کھینچا ہے اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ یہی عین ایمان ہے۔

اللہ کی سرتابہ قدم شان ہیں یہ　　　انساں نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　　ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اس مختصر رباعی میں حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے پاکیزہ انداز میں ایمان کی جان کو روشن فرمایا ہے۔

حضرات! سنی وہی ہے جس کی ایمان کی جان ذات قدسی صفات سید اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ظاہر ہے کہ تمام عزتوں کا خالق تمام عظمتوں کا مالک جسے عزت و محبت رفعت سے سرفراز فرمائے جسکی اطاعت اور غلامی کو اپنی محبت کا ذریعہ بتائے جسکی محبت ہی عین ایمان اور ایمان کی جان ہو اس ذات مقدس کو اسی عظمت شان و رفعت مکان کے انتہائی جذبات عالیہ کے ساتھ دل میں جگہ دینا اور اس کی بارگاہ عرش میں سر نیاز عقیدت کو جھکانا ہی سنیت کی جان ہے۔ ع۔

فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف
وانسب الی قدرہٖ ما شئت من عظم

نمونۂ تقریر

نوٹ: یہ تقریر حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ نے میونسپل کمیٹی جبل پور کے میرج ایکٹ کے خلاف مسجد کوتوالی کے سامنے ۱۹۳۶ء میں عظیم الشان جلسۂ احتجاج میں فرمائی تھی

''آپ اپنے اس جلسہ کی خدمتِ صدارت مجھ فقیر کے سپرد فرمائی، شکریہ! دنیا کی ہر قوم ہر مذہب ہر ملت کے بڑے بڑے دماغ والے فلاسفر نکتہ رس علماء اور پنڈتوں نے اگر مذہب سابقہ ولاحقہ کے قوانین مروجہ وضوابط متعارفہ میں سے کسی مذہبی قانون کے استحکام اور ضابطہ کی مضبوطی کا لوہا مانا تو وہ ہمارے پاک اور مقدس اسلام ہی کا اٹل قانون ہے دنیا کی کوئی قوت کوئی طاقت کوئی سلطنت کوئی حکومت ہمارے دین متین اور شریعت اسلامیہ کے اصول وقوانین میں سے کسی ایک اصل وقانون میں ساڑھے تیرہ سو سال سے اس وقت تک کوئی ترمیم اور تنسیخ نہ کرسکی اور نہ کرسکتی ہے نہ انشاءاللہ قیامت تک کرسکے گی آج تہذیب کی علمبرداری کا دعوی کرنیوالے مذاہب واقوام امریکہ، یورپ، ایران، چین، جاپان اور ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے تمدن ومعاشرت پر ناز کرنے والی، ہستیاں، کمیٹیاں، انجمنیں اور جمعیتیں اپنی تہذیب ومعاشرت کے ترتیب اصول وضوابط میں ہمارے روشن ومستحکم قوانین ہی کے منت کش ہیں ہمارا عقیدہ ہے اور نہایت پختہ اور بالکل حق عقیدہ ہے کہ ہمارا اسلام ہماری شریعت، ہمارا دین متین ایسے مکمل اور تام قوانین واصول وضوابط کا حامل ہے جن میں ایک شمہ برابر شائبہ ریب وشک کی گنجائش نہیں، کسی دین نے اپنی صداقت، اپنی حقانیت واپنے کمال کا اتنا موثق وموکد دعوی نہیں کیا جیسا ہمارے دین برحق نے دعوی فرمایا ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم ورضیت لکم الاسلام دینا''۔ آج میں

نے مکمل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور تمام کر دی تم پر اپنی نعمت اور راضی ہوں تمہارے لئے کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ کیا کوئی مسلمان کوئی ایمان دار کوئی اسلام کا دعویدار جس کا قرآن عظیم پر اس کی ہر آیت کے ہر جز پر ایمان ہو ایک منٹ کے لئے اس بات کو گوارہ اور پسند کرے گا کہ اس کے مبارک، پاک، مقدس اور مکمل دین میں کوئی غیر شخص یا کمیٹی یا طاقت دست انداز ہو کر اس کے قوانین میں اپنی رائے کو دخل دیکر مطلق کو مقید یا مقید کو مطلق بنانے کی کوشش کرے۔ ہرگز نہیں منجملہ اصول معاشرت کے ایک اصل نکاح ہے اور اسلام میں عقد نکاح کا مسئلہ خاص و خالص مذہبی شرعی اسلامی مسئلہ ہے اور اس کے استعمال اور عمل درآمد کا موضوع بھی خاص وہی مذہبی و شرعی اسلام قرار داد ہے، اپنی وضع مقرر اسلامی پر جس اطلاق شرعی مذہبی کے ساتھ وہ منضبط اور معمول و معروف چلا آ رہا ہے وہ قطعاً نا قابل تقید و ترمیم ہے رہیگا اور تمام مذہبی مسائل اسی موضوع کے تابع رہیں گے۔

قال تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم و رضیت لکم الاسلام دینا۔

آج آپ کے جبل پور کی میونسپل کمیٹی کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ آپ کے خالص اور خاص مذہبی اصل اور ضابطہ کو اپنے ایجاد بندہ قید و بند کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنے ناجائز قانون کا پابند بنائے، ابھی آپ کے سامنے وہ مسودہ قانون پیش کیا گیا اور سنا دیا گیا جو میونسپل نے بنایا اور پاس بھی کرالیا کہ مسلمان اور ہندو اپنے یہاں کی شادیوں کو میونسپل کمیٹی میں جاکر درج رجسٹر کرائیں اگر درج رجسٹر نہ کرایا تو ان پر کیس قائم کر کے ان پر پچاس روپیہ تک جرمانہ کیا جائے گا، مانا کہ یہ قانون ہندو اور مسلمان دونوں کے لئے ہے، ہندوؤں کے یہاں چونکہ ابتدا ہی سے شادیوں کے لئے نہ وکیل ہوتے ہیں نہ شاہد، جو کچھ ہے وہ برہمن ہے اور اسی طرح ان کے یہاں شادیوں کے اندراج رجسٹر کا میرے خیال میں کوئی قاعدہ بھی نہیں اس لئے وہ شادی تو کیا اپنے تمام معاشرتی امور کے لئے میونسپل سے قوانین

ہوا سکتے ہیں۔

مگر مسلمانوں کو اس کی ضرورت نہیں اسلام خود ایک مکمل قانون ساز مذہب ہے اسلام نے تیرہ سو سال سے جو قوانین مرتب فرمائے وہ نہ بدلے نہ بدلیں گے، حالانکہ دنیا بھر کے قوانین بنے اور بدل گئے، تو اسلام کے ایک آزاد عام حکم مذہبی کو اپنے ساختہ پرداختہ بیہودہ قید و بند سے جکڑ کر اس مفسدانہ تصرف کا نام قانون رکھنا اور اس شرانگیز تصرف سے پاک وصاف اصلی حکم مذہب اور اس کے محکوم کا نام جرم و مجرم قرار دے کر بے قصور مسلمانوں کو ستانے اور ان پر مقدمہ چلانے کی تجویز اور رزولیشن پاس کرنا تعصب کی کند چھری سے انصاف کا خون کرنا ہے جسے مسلمان ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرسکتا ہے اس تجویز اور تحریک کے محرک اور پیش کنندہ کا جو نام پیش کیا گیا وہ ایک ایسی ہستی کا نام جو اپنے مسلمان ہونے کی دعویدار ہے تف ایسے مسلمانوں پر جو اغیار کے ساتھ کمیٹیوں میں بیٹھ کر بجائے مفاد اسلام و مسلمین کے مسلم کش پالیسی اختیار کریں اور اسلام فروشی سے کام لیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ عقد نکاح کیلئے اسلام اور شریعت مطہرہ نے کیسا مضبوط ضابطہ مقرر فرمایا ہے نکاح کے لئے رکن ہے اور شرط ہے رکن یہ کہ لڑکا اور لڑکی اگر بالغ ہیں، تو اصالۃ یا وکالۃ یا لڑکا اصالۃ اور لڑکی کی طرف سے وکالۃ جیسا کہ ہمارے بلاد کا عرف ہے، ایجاب وقبول کریں لڑکے کی طرف سے اگر ایجاب کے کلمات کہے جائیں کہ میں نے فلاں کی لڑکی فلاں کو اس قدر مہر پر اپنے عقد میں لیا تو لڑکی یا اس کے وکیل کی طرف سے قبول کا کلمہ کہا جائے کہ میں نے قبول کیا یا لڑکی یا اس کے وکیل کی طرف سے کہا جائے کہ فلاں کی بیٹی فلاں کو اس قدر مہر تمہارے عقد میں دیا، لڑکے نے کہا میں نے قبول کیا، یہ ایجاب وقبول ہوا، لیکن یہ رکن ایجاب وقبول اس وقت تک بے کار ہے جب تک شرط پوری نہ ہو، یعنی مسلمان گواہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اس ایجاب وقبول کے پورے کلمات کو اپنے کانوں سے نہ سن لیں، پھر اگر لڑکا یا لڑکی یا دونوں نابالغ ہیں تو اس ایجاب وقبول کے لئے ولی کا ہونا بھی شرط ہے نابالغوں

کا نکاح نہ اصالۃ درست ہے نہ وکالۃ دیکھئے غور کیجئے اسلام اور شریعت مقدسہ نے عقد نکاح کے متعلق کتنی مکمل صورت آپ کے سامنے پیش فرما دی یہ عقد نکاح کا ایک سرسری خاکہ تھا جو فقیر نے عرض کیا قابل نفرت ہیں وہ مسلم ممبر جو ایسے ناپاک قانون کو مسلمانوں کے سر مونڈھنے کی کوشش اور اس کی حمایت کر رہے ہیں اور قابل تعریف وستائش ہیں وہ مسلم ممبران جنھوں نے آزادی کے ساتھ اپنا فرض مذہبی کا احساس کرتے ہوئے اس مخل دین اور مذاہب اسلام قانون کی دلیرانہ مخالفت کی اس قانون سے مسلمانوں کے قلوب میں سخت ہیجان ہے۔ اگر اس کو میونسپل کمیٹی نے منسوخ نہ کیا اور لوکل گورنمنٹ نے اس کو رد کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت نہ دیا تو وہ وقت دور نہیں جبکہ مسلمان اپنے مذہبی جذبات کے زیر اثر نہ معلوم کیا کر گزریں گے لہٰذا میونسپل کمیٹی جبلپور کے امن عام میں خلل ڈالنے کی کوشش نہ کرے بدامنی پیدا نہ کرے شورش نہ پھیلائے ورنہ اس کے بعد جو امن شکن اور بدنتائج برآمد ہوں گے ان کی ذمہ داری تمام تر میونسپل کمیٹی ہی کے سر عائد ہوگی پیشتر جب یہ مسودہ قانون پیش ہوا ور مسلمانوں کو اس کا علم ہوا، انجمن اسلامیہ جبلپور اور جماعت ظاہرین علی الحق جبلپور نے اور بعض محلوں کے مسلم جماعتوں نے اس تجویز کے خلاف اپنی رائے اور اس قانون پر اعتراض لکھ کر پیش کر دیا تھا ساتھ ہی ساتھ میں ان مسلمانوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں جو اس مزاحم دین و مذہب قانون کی حمایت میں اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں وہ اگر چہ انگلیوں پر گن لئے جانے کی تعداد میں ہیں، مگر سن لیں قرآن عظیم کا ارشاد عالی ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فی ما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً۔

یعنی اے حبیب قسم ہے تمہارے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک تم کو وہ اپنا حکم نہ بنالیں اپنے ان معاملات میں جو ان کے درمیان پیدا ہوئے پھر جو حکم تمہاری طرف سے نکلا اس کے متعلق نہ پائیں اپنے دلوں میں ذرا

بھی حرج اور اسے تسلیم کرلیں جیسا تسلیم کرنے کا حق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہونا صحت عقد نکاح کے لئے کافی ہے اب اس پر زائد قید جو کسی قسم کا حرج پیدا کرے وہ ناجائز اور ممنوع ہے ایسے ناقص اور امن شکن شورش انگیز قوانین کو زبردستی شریعت مطہرہ کے ظاہر اور کھلے قوانین کے اندر دخل انداز ہونے دینا، اغیار کی نظروں میں اسلام کو ضعیف اور قابل ترمیم صورت میں پیش کرنا "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً" کا صریح انکار ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ثابت قدمی عطا فرمائے، دین متین پر استقامت بخشے اور ایسی ناپاک امن شکن جدت طرازیوں کے قعر مذلت میں گرنے سے بچائے۔

میں جماعت ظاہرین علی الحق کی طرف سے آپ تمام حضرات کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ آپ نے اپنی شرکت سے جلسہ کو کامیاب بنایا اور اس کی مساعی جمیلہ سے ہمدردی ظاہر کر کے اس کی ہمت افزائی فرمائی۔

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ اسلامیہ برہانیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے — یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کیواسطے

مشکلیں حل کر شہہ مشکل کشا کے واسطے — کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے — علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر — بےغضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بحر معروف وسری معروف دے بیخود سری — جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا — ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد — بوالحسن اور بوسعید سعدزا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا — قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزق حسن — بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ — دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے

طور عرفان وعلو وحمد وحسنٰی وبہا — دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم ہم پر نار غم گلزار کر — بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کا واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال — شہہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے — خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے — عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہلبیت دے آل محمد کیلئے — کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر — اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر — حضرت آل رسول مقتدی کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے | میرے مولی حضرت احمد رضا کے واسطے
دین وایماں رکھ سلامت استقامت کر عطا | حضرت عبدالسلام باصفا کے واسطے
حجت برہان حق پر رکھ مجھے ثابت قدم | حضرت برہان حق ابن ضیاء کے واسطے
بندۂ عاصی کی اپنے عاقبت محمود کر | شاہ محمود ابن فانی فی الرضا کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا دی چھ عین عز علم وعمل | عفو وعرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

شہ رضا نوری ضیا کا حشر میں بھی ساتھ ہو
شاہ حامد ابن باقی بالرضا کے واسطے

سلام ببارگاہ غوث الاعظم

سیدی غوث اعظم ، سلام علیک

میرے آقائے اکرم سلام علیک

سرور اولیاء سرحق کے امیں　　ظل شاہ ھدیٰ روح صدق و یقیں
نام ہے عبد قادر لقب محی الدین　　حق کے ہیں سر اعظم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

ہے تیری پشت پر دست شاہ امم　　اور تیرے ہاتھ میں غوثیت کا علم
گردن والیاء کی ہیں تیرا قدم　　اے ولیٔ معظم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

آپ کے دامن سے جو بندھ گیا　　جو بہ اخلاص دل آپ کا ہوگیا
اسم اعظم کا جس نے وظیفہ کیا　　آخرت سے ہے بےغم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

آپ کو جس نے اپنا وسیلہ کیا　　آپ سے جس منے کی عرض یا سیدا
آپ سے جو بھی طالب مدد کا ہوا　　آپ ہیں اس کے ہمدم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

اپنی عظمت کا صدقہ عطا کیجئے　　آپ ہی کا بھلا ہے بھلا کیجئے
اپنی قدرت سے بگڑی بنا دیجئے　　اے محی مکرم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

جھولیاں خالی لائے ہیں داتا ملے　　کچھ نگاہ کرم ہوتو قسمت کھلے
پیر، تمہارے ہی بندے برے یا بھلے　　کس کے در جائیں اب ہم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

التجا تیرے در سے نہیں ہوتی رد   تیرے احسانوں کی بھی نہیں کوئی حد
شیئا للہ یا عبدقادر مدد   ہے میرا ورد پیہم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

ہم پہ سرکار والا کرم کیجئے   غیر کا ہم کو محتاج مت کیجئے
ہم غلاموں کی اب لاج رکھ لیجئے   آج دنیا ہے برہم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک

در پہ ہردم جھکا ہو وہ سر دیجئے   میرے دامن کو ہمت سے بھر دیجئے
آل برہان کو یا غوث کر دیجئے   مستقل اور محکم سلام علیک

سیدی غوث اعظم سلام علیک
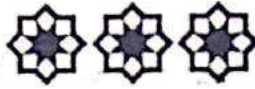
فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
انتساب	۳
نذرانۂ عقیدت	۴
احوال واقعی	۵
تقریظ جلیل	۱۰
تقدیم	۱۱
تقریظ	۱۶
تقریب	۱۹

باب اول

آئینۂ حیات

حضرت برہان ملت، ماہ وسال کے آئینے میں	۲۵
خاندانی بزرگوں کے حالات	۲۸
والد گرامی کی حیات وخدمات	۴۱
خلافت	۴۳
ازواج واولاد	۵۶
والدہ ماجدہ کی حیات طیبہ	۵۷
ولادت، بچپن کے حالات	۶۰
ابتدائی تعلیم وتکمیل تعلیم، اساتذہ	۶۰
معمولات، زندگی	۶۵
بیعت وخلافت	۶۹
ازواج واولاد	۷۹

عنوان — صفحہ نمبر

وصال ــــــــــــــــ ۸۰

جانشینی ــــــــــــــــ ۸۶

خلفاء ــــــــــــــــ ۸۸

باب دوم

اوصاف وخدمات

(۱) تحریر وتصنیف ــــــــــــــــ ۹۰

(۲) تقریر وتبلیغ ــــــــــــــــ ۹۳

(۳) فقہی بصیرت ــــــــــــــــ ۹۸

(۴) سیاسی بصیرت ــــــــــــــــ ۱۰۲

(۵) خانوادہ اعلیٰحضرت سے مراسم وعقیدت ــــــــــــــــ ۱۲۱

(۶) نعت گوئی ــــــــــــــــ ۱۴۲

(۷) زیارت حرمین شریفین ــــــــــــــــ ۱۵۰

باب سوم

اکابر اہلسنت کے تأثرات، تعزیتی مکتوبات اور نذرانہ اہل دانش

(۱) اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مکتوبات عالیہ ــــــــ ۱۶۵

(۲) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مکتوبات مبارکہ ــــــــ ۱۶۸

(۳) شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کا مکتوب ــ ۱۷۷

(۴) امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین قبلہ علیہ الرحمہ کا مکتوب ــ ۱۷۸

(۵) حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کا مکتوب ــــــــ ۱۸۰

(۶) رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کا مکتوب ــ ۱۸۲

(۷) پیرانی اماں اہلیہ حضور مفتی اعظم ہند کا تاثر ــــــــ ۱۸۲

عنوان — صفحہ نمبر

(۸) مولانا مصلح الدین صاحب کا تعزیتی مکتوب ---------- ۱۸۳
(۹) حکیم الاسلام حضرت مفتی مظفر احمد صاحب برکاتی داتا گنجوی کا تاثر ۱۸۴
(۱۰) شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی میاں کچھوچھہ شریف کا تأثر --- ۱۸۵
(۱۱) شہزادۂ محبوب ملت حضرت مولانا مقصود علی صاحب کا تاثر --- ۱۸۷
(۱۲) حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی کا تعزیتی مکتوب -------- ۱۸۸
(۱۳) حضرت علامہ راشد القادری صاحب کا تاثر ---------- ۱۸۹
(۱۴) مولانا سعید اعجاز کامٹوی علیہ الرحمہ کا تعزیتی مکتوب ------ ۱۹۰
(۱۵) شاعر اسلام جناب راز الہ آبادی صاحب کا تعزیتی مکتوب --- ۱۹۰
(۱۶) خلیفۂ برہان ملت مولانا عبد الوکیل صاحب کا تعزیتی مکتوب -- ۱۹۱
(۱۷) دار العلوم اسحاقیہ کے اساتذہ کا نذرانۂ عقیدت -------- ۱۹۲
(۱۸) علماء پاکستان کا نذرانۂ عقیدت ------------ ۱۹۳

(باب چہارم)

برہان ملت کی چند اہم تحریروں کے نمونے

نمونہ فتاوی ---------------------------- ۱۹۵
نمونہ مضامین ---------------------------- ۲۱۱
نمونہ خطبہ صدارت ------------------------ ۲۲۴
نمونہ تقریر ------------------------------ ۲۳۴
شجرہ طیبہ ------------------------------ ۲۳۹
صلاۃ وسلام ------------------------------ ۲۴۱
فہرست --------------------------------- ۲۴۳

مصنف کی دیگر تصانیف

بیس رکعت تراویح: جس میں قرآن وحدیث اوراقوال ائمہ کی روشنی میں بیس رکعت تراویح کا ثبوت۔

داڑھی کی شرعی حیثیت: جس میں نہایت ہی مدلل ومبرہن طریقے سے ایک مشت داڑھی کوثابت کیا گیا ہے اور داڑھی کے فوائد انتہائی مؤثر انداز میں پیش کیے گئے ہیں

توبہ وتقوی: اصلاح ایمان اور تصفیہ قلوب کے لئے نہایت ہی مفید کتاب ہے جسکے پڑھنے کے بعد فکر عاقبت بیدار ہو جاتی ہے اور توبہ وتقوی اپنانے پر طبیعت مجبور ہو جاتی ہے۔

اشرف العنوان شرح میزان: میزان کی نہایت عمدہ اور لاجواب شرح جو مبتدی ومنتہی کے لئے مفید اپنے طرز کی منفرد کتاب ہے۔

سنت وحکمت: جس میں حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کے طبی، جسمانی وروحانی فوائد بڑے اچھے انداز میں قلم بند کیے گئے ہیں، سنت کے موضوع پر انتہائی معلوماتی وبصیرت افزا کتاب ہے۔

معجزات رسول: جس میں حضور اکرم ﷺ کے تمام معجزات کا مستند ومعتبر کتابوں سے احاطہ کر دیا گیا ہے معجزات نبی پر انتہائی جامع اور لاجواب کتاب ہے۔

عورت کی شرعی حیثیت: جس میں عورت کے حقوق وفرائض اور اسلام کے عطا کردہ خصوصی اختیارات کا تفصیلی ذکر ہے۔

چاند کی شرعی حیثیت: رویت ہلال کی نفیس بحث اور ریڈیو، تار، اور ٹیلیفون کی خبروں پر چاند کے ثبوت اور عدم ثبوت پر فیصلہ کن بحث۔

☆☆☆☆☆☆☆

تم بحمد اللہ

KHALIFA-E-AALA HAZRAT

BURHAN-E-MILLAT KI HAYAT-O-KHIDMAT

جامعہ رضویہ گلشن برکات

خانوادۂ برکات کی روحانی یادگار مسلک اعلیٰحضرت کا
ترجمان اور حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کے عقائد و نظریات کا نگہبان
سرزمین بندیل کھنڈ کا معیاری منفرد ادارہ جس میں دینی تعلیم کے
ساتھ دنیاوی علوم وفنون کا بہترین نظام ہے جسکی دیدہ زیب اور پرکشش
عمارت تعمیر کے مرحلہ میں ہے لہذا تمام مسلمانان اہلسنت سے عموماً اور وابستگان سلسلہ
برکاتیہ رضویہ سلامیہ و برہانیہ سے خصوصاً تعاون کی اپیل ہے۔
زکوٰۃ وصدقات اور امداد سے نواز کر اس کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک
پہنچائیں اور ثواب دارین سے مالا مال ہوں۔

آمین بجاہ النبی الکریم

ترسیل زر و خط وکتابت کا پتہ:

الحاج قاری سعید اختر رضوی مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ گلشن برکات

محلہ اسلام آباد قصبہ کدورہ ضلع جالون یوپی

مصلح ملت فاؤنڈیشن ایک تعارف

تنظیم وتحریک کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے اسی کے پلیٹ فارم سے کسی بھی کام کو منظم ومربوط شکل میں انجام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا انہیں وجوہات ظاہرہ کے سبب ضلع مہوتری نیپال کی شہرت یافتہ ومرکزی جگہ قریۃ العلما گلاب پور سسوا کٹیا میں مورخہ ۱۵/ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق 12/ مئی 2017 بروز جمعہ مبارکہ استاذ الاساتذہ، مصنف کتب کثیرہ ومقبولہ، خلیفہ حضور برہان ملت پیر طریقت حضور مصلح ملت حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین صاحب قبلہ قادری رضوی برہانی دام ظلہ وفات ائد ملت مناظر اسلام حضور امین شریعت حضرت علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب قبلہ دامت فیوضہم کے زیر سایہ کرم اور شہزادہ وہم شبیہ حضور حنیف ملت خلیفہ تاج الشریعہ نجم الفقہا حضرت علامہ مفتی نجم الدین صاحب قبلہ قادری مصباحی کی سرپرستی ودیگر علمائے گلاب پور کٹیا کی سربراہی میں ایک تنظیم بنام مصلح ملت فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس تنظیم کا ایک اہم شعبہ حنیف ملت لائبریری بھی ہے جو نیپال وبہار کی انقلاب آفریں شخصیت خلیفہ اول حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محدث حنیف القادری عظیمی رضوی قدس سرہ العزیز کی جانب منسوب ہے۔ فی الوقت اس لائبریری میں درسی وغیر درسی مختلف علوم وفنون پر آٹھ سو سے بھی زائد کتابیں دستیاب ہیں جو قارئین کو ہمہ وقت دعوت مطالعہ دے رہی ہیں۔

اغراض ومقاصد

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں علمی وعملی میدان میں انقلاب برپا کرنا۔

(۲) سماج میں پھیلی برائیوں کے خاتمے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا۔

(۳) ضرورت مند طلبہ کی دینی وعصری تعلیم کے لئے مناسب تعلیمی وظائف کا انتظام کرنا۔

(۴) قصبہ ودیہات عوام کی اصلاح کے لئے علماء کرام کی ٹیم روانہ کرنا۔

(۵) جہیز جیسی بلا کے خاتمہ کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا۔

(۶) علمائے اہل سنت کو ان کی دینی وملی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ دینا اور مصنفین کی کتابوں کو جدید طرز پر شائع کرنا۔

المعلن: ارکان مصلح ملت فاؤنڈیشن، گلاب پور کٹیا، ضلع مہوتری، نیپال